سلسلہ مطبوعات ۳۴

نور الصباح

فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح

جلد دوم

تالیف

مناظر اسلام

حضرت مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی صاحب نور اللہ مرقدہ

سابق استاذ الحدیث نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ناشر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

هُوَ الفَتّاحُ العَلِیم

مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها
اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوۃ
(مسلم شریف)

نورُ الصباح حصہ دوم

في ترک رفع اليدين بعد الافتتاح

تالیف

مناظرِ اسلام

مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی دامت برکاتہم

سابق استاذ الحدیث نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ناشر اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ پاکستان

87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

فون نمبر 3881487-048 موبائل نمبر 8156847-0307

فہرست مضامین

عرضِ مصنف

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم. اما بعد راقم الحروف نے ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام ہے نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح'' یہ بہت مقبول ہوئی یہانتک کہ اس کے تین ایڈیشن ختم ہو گئے تو اس کے جواب میں غیر مقلد مولانا ارشاد الحق اثری نے مسئلہ رفع الیدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ کے عنوان سے رسالہ لکھا جو دجل و تلبیس کا مجموعہ تھا اس لئے راقم الحروف نے اس کا جواب بھی اس عنوان سے دیا یعنی یوں اظہار الحق علی تلبیسات ارشاد الحق'' یہ جواب عبد الرشید انصاری کے ذریعے سے دیا گیا ہے اس لئے مولانا حکیم محمود صاحب غیر مقلد نے شمس الضحیٰ کے نام سے نور الصباح کا جواب لکھا جو وہ ''بول میاں مٹھو چبل چبل'' کا مصداق تھا اس کا بھی راقم الحروف نے جواب لکھا ہے جو اسی مسودہ میں اس کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس لئے ''نور الصباح'' کا جواب لکھنے کے لئے حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد میدان میں اترے اس کا منہ توڑ جواب بھی اسی مسودہ میں شامل کیا جا رہا ہے پھر دونوں حصوں کو ایک جلد میں شائع کیا جائیگا۔

انشاء اللہ تعالیٰ ''گر قبول افتد زہے عز و شرف''

حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم

فقیر والی ضلع بہاولنگر

۲۴ شوال ۱۴۲۶ھ، 27 نومبر 2005

عرض ناشر

بحمد اللہ تعالیٰ نور الصباح حصہ دوم معرض وجود میں آگئی ہے جبکہ حضرت شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی بہت مشکلات ومصروفیات میں گھرے ہوئے تھے جبکہ کاتب نے کتابت کا تقریباً دوسو چھ (206) صفحات جامعہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ کے دور ملازمت میں کر دی تھی اس وقت دو کتابیں نور الصباح کے جواب میں معرض وجود میں آئیں تھیں پھر تیسری کتاب نور العینین کا ظہور ہوا تو تاخیر در تاخیر ہوتی گئی یہاں تک کے نور العینین طبع دوم بھی ظہور میں آگئی اور اس کا جواب بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ کتابت بہت پرانے زمانے میں ہوئی تھی ایک دفعہ تو کتابت کا مسودہ دورانِ سفر گم بھی ہو گیا تھا مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا کرشمہ تھا کہ وہ مل گیا تھا والحمد للہ علی ذالک جبکہ اب دور کمپوزنگ کا آگیا ہے لیکن قصبہ فقیر والی ضلع بہاولنگر میں کوئی کمپوزنگ صحیح کرنیوالا موجود نہ تھا تو شیخ الحدیث صاحب دام مجدھم نے کمپوزنگ لاہور سے کرائی مگر اس میں غلطیاں بے شمار تھیں اس لئے اس کے دیکھنے سے دل اکتا گیا۔ پھر کمپوزنگ کے لئے فقیر والی میں ایک آدمی مل گیا۔ اس نے شرط لگائی کی شیخ الحدیث صاحب میرے پاس بیٹھ کر لکھوائینگے تب لکھوں گا لیکن وہ ایک دن دوکان پر حاضر ہوتا تھا تو تین دن ناغہ کرتا تھا اس سے بھی دل تنگ آگیا اس سے چند صفحات کمپوزنگ ہوئے باقی مسودہ لے لیا گیا پھر ایک کمپوزنگ والے سے ہارون آباد رابطہ کیا گیا اور اس نے کمپوزنگ کر دی مگر اس میں بھی بے شمار اغلاط تھے اس کے دیکھنے کی ہمت بار

آ ور نہ ہوئی۔ پھر اس سال فقیر والی سے مستعفی ہو کر شیخ الحدیث صاحب اپنے گھر ڈیرہ اسماعیل خان آ گئے اور یہاں کارلو کمپوزنگ سنٹر پر رابطہ کر کے کمپوزنگ کرائی گئی یہ ساتھ بیٹھ کر کرائی گئی ہے اس طرح یہ کتاب پایۂ تکمیل تک پہنچی ہے۔

ع ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا

اس کتاب کی بہت ضرورت وحاجت تھی اور متلاشیان حق کے لئے اس کتاب کی بہت مانگ تھی اب اس سے پیاسے سیراب ہو کر خوش وخرم ہونگے اس کتاب نے غیر مقلدین تعلّی کو خاک میں ملا دیا ہے اور انکے جھوٹ اور فراڈ سے علامہ ذھبیؒ بننے والوں کا پردہ چاک کر دیا گیا ہے اور ان کے کردار کو ظاہر کیا گیا ہے بہر حال زیر نظر کتاب نور الصباح حصہ دوم۔ رفع الیدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ تالیف مولانا ارشاد الحق صاحب اثری وشمس الضحیٰ تالیف مولانا حکیم محمود صاحب ونور العینین تالیف حافظ زبیر علی زئی کا دندان شکن جواب ہے۔ نور الصباح حصہ دوم میں ان کا اپریشن کیا گیا ہے اور یہ ان تین کتابوں کے خرافات کا ردعمل ہے۔ اس لئے قارئین کرام کو اگر کہیں سخت لفظ پڑھنے پر ملال ہو تو اس کو ردعمل کا نتیجہ سمجھیں۔ دل سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ زیر نظر کتاب کو گم گشتہ راہ لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے اور مؤلف ومعاونین کے لئے نجات دنیوی واخروی کا سبب بنائے۔ آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ محمد وعلی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

تنبیہ:

زبیرعلی زئی نے میرے شیخ محترم حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر دام مجدھم کی کتاب احسن الکلام کو رسوائے زمانہ کتاب قرار دیا ہے۔ دیکھئے نور العینین ص 125 طبع دوم اور راقم الحروف کی کتاب نور الصباح کو ظلام اللیل قرار دیا ہے دیکھئے نور العینین ص 74 طبع دوم۔ یہ شرعاً ممنوع ہے جس کا ارتکاب جناب زبیر علیزئی صاحب نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ غیر مقلدین کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے (آمین)۔

مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی کی گرفت

اور

ریجسلی طی ۱۴ء

مولانا ارشاد الحق اثری کا جواب

عبدالرشید صاحب انصاری۔ راقم کو خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

جناب نے لکھا ہے مولانا ارشاد الحق صاحب اثری غیر مقلد نے ابو بکر ابن العربیؒ کے استاد ابو بکر الفہری کے واقعہ رفع یدین میں نقل کرتے وقت زبردست خیانت کی ہے ولیفعله الشیعة کہ شیعہ بھی رفع یدین کرتے ہیں یہ ترجمہ چھوڑ دیا ہے حالانکہ یہ الفاظ اسی واقعہ میں موجود ہیں (دیکھئے تفسیر قرطبی صفحہ ۱۷۹ ج ۱۹ القاہرہ ۱۳۶۹ھ ۱۹۵۰ء اور احکام القرآن ابن العربیؒ صفحہ ۲۹۸ ج ۲ سورۃ الانشقاق)

ارشاد الحق صاحب نے دوسری خیانت یہ کی ہے کہ فقلت له ولا يحل لك هذا الیس میں (ابن العربی نے) اس کو کہا کہ آپ کے لیے رفع یدین کرنا حلال نہیں ہے، ترجمہ غلط کیا ہے چنانچہ ارشاد صاحب ترجمہ یوں کرتے ہیں، تو میں نے کہا یہ انداز آپ کے لیے صحیح نہیں (مسئلہ رفع الیدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ صہ) اور یہی دو خیانتیں عبدالعزیز نورستانی غیر مقلد نے اختیار کی ہیں۔ (شرح القرآن صاحب پنج پیر اور احادیث رفع الیدین صہ ۲۵)

محترم عبدالرشید صاحب! خیانتیں کرنا آپ کے علماء کا شیوہ بن چکا ہے۔ جناب کی جب تحریر آئی تو سائل نے ۲۲ رمئی ۱۹۸۵ء کو رجسٹری کر دی مولانا ارشاد الحق اثری کو۔

آپ کی تحریر کا جواب لکھا گیا ہے اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

لہ الحمد

انجمن اشاعت التوحید والسنۃ فیصل آباد
خالد آباد

راقم کے رسالہ "مسئلہ رفع الیدین" سے جو اعتراض ڈیروی صاحب کو ہے. وہ یا یں طور صحیح نہیں کہ بندھے نے واقعہ کا ترجمہ نہیں مفہوم لکھا ہے. ابن العربی لکھتے ہیں:

"ولقد کان شیخنا ابوبکر الفہری یرفع یدیہ عند الرکوع وعند رفع الرأس منہ وھو مذھب مالک والشافعی وتفعلہ الشیعۃ"

"الفاظ جس کا مفہوم میں نے لکھا ہے کہ ہمارے شیخ ابوبکر الفہری رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے. اگر میں نے "تفعلہ الشیعۃ" کا ترجمہ چھوڑ کر خیانت کی ہے تو اس سے پہلے الفاظ وھو مذھب مالک والشافعی کا بھی تو ترجمہ نہیں کیا. "خیانت" صرف "تفعلہ الشیعۃ" کے ترجمہ چھوڑنے پر ہی کیوں ہے؟ ڈیروی صاحب یہ دراصل تاثر دینا چاہتے ہیں کہ رفع الیدین شیعہ کرتے ہیں اور یوں وہ اپنی فکری کجی کا ثبوت دیتے ہیں حالانکہ جو رفع الیدین امام مالک اور شافعی کرتے ہیں شیعہ وہ رفع الیدین نہیں کرتے. جیسا آج یہ کہنا غلط ہے کہ ہم رکوع کے بعد ہاتھ اس لیے باندھتے ہیں کہ شیعہ کی مخالفت ہو. باندھنے والے یوں کہیں کہ تم شیعہ کی طرح ہاتھ چھوڑتے ہیں. جس طرح یہ کہنا من وجہ غلط ہے اسی طرح امام مالک اور امام شافعی کی رفع الیدین کو شیعہ کی رفع الیدین کی مانند کہنا صحیح نہیں بلکہ محض چند مواقع میں موافقت کی بنا پر یوں کہا گیا ہے اور بس

کہا گیا ہے کہ "ولا یحل لک ھذا" کا ترجمہ غلط کیا ہے. میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میں نے ترجمہ نہیں بلکہ پوری عبارت کا اختصار سے مفہوم بیان کیا ہے

مزید برآں اگر اسی کا ترجمہ "اور آپ کے لیے یہ حلال نہیں" بھی کر دیا جاتا تو اس سے یہ کیونکہ نکلتا کہ رفع الیدین حلال نہیں جبکہ وہ اس کے بعد اس کی علت یہ بیان کرتے ہیں :

فانك بين قوم ان فهمت بها قاموا عليك ور بما ذهب دمك "

ظاہر ہے کہ قتل نفس کے ڈر سے ابن العربی نے یہ کہا۔ اور قتل سے بچنے کے لیے تو کلمہ کفر بھی "حلال" ہے۔ مگر عزیمت اس سے اوپر مقام ہے اسی طرح شیخ الفہری نے عزیمت پر عمل کیا شیخ ابن العربی کی نصیحت پر نہیں۔

(۵) بنیادی طور پر یہ بھی ذہن نشین رہے کہ "خیانت" کا معنی و مفہوم تو مخفی طور پر حق کی مخالفت ہے۔ ہم نے اگر یہ ترجمہ کیا تو اس میں نفس واقعہ میں کسی امر کی مخالفت کی نتیجہ میں کیسے اختلاف کیا ؟ کیا ابن العربی ترک ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے ان سے اختلاف کیا ؟ اور کیا ڈیروی صاحب کے کہنے کے مطابق ترجمہ کرنے سے ترک ثابت ہو جاتا ہے ؟ کہ ہم نے اس کی مخالفت کر کے خیانت کی ہے۔ یہ یتیم خیانت تک کے مفہوم سے بے خبر ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وقت کی کمی اور اشتغال کثیر کی بنا پر یہ چند حروف لکھ دیئے ہیں امید ہے کافی ثابت ہوں گے۔

والسلام

ارشاد الحق

ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم عبد الرشید صاحب انصاری، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد ازیں گذارش ہے کہ راقم الحروف کے چالیس ۴۰ صفحات کا جواب آپ نے پانچ قسطوں میں دیا ہے آخری قسط ۳ محرم ۱۴۰۶ھ / ۱۹ ستمبر ۱۹۸۵ء کو موصول ہوئی۔ راقم الحروف۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جواب کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

قسط نمبر ۱ کا جواب

مولانا ارشاد الحق صاحب اثری کی تحریر کا جواب، راقم الحروف نے مولانا اثری کی دو ۲ خیانتوں کی نشاندہی کی تھی۔

(۱) ابوبکر ابن العربیؒ کے شیخ کا رفع یدین رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے کرنا تو اثری صاحب نے بیان کر دیا ہے مگر لفعلہ الشیعۃ (کہ شیعہ بھی یہ رفع یدین کرتے ہیں) یہ ترجمہ اثری صاحب نے نظر انداز کر دیا ہے جو کہ خیانت ہے۔

(۲) ولا یحل لک (آپ کے لیے رفع یدین کرنا حلال نہیں ہے) کا ترجمہ اثری صاحب نے یوں کیا ہے۔ یہ انداز آپ کے لیے صحیح نہیں (مسئلہ رفع الیدین ص۸) یہ بھی خیانت ہے۔

اثری صاحب نے ان دو ۲ خیانتوں کا جواب دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں "راقم کے رسالہ، مسئلہ رفع الیدینؒ سے جو اعتراض ڈیروی صاحب کو ہے وہ بایں طور صحیح نہیں کہ بندہ نے واقعہ کا ترجمہ نہیں مفہوم لکھا ہے۔ ابن العربی لکھتے ہیں:

"ولقد كان شيخنا ابوبكر الفهري يرفع يديه عند الركوع وعند رفع الرأس منه وهو مذهب مالك والشافعي وتفعله الشيعة"

الفاظ جس کا مفہوم میں نے لکھا ہے کہ ہمارے شیخ ابوبکر الفہری رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے، اگر میں نے وتفعله الشيعة کا ترجمہ چھوڑ کر خیانت کی ہے تو اس سے پہلے الفاظ وهو مذهب مالك والشافعي کا بھی تو ترجمہ نہیں کیا خیانت صرف تفعله الشيعة کے ترجمہ چھوڑنے پر ہی کیوں ہے الخ

الجواب

محترم اثری صاحب، ڈیروی صاحب کی گرفت کی بناء پر آپ نے اصل حقیقت کا اعتراف کر لیا ہے اور تسلیم کیا ہے کہ واقعی کئی الفاظ کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے یہ تو آپ کے خط کی ابھی ابتداء ہے

؎ یہ تو ابتداء عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

شق نمبر ۱

بندہ نے واقعہ کا ترجمہ نہیں مفہوم لکھا ہے"۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ترجمہ الگ چیز ہے اور مفہوم الگ چیز ہے۔

شق نمبر ۲

عربی عبارت" ولقد كان شيخنا (الی) وتفعله الشيعة۔ الفاظ جس کا مفہوم میں نے لکھا ہے کہ ہمارے شیخ الخ جناب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آپ نے بعض الفاظ کا مفہوم لکھا ہے اور بعض الفاظ کا

مفہوم چھوڑ دیا ہے اور جن الفاظ کا آپ نے مفہوم لکھا ہے وہی ان الفاظ کا ترجمہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک ترجمہ اور مفہوم ایک چیز ہیں۔

تنقیح نمبر ۳

الفاظ جس کا مفہوم میں نے لکھا ہے۔ آپ تو اردو بھی درست طریقہ پر لکھنا نہیں آتی۔ الفاظ جمع ہے اس لیے جس کا کے بجائے آپ، جن کا لکھتے۔ خیر اس کو جانے دیجئے اصل مقصود کی طرف آیئے۔

محترم اثری صاحب! آپ کا یہ عذر لنگ کہ بندہ نے واقعہ کا ترجمہ نہیں مفہوم لکھا ہے" کیا واقعہ میں ولتفعلہ الشیعۃ۔ الفاظ کا مفہوم آپ نے بیان کر دیا ہے یا چھوڑ دیا ہے اگر ان الفاظ کا مفہوم آپ نے چھوڑ دیا ہے تو خیانت یقینی ہے اگر ان الفاظ کا مفہوم آپ نے واقعہ میں بیان کر دیا ہے تو نشاندہی کریں کہ واقعہ میں کون سے الفاظ ہیں جو اس مفہوم پر دلالت کر رہے ہیں یا یہ کہ ان الفاظ کا کوئی مفہوم نہیں۔ نیز اثری صاحب یہ بیان فرمائیں کہ لفظ کے ترجمہ و معنی و مفہوم میں تغایر اعتباری ہے یا ذاتی ہے۔ اگر واقعی تغایر اعتباری ہے تو پھر آپ کی یہ عبارت کہ بندہ نے واقعہ کا ترجمہ نہیں مفہوم لکھا ہے، آپ کی کذب بیانی پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ اس کا مقصد تو یہ ہوا کہ آپ نے واقعہ کا ترجمہ نہیں معنی بیان کیا ہے۔ اگر تغایر ذاتی ہے تو اس کی دلیل بیان کریں یا خیانت کا اعتراف کر کے تائب ہو جائیں۔ محترم اثری صاحب اگر آپ یہ عذر کریں کہ میں ابتداء خط میں بھول گیا ہوں دراصل میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ۔ بندہ نے واقعہ کا ترجمہ نہیں بلکہ خلاصہ لکھا ہے اور خلاصہ میں اختصار کی وجہ سے بعض الفاظ کا ترجمہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ

اثری صاحب آپ نے خط کے دوسرے صفحہ میں یوں تحریر کیا ہے۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میں نے ترجمہ نہیں بلکہ پوری عبارت کا اختصار سے مفہوم بیان کیا ہے۔ تب بھی اثری صاحب آپ کی سچائی ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ نے رسالہ مسئلہ رفع یدین صٓ میں اس واقعہ کی ابتداء میں یوں لکھ دیا ہے سلہ جس کی تفصیل قاضی ابوبکر ابن العربیؒ نے احکام القرآن میں یوں بیان کی ہے۔

محترم اثری صاحب آپ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اختصار سے نہیں۔ اب آپ کی دونوں باتیں تو سچی ہو نہیں سکتیں کیونکہ یہ تو اجتماع نقیضین ہے اور دونوں باتیں جھوٹی بھی نہیں ہو سکتیں کیونکہ یہ تو ارتفاع نقیضین ہے، ایک سچی ہو گی اور ایک جھوٹی۔ اس کا آپ خود ہی فیصلہ کر دیں کہ کونسی سچی ہے اور کونسی جھوٹی ہے۔ باقی رہا جناب کا یہ عذر کہ۔ اگر میں نے ولفعلہ الشیعۃ کا ترجمہ چھوڑ کر خیانت کی ہے تو اس پہلے الفاظ دھومذھب مالک والشافعی کا بھی تو ترجمہ نہیں کیا خیانت صرف تَفْعَلُهُ الشِّيْعَةُ کے ترجمہ چھوڑنے پر ہی کیوں ہے

الجواب

خائن جب کسی نقصان دہ چیز کو چھپاتا ہے تو ساتھ ہی فائدہ دینے والی چیز کو بھی چھپا دیتا ہے تاکہ خیانت پر پردہ ڈالنے کے لیے عذر و بہانہ بنا سکے

محترم اثری صاحب آگے آپ نے دوسری خیانت کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے۔ بنیادی طور پر یہ بھی ذہن نشین رہے کہ خیانت کا معنی و مفہوم تو مخفی طور پر حق کی مخالفت ہے ہم نے اگر یہ ترجمہ کیا تو اس میں

نفس واقعہ میں کسی امر کی مخالفت کی نتیجہ میں کیسے اختلاف کیا الخ

الجواب

محترم اثری صاحب (۱) آپ نے خیانت کا معنی اور مفہوم مخفی طور پر حق کی مخالفت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک معنی اور مفہوم ایک چیز ہیں۔

(۲) آپ نے اصل واقعہ کا حلیہ ہی بگاڑ دیا ہے۔ کیونکہ ابو بکر الفہری کو رفع یدین کرنے پر قتل کرنے کا اصل سبب واقعہ میں یہ ہے کہ یہ رفع یدین شیعہ (روافض) کرتے ہیں اور اس علاقہ میں اہلسنت والجماعت میں رفع یدین مروج و معمول بہ نہیں تھا حتیٰ کہ ابو بکر ابن العربیؒ نے بھی ان لوگوں کے سامنے کبھی رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھ کر نہیں دکھائی۔ تو رئیس البحر ابو تمنہؒ نے یہی سمجھا کہ یہ کوئی رافضی ہے فساد پھیلانے کی نیت سے ہماری مسجد میں رفع یدین کر رہا ہے اس کو قتل کرنا چاہیے۔

اصل واقعہ کی روح اور جزء اعظم تو یہی بات تھی جس کو جناب چھوڑ کر اپنا مظلوم ہونا بیان شروع کر دیا کہ رفع یدین کرنے والوں کو قتل تک کے منصوبے بنائے گئے (مسئلہ رفع یدین ص ک) فلھذا آپ نے نتیجہ نکال کر اپنے خائن ہونے پر مہر ثبت کر دی ہے، واقعہ کے اصل سبب و علۃ کو بیان نہ کر کے آپ نے خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔

آخر میں اثری صاحب آپ لکھتے ہیں (یہ رد بے دردی) یتیم خیانت تک کے مفہوم سے بے خبر ہے انا للہ وانا الیہ راجعون وقت کی کمی اور اشغال کثیرہ کی بناء پر یہ چند حروف لکھ دیئے ہیں امید ہے کافی ثابت ہوں گے۔ والسلام ارشاد الحق۔ ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد

الجواب

چونکہ آپ خیانت کرنے کے ماہر ہیں فلہذا اس کا مفہوم بھی اچھی طرح جانتے ہوں گے۔ اور اشتغال کثیر، کے لفظ کی نحوی ترکیب بھی آپ اچھی طرح جانتے ہوں گے۔ ڈیروی صاحب کو تو صحیح اشتغال کثیرہ کا لفظ معلوم ہوتا ہے۔

نیز اثری صاحب! آپ کے یہ چند حروف کافی ثابت نہیں ہوئے ہم چاہتے ہیں کہ مزید آپ کے علوم اثریہ سے مستفید ہوں۔ امید ہے کہ جناب بخیریت ہوں گے۔

حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی
۹ رمحرم ۱۴۰۶ھ

اظہار الحق علی تلبیسات ارشاد الحق

مولانا ارشاد الحق صاحب اثری غیر مقلد کے رسالہ، التحقیق والایضاح لالبس ماضی فی نور الصباح یعنی مسئلہ رفع الیدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ کا جواب تحقیق وتدقیق کے آئینے میں۔

تلبیس نمبر ۱

مولانا اثری صاحب لکھتے ہیں چند فقہاء نے حسب عادت اس مسئلہ میں بھی انتہائی غلو کا مظاہرہ فرمایا ہے حتیٰ کہ بعض حضرات نے عاملین بالحدیث پر اس مسئلہ میں کفر تک کا فتویٰ دیا ہے چنانچہ مولانا عاشق الٰہی مرحوم (دیوبندی) لکھتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ بعض حنفیہ نے اہلحدیث یعنی غیر مقلدین زمانہ کو رفع یدین پر کافر کہنا شروع کر دیا تھا۔ اصلاح احوال کے لیے شاہ اسمٰعیل شہیدؒ صاحب نے علمی طور پر یہ (تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین) رسالہ لکھا (حاشیہ تذکرۃ الخلیل طبع کراچی ص ۱۴۳) مسئلہ رفع الیدین ص ۵)

الجواب

محترم اثری صاحب آپ کی تلبیس کئی تلبیسات کا مجموعہ ہے۔

(۱) مذکورہ بالا حاشیہ ادھورا پیش کیا ہے درمیان میں عبارت کاٹ کر نقطے لگا دیے ہیں۔

(۲) غصہ تو فقہاء کرام حنفیہ پر نکالا جا رہا ہے مگر جو عبارت جناب نے

لے مولانا عاشق الٰہی کی حاشیہ سے نقل کی ہے اس میں کسی فقیہ کا ذکر نہیں ہے بلکہ بعض حنفیہ کا ذکر ہے آپ کا دعویٰ خاص ہے دلیل عام ہے تقریب تام نہیں محترم اثری صاحب! یہ بات ذہن نشین کرلیں۔ کہ نہ ہر حنفی فقیہ ہوتا ہے اور نہ ہر فقیہ حنفی ہوتا ہے۔ مگر آپ کو ان علمی باتوں سے کیا تعلق۔ آپ کو تو عبارتوں کا درمیان سے کاٹنا ہی معلوم ہے۔ محترم۔ راقم الحروف کا دعویٰ ہے کہ آج تک کسی فقیہ حنفی نے رفع یدین کرنے والوں کو کافر نہیں کہا آپ اس کا ثبوت پیش کریں ورنہ غلط بیانی سے تائب ہوجائیں چونکہ بعض دیار میں یہ رفع یدین روافض کرتے ہیں اور محققین علمائے اہلسنت والجماعت کے ہاں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو اس بناء پر عوام میں سے کسی نے رفع یدین کرنے والے کو رافضی سمجھتے ہوئے کافر کہہ دیا ہو تو الگ بات ہے اس کا الزام فقہاء حنفیہ پر لگانا بہتان و بددیانتی ہے۔

(۳) حاشیہ کی یہ عبارت تذکرۃ الخلیل مطبوعہ سیالکوٹ میں راقم الحروف کو نہیں ملی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاشیہ کی یہ عبارت مولانا عاشق الٰہیؒ کی نہیں ہے۔

تلبیس نمبر ۲ (تنویر العینین کی حقیقت)

حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ (المتوفی ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء) نے اپنی درمیانی عمر میں رفع الیدین پر عمل کیا تھا مگر بعد میں آپ نے رفع الیدین کرنا چھوڑ دیا تھا اور ترک رفع یدین پر عامل ہوگئے تھے چنانچہ راقم الحروف نے اپنی کتاب نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح ص ۲۷ و ص ۲۸ میں دلائل سے ثابت کیا کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے رفع یدین سے رجوع فرمالیا تھا۔

فلہذا تنویر العینین رسالہ منسوخ اور کالعدم ہے۔ مگر مولانا ارشاد الحق صاحب نے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرتے ہوئے اور اس کے جواب سے گریز کرتے ہوئے اس رسالہ کے خریدنے اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔ یہ رسالہ دفتر مرکزی جمعیت اہلحدیث لاہور سے تقریباً ۱۹۵۵ئ میں حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی مرحوم کے مقدمہ اور استاذی المکرم مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف کی تصحیح وتعلیقات سے شائع ہو چکا ہے اور بعد میں مولانا محمد سلیمان انصاری نے اس کا اردو ترجمہ بھی کر دیا تھا جو مع متن المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور سے دستیاب ہے (مسئلہ رفع یدین صلا) کتنی زبردست جسارت ہے اور خیانت وتلبیس ہے کہ جو رسالہ منسوخ ہے اس کا مصنف اس عمل سے رجوع کر چکا ہے اس کی تشہیر کی جا رہی ہے

سنی حکایت ہستی تو درمیان سے سنی
نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم

مولانا حافظ حکیم عبد الشکور صاحب مرزا پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اس میں شک نہیں کہ غیر مقلدین فخریہ اسے (تنویر العینین) ان (شاہ شہیدؒ) کی لکھ کر با ترجمہ حاشیہ خوب چھپاتے اور شائع کرتے ہیں چنانچہ ایک نسخہ مترجم باہتمام شیخ محی الدین (غیر مقلد) تاجر کتب کشمیری بازار مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور میرے سامنے (رہے) اس پر مؤلفہ مولوی محمد اسمٰعیل شہید تو ضرور لکھا ہوا ہے مگر نامعلوم کس مصلحت سے مترجم ومحشی کا نام مخفی رکھا گیا ہے صرف مولانا شہید کا نام دیکھ کر ناواقف لوگ یہی خیال کریں گے کہ عربی اور [illegible] وحاشیہ سب انہیں کا ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ تمام اصل عربی کتاب [illegible] کی نہیں ہے [illegible] خیال کسی گمنام روایت والی حکایت پر نہیں بلکہ مولانا کرامت علی جونپوری کی عینی شہادت

پر ہے وہ نہایت یقین کے ساتھ ذخیرہ کرامت صفحہ ۲۲۴ میں مولوی مخلص الرحمٰن کے پانچویں سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ تنویر العینین جو کتاب ہے سوابتی میں مولانا محمد اسمٰعیل مرحوم کے لکھے ہوئے چند ورق رفع یدین کی ترجیح میں (ہیں) اور بعد اس کے مولانا مرحوم نے اپنے مرشد حضرت سید احمد قدس سرہ کے سمجھانے سے اپنے قول سے رجوع کیا یعنی رفع یدین کرنے کو چھوڑ دیا اور لامذہب (غیر مقلد) لوگوں نے تنویر العینین میں اپنی طرف سے بہت سی باتیں زیادہ کر کے لکھیں اور حضرت سید صاحب کے خلیفہ لوگوں کا عمل تنویر العینین پر نہیں بلکہ ان لوگوں نے اس کا رد لکھا ہے۔ (التحقیق الجدید علی تصنیف الشہید مولانا حافظ عبد الشکور صاحب مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور صفحہ ۱۴ تا صفحہ ۱۵ طبع جنوری ۱۹۳۱ء)

نوٹ: حضرت مولانا کرامت علی جونپوری، حضرت سید احمد شہیدؒ کے خلیفہ تھے اس لیے ان کی یہ شہادت بہت وزنی ہے۔ حضرت مولانا عبد الشکور صاحب مرزاپوریؒ فرماتے ہیں۔

صراط مستقیم مولانا شہید کی گو تصنیف نہیں مگر تالیف تو ہے اس کے باب دوم فصل نمبر ۲ ہدایت تمہید ۳ میں ہے اشغال اتباع مذاہب اربعہ کے رائج در تمام اہل اسلام است بہتر و خوب است صفحہ ۹۹) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مولانا شہیدؒ کے نزدیک تقلید شخصی غیر مذموم بلکہ محمود ہے مگر اس کے خلاف "تنویر العینین صفحہ ۲۴ میں تقلید معین کا رد موجود ہے اگر تنویر العینین مؤلف صراط مستقیم ہی کی (تنہا مہ) تالیف ہوتی تو وہ ایک تالیف کے برعکس دوسری تالیف میں ہرگز نہ لکھتے (التحقیق الجدید صفحہ ۱۵)

مولانا عبد الشکور صاحبؒ اور مولانا کرامت علیؒ کے یہ خیالات کسی حد تک بالکل صحیح ہیں کیونکہ یہ رسالہ تنویر العینین حضرت شاہ شہیدؒ کی وفات

کے چار سال بعد ۱۲۵۵ھ میں مشہور کیا گیا۔ مولوی نور الحق دہلوی نے جو کہ غیر مقلد تھا اس کی خوب تشہیر کی اس کا رد مولانا محبوب علی دہلوی نے ۱۲۵۱ھ میں تصویر المتنویر فی سنۃ البشیر النذیر فی شرح متن تنویر العینین کے نام سے لکھا اس میں حضرت شاہ شہیدؒ کا رفع یدین کرنے سے رجوع کا واقعہ بھی لکھا ہے یہ کتاب قلمی مکتبہ فتحیہ اچھرہ میں موجود ہے اس کی فوٹو کاپی مدرسہ عربیہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں موجود ہے۔

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ بروایت متصلہ تحریر فرماتے ہیں۔ (تحریر نادر بہ تقریر شاہ عبدالقادر) خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالقیوم صاحب فرماتے تھے کہ شاہ اسحٰق صاحب بیان فرماتے تھے کہ جب مولوی اسمٰعیل صاحب نے رفع یدین شروع کیا تو مولوی محمد علی صاحب مولوی احمد علی صاحب نے جو شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد اور ان کے کاتب تھے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ حضرت مولوی اسمٰعیل صاحب نے رفع یدین شروع کیا ہے اور اس سے مفسدہ پیدا ہوگا آپ ان کو روک دیجئے شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں تو ضعیف ہو گیا ہوں مجھ سے تو مناظرہ نہیں ہو سکتا میں اسماعیل کو بلائے لیتا ہوں تم میرے سامنے اس سے مناظرہ کر لو اگر تم غالب آ گئے تمہارے ساتھ ہو جاؤں گا اور وہ غالب آ گیا تو اس کے ساتھ ہو جاؤں گا مگر وہ مناظرہ پر آمادہ نہ ہوئے کہ حضرت ہم تو مناظرہ نہ کریں گے اس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ جب تم مناظرہ نہیں کر سکتے تو جانے دو شاہ صاحب نے یہ جواب دیا تو میں سمجھا کہ شاہ صاحب نے اس وقت دفع الوقتی فرما دی ہے۔ مگر یہ مولوی اسمٰعیل سے کہیں گے ضرور چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جب شاہ عبدالقادر صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے

تو آپ نے فرمایا میاں عبدالقادر تم اسمٰعیل کو سمجھا دینا کہ وہ رفع یدین نہ کیا کریں کیا فائدہ ہے خواہ مخواہ عوام میں شورش ہوگی شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا کہ میں تو کہہ دوں گا مگر وہ مانے گا نہیں اور حدیثیں پیش کرے گا اس وقت بھی میرے دل میں یہی خیال آیا کہ گو انہوں نے اس وقت یہ جواب دے دیا ہے مگر یہ بھی کہیں گے ضرور چنانچہ یہاں بھی میرا خیال صحیح ہوا اور شاہ عبدالقادر صاحب نے مولوی محمد یعقوب کی معرفت مولوی اسمٰعیل صاحب سے کہہ دیا تھا کہ تم رفع یدین چھوڑ دو اس سے خواہ مخواہ فتنہ ہوگا جب مولوی محمد یعقوب صاحب نے مولوی اسمٰعیل صاحب سے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر عوام کے فتنہ کا خیال کیا جائے تو پھر اس حدیث کے کیا معنی ہوں گے مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ کیونکہ جو کوئی سنت متروکہ کو اختیار کرے گا عوام میں ضرور شورش ہوگی مولوی محمد یعقوب نے شاہ عبدالقادر صاحب سے اس کا جواب بیان کیا اس کو سن کر شاہ عبدالقادر نے فرمایا، ہا ہا ہم تو سمجھے تھے کہ اسمٰعیل عالم ہو گیا مگر وہ تو ایک حدیث کے معنی بھی نہیں سمجھتا یہ حکم تو اس وقت ہے جب کہ سنت کے مقابل خلاف سنت ہو اور مانحن فیہ میں سنت کا مقابل خلاف سنت نہیں بلکہ دوسری سنت ہے کیونکہ جس طرح رفع یدین سنت ہے یونہی ارسال (ترک رفع یدین) بھی سنت ہے جب مولوی محمد یعقوب صاحب نے یہ جواب بھی مولوی اسمٰعیل صاحب سے بیان کیا تو وہ خاموش ہو گئے اور جواب نہ دیا (نوادر النوادر ص ۵۲۷ تا ص ۵۲۸ مطبوعہ شیخ غلام علی کشمیری بازار لاہور)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا سارا علمی خاندان

ترک رفع یدین پر عمل کرنے والا تھا اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے رفع یدین کیا مگر بعدہٗ انہوں نے بھی رفع یدین چھوڑ دیا جیسا کہ گذرا۔ اور عملوں کا دارومدار خاتمہ پر ہوتا ہے (وللہ الحمد)

تلبیس نمبر ۳

مولانا ارشاد الحق صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں "حضرت مولانا محمد انور شاہ کاشمیری شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں:

ان الرفع متواتر اسناداً وعملاً لا شک فیہ ولم ینسخ ولا حرف منہ (نیل الفرقدین صـ۲۲)

یعنی بلاشبہ رفع یدین متواتر احادیث اور متواتر عمل سے ثابت ہے جس میں کوئی شک نہیں اور اس میں ایک حرف بھی منسوخ نہیں" (مسئلہ رفع الیدین صـ۶)

الجواب

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ (المتوفی ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء) یہ نظریہ حافظ ابن حجرؒ کا نقل کر رہے ہیں۔ اگر اثری صاحب خیانت نہ کرتے اور پہلی عبارت بھی ذکر کر دیتے تو بات واضح ہو جاتی مگر خیانت کرنا اور عبارتوں کا کاٹ دینا تو اثری صاحب کی غذا ہے (اعاذنا اللہ عنہا) اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

فصل فی احادیث الرفع نقلنا فیہ عبارۃ التلخیص الحبیر فانہ اتی علی جلّہا ولم یبق الا نزر یسیر ولیعلم ان الرفع متواتر اسناداً وعملاً الخ (نیل الفرقدین صـ۲۲)

رفع یدین کی احادیث کے بیان میں فصل ہے ہم اس فصل میں تلخیص الجبیر کی عبارت نقل کر رہے ہیں کیونکہ وہ تمام رفع یدین کی حدیثیں لایا ہے اور نہیں باقی رہی مگر کچھ تھوڑی سی اور چاہیئے کہ جانا جائے کہ بے شک رفع یدین سنداً و عملاً متواتر ہے اس میں شک نہ کیا جائے اور منسوخ نہیں ہوا اور نہ ایک حرف رفع یدین سے۔"

(۱) حافظ ابن حجرؒ چونکہ رفع یدین کو عشرہ مبشرہؓ کی طرف منسوب کر رہا ہے (تلخیص الجبیر) اور فتح الباری میں پچاس صحابہ کرامؓ کی طرف منسوب کر دیا۔ ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع یدین ابن حجرؒ کے ہاں متواتر اسنادی و عمل ہے۔

(۲) ابن حجرؒ نے سجدہ کے وقت رفع یدین کی روایتیں بھی ذکر کر دی ہیں مثلاً ابن عباسؓ و ابن الزبیرؓ کی روایت جو ابوداؤد میں مروی ہے اور ابوہریرہؓ سے واذا رفع للسجود (ابوداؤد) تلخیص الجبیر ص۲۱۹ اور رفع یدین مع کل تکبیرۃ (حضرت عمیر اللیثیؓ) (تلخیص ص۲۲۰) وغیرھا اس سے معلوم ہوا کہ یہ روایتیں ابن حجرؒ کے ہاں صحیح ہیں اور رفع یدین سجدوں کے وقت بھی منسوخ نہیں۔ معلوم ہوا کہ رفع یدین کی حدیث کا حرف بھی منسوخ نہیں۔ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں حضرت مالکؓ بن الحویرث کی حدیث رفع یدین بین السجدتین کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۳) اور تلخیص الجبیر ص۲۱۸ میں فرمایا زَادَ الْبَيْهَقِيُّ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ۔ بیہقیؒ نے زیادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز وفات تک ہمیشہ رفع یدین کے ساتھ رہی۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ یہ بے بنیاد نظریہ ابن حجرؒ کا ہے نہ تو ابن حجرؒ کے پاس یہ ثبوت و سند ہے کہ پچاس صحابہ کرامؓ رفع یدین رکوع کے وقت کرتے ہیں اور نہ عشرہ مبشرہؓ سے ثبوت ہے کہ وہ رفع یدین رکوع کے وقت کرتے تھے ابن حجرؒ جیسے حافظ الحدیث سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ ایسی بے بنیاد و سخت غلط قسم کی باتیں نقل کرتے مگر تعصب کا کیا علاج ہے۔

غیر مقلدین حضرات اگرچہ ائمہ اربعہؒ میں سے کسی معین امام کی تقلید کو حرام و شرک کہتے ہیں مگر جب اپنے مطلب کی بات کسی سے منقول ہو اور کتنی ہی بے سند و بے بنیاد ہو اس کو مان لیتے ہیں اور تقلید کر لیتے ہیں اور اس کی سند کا مطالبہ بالکل ترک کر دیتے ہیں چنانچہ عشرہ مبشرہؓ و پچاس صحابہؓ سے رفع یدین رکوع کے وقت کرنے کا بے سند قول غیر مقلدین حضرات تسلیم کر کے اپنی کتابوں و رسائل میں بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) اور بیہقی کی من گھڑت و جھوٹی روایت جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کی گئی ہے کہ آپ کی وفات تک ہمیشہ نماز رفع یدین کے ساتھ رہی جس کو ابن حجرؒ نے نقل کیا ہے نہ سند بیان فرمائی ہے اور نہ جرح کی ہے اس کو بھی غیر مقلدین کی اکثریت صحیح تسلیم کرتی ہے اندھی تقلید کرنا ان حضرات کا شیوہ ہے ایک لحاظ سے یہ حضرات غیر مقلد ہیں اور ایک لحاظ سے اندھے مقلد ہیں (خدا کی پناہ)۔

حضرت شاہ محمد انور شاہ صاحبؒ کی طرف اس نظریہ کی نسبت کرنا بالکل تلبیس ہے اور خیانت ہے حضرت شاہ صاحبؒ اس نظریہ کے دو جواب دیتے ہیں۔

(۱) ایک الزامی کہ اگر مخالف کے ہاں رفع یدین تواتر اسنادی و عملی ہو۔

تو یقیناً ترک رفع یدین بھی تواتر عملی سے ثابت ہے اور تواتر کی چاروں قسمیں یقین کا فائدہ دیتی ہیں فلہذا ترک رفع یدین بھی یقیناً ثابت ہے۔

(۲) جواب تحقیقی ہے۔ فرماتے ہیں۔

ثم من ذکر ان رواۃ الرفع نحو خمسین صحابیا فھو قد ادرج فیہ رواۃ الرفع عند الافتتاح فقط ایضاً والا فرواۃ الرفع نحو عشرین کما فی الدراری المضیۃ للشوکانی ویجری فیہ النقد ایضاً ولا ادری یخلص الی نحو خمسۃ عشر او اقل منھم کما سیأتی من البحث فی بعض وقفاً ورفعاً۔

(نیل الفرقدین ص۲۲)

پھر جس نے رفع یدین رکوع کے وقت کرنے کے پچاس کے قریب صحابی شمار کیے ہیں اس نے رفع یدین صرف تکبیر افتتاح کے راویوں کو بھی ان میں درج کر دیا ہے ورنہ تو رفع یدین رکوع کے وقت کرنے کے بیس راوی ہیں۔ جیسا کہ علامہ شوکانیؒ (غیر مقلد) کی کتاب الدراری المضیۃ میں ہے۔ اور اس میں بھی نقد و جرح چلتی ہے اور شاید نقد و جرح سے پندرہ چھٹکارا پا جائیں یا اس سے بھی بہت گھٹ بچ جائیں جیسا کہ ان کے مرفوع و موقوف ہونے کی بحث آ رہی ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی اس عبارت سے صاف واضح ہے کہ وہ رفع یدین رکوع کے وقت کرنے کو۔ تواتر اسنادی سے نہیں مانتے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری عبارات ملاحظہ ہوں۔

عبارت نمبرا

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ رفع یدین کی روایتوں پر بحث کرتے

ہوئے فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی تعداد پچاس بتانا یہ مبالغہ ہے ان سے تین ربع (تقریباً ۳۸ راوی) تو مبالغہ کی نذر ہو گئے اور ۱۲ بقایا میں سے بھی صرف پانچ یا چھ رہ جاتے ہیں جن کی روایت جرح سے چھٹکارا حاصل کرے حضرت علیؓ کی روایت حالانکہ بعض روایتوں میں رفع یدین کا ذکر تک نہیں حضرت ابن عمرؓ حضرت مالک بن حویرثؓ حضرت وائلؓ حضرت ابو حمید الساعدیؓ جبکہ ان کے الفاظ میں بھی اختلاف ہے حضرت جابرؓ۔ اور اتنا عدد تو دوسری جانب ترک رفع یدین میں بھی موجود ہے جیسا کہ ظاہر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ہاں ان کی سندیں اور طرق گھٹ ہیں (نیل الفرقدین ص ۵۳)

عبارت نمبر ۲

"وکل سنۃ ثابتۃ عن رسول الثقلین تواتر العمل بھما من عھد الصحابۃ واتباعھم کلا النحوین۔

(نیل الفرقدین ص ۳)

اور ترک رفع یدین اور رفع یدین دونوں سنت ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ان دونوں پر صحابہ کرامؓ و تابعینؒ و تبع تابعینؒ کا متواتر عمل رہا ہے۔"

یہاں پر شاہ صاحبؒ نے دونوں کے لیے تواتر عمل تسلیم کیا ہے۔

عبارت نمبر ۳

شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

"وقد ثبت الرفع والترک تواتراً لا یمکن لاحد انکار احدھما ولکن تواتر العمل لا تواتر الاسناد

(العرف الشذی ص ۱۲۴ مطبع قاسمیہ دیوبند)

اور بے شک رفع یدین اور ترک رفع یدین تواتر سے ثابت ہو چکے ہیں کسی ایک کا انکار ممکن نہیں ہے اور لیکن تواتر عمل سے ثابت ہیں نہ کہ تواتر اسنادی سے۔"

یہاں شاہ صاحبؒ نے تواتر اسنادی کا صاف انکار کر دیا ہے۔ اب بھی اگر کوئی ملبّس تلبیس سے باز نہ آئے تو اس بے چارے کی اپنی قسمت ہے۔"

عبارت نمبر۴

حضرت مولانا سید بدر عالم صاحبؒ المتوفی ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء اپنے استاد مکرم علامہ سید محمد انور شاہ صاحب سے رفع یدین کی ابحاث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

وَلَعَلَّكَ عَلِمْتَ الآن ان العمل في هذا الباب بالنحوين ولفي الترك باطل بقي ان الرفع اكثر او الترك فلم يجزم الشيخ رحمه الله فيه بشيء" البدر الساری حاشیہ فیض الباری ج۲ ص۲۶۱

اور شاید کہ اب تو نے جان لیا ہوگا کہ اس باب میں عمل دونوں (رفع یدین اور ترک رفع یدین) پر جاری ہے اور ترک رفع یدین کی نفی (انکار) کرنا باطل ہے باقی رہی یہ بات کہ رفع یدین کی حدیثیں زیادہ ہیں یا ترک رفع یدین کی پس شیخ (علامہ انور شاہؒ) نے اس کے بارے میں یقینی طور پر کچھ بھی فیصلہ نہ فرمایا۔

مولانا خالد گھرجاکھی نے بھی اس عبارت کا حوالہ دیا ہے (جزء خالد صنا)۔ بات واضح ہے مگر خائن وملبّس اپنی عادت سے مجبور ہے۔

عبارت نمبر۵

شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں

صَنَّفَ صاحب القاموس رسالة سماها بسفر السعادة

وقد بالغ فيهما فادعى التواتر في مسئلة السبابة ورفع اليدين مع انه لا يوجد في المسئلة الاولى ازيد من ثلثة احاديث وفي الثانية نحو العشرين واما ادعى من انها نحو مائتين فلا اصل له۔

(فیض الباری شرح البخاری ص ۲۳۱/۴ج)

"صاحب قاموس نے سفر السعادہ کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں مبالغہ سے کام لیا ہے پس تشہد میں انگلی کے اٹھانے اور رفع یدین کے مسئلہ میں تواتر کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ پہلے مسئلہ میں تین حدیثوں سے زائد نہیں پائی گئیں اور دوسرے مسئلہ میں بیس کے قریب سے زائد نہیں پائی گئیں اور جو صاحب قاموس نے رفع یدین کے بارے میں دو صد حدیثوں کا دعویٰ کیا ہے پس یہ دعویٰ بے اصل ہے۔"

شاہ صاحبؒ نے دونوں مسئلوں میں تواتر کے دعویٰ کو مبالغہ سے تعبیر فرمایا ہے خدا تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

عبارت نمبر ۶

شاہ صاحب فرماتے ہیں:

"والحق ان الترك لا يمكن احد امه الى يوم القيامة وان جلبوا عليه بخيلهم ورجلهم فانه من سنة النبي صلى الله عليه وسلم نحى الى يوم الدين انشاء الله تعالى" (فیض الباری ص ۲۳۲/۴ج)

"اور حق یہ ہے کہ بے شک ترک رفع یدین کو ختم کرنا قیامت تک

ممکن نہیں ہے اگرچہ مخالفین ہر قسم کا زور لگا لیں کیونکہ ترک رفع یدین سنت نبویہ ہے اس کو قیامت تک انشاء اللہ تعالیٰ زندہ رکھا جائے گا۔

"سنت نبویہ زندہ باد"

عبارت نمبر ۷

علامہ سید محمد انور شاہ صاحب علامہ محمد ہاشم سندھی سے نقل کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوام رفع یدین تا وفات کی ایک حدیث بھی ثابت نہیں ہے۔ چہ جائیکہ عشرہ مبشرہ سے ثابت ہو (فلم یقم فیہ حدیث واحد فضلا عن روایۃ العشرۃ (نیل ص ۲۷)

عبارت نمبر ۸

شاہ صاحب بسط الیدین ص ۲۳ میں فرماتے ہیں:

"فیہ عند ابی داؤد من طریق شریک قال ثم اتیتھم فرأیتھم یرفعون ایدیھم الی صدورھم فی المسند والکنز ما یدل انہ صریحا"

اور ابو داؤد میں حضرت وائل بن حجر کی روایت میں جو شریک کے طریق سے مروی ہے حضرت وائل فرماتے ہیں کہ میں ان صحابہ کرام کے پاس دوبارہ آیا پس دیکھا میں نے ان کو وہ رفع یدین سینوں تک ابتداء نماز میں کر رہے تھے اور ان پر برانڈیاں اور چادریں تھیں اور یہ ظاہر ہے کہ دوسری مرتبہ کی آمد کے وقت رفع یدین رکوع کے وقت متروک ہو چکا تھا اور میں نے مسند احمد اور کنز العمال میں دوسری بلد کی آمد کے وقت کسی طریق میں یہ نہیں دیکھا کہ اس میں ترک رفع یدین

کی صراحت مدافعت ہو۔"

حضرت شاہ صاحبؒ یہاں اشارہ فرما رہے ہیں کہ رفع یدین منسوخ ہے کیونکہ وائل بن حجرؓ کی دوسری بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آمد کے وقت شریک کی روایت میں رفع یدین صرف عند الافتتاح ہے۔ رکوع کے وقت رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں ہے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نماز بغیر رفع یدین کے تھی۔ حضرت وائلؓ کی یہ روایت ابوداؤد ص۱۰۵ ج۱ (و شرح السنۃ ص۲۷ ج۳ بحوالہ الرسائل ص۳۱۷ میں) موجود ہے۔

نیز شاہ صاحبؒ بسط الیدین ص۲۳ میں لکھتے ہیں:

وشریک الراوی قید الافتتاح عند ابی داؤد وھو الراوی عندہ لـم یعد فی حدیث البراء۔

اور شریک راوی نے (حضرت وائلؓ کی روایت میں) رفع یدین صرف عند الافتتاح ذکر کیا ہے سنن ابی داؤد میں اور یہی راوی ابوداؤد میں حضرت براءؓ بن عازبؓ کی روایت میں ثم لم یعد کے الفاظ نقل کرتا ہے۔

بہرحال حضرت شاہ صاحبؒ کی ان عبارات سے ثابت ہوا کہ وہ اس نظریہ کے قائل نہیں ہیں جو ارشاد الحق صاحب نے ان کی طرف منسوب کیا ہے۔

تنبیہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سلفیؒ نے بھی نیل الفرقدین ص۲۳ کے حوالہ سے ارشاد الحق صاحب کی طرح یہ نظریہ حضرت شاہ صاحبؒ کے ذمہ لگایا ہے حضرت سلفی صاحب نے فصل فی احادیث الرفع نقلنا فیہ عبارۃ التلخیص الحبیر الخ عبارت نقل کرکے اس کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے اور اثری صاحب تو سرے سے ایسی عبارتوں کو نقل ہی نہیں فرماتے اور نہ ترجمہ کی زحمت گوارا کرتے ہیں۔ یہاں اثری صاحب نے لا شک فیہ

عبارت نقل کی ہے حالانکہ نیل الفرقدین صـ۲۲ میں لا یشک فیہ ہے۔ عبدالعزیز نورستانی غیر مقلد نے لا شک فیہ عبارت نقل کی ہے۔ اور نیل الفرقدین کے بجائے بسط الیدین صـ۲۴ کا حوالہ دیا ہے جو کہ نرا جھوٹ ہے۔ شاہ صاحبؒ نے تواتر چار قسم کا بنایا تھا اس نے شاہ صاحبؒ کی طرف منسوب کرتے ہوئے تواتر پانچ قسم بنایا ہے اور حضرت شاہ صاحبؒ کے خلاف جو زبان درازی کی ہے خدا پناہ دے۔ ہم اس کو نقل کرنا بھی گوارا نہیں سمجھتے۔ ایسی زبان کسی رافضی کی تو ہو سکتی ہے مگر مسلمان کی شان کے خلاف ہے (دیکھئے حقیقۃ الالحاد صـ۱۰۳ تا صـ۱۰۵ طبع کراچی)

مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوریؒ نے تحفۃ الاحوذی صـ۲۲۲ ج۱ میں حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ کی طرف رفع یدین کے تواتر عملی کی نسبت کرتے ہیں نہ کہ تواتر اسنادی کی۔ (وللہ الحمد)

تلبیس نمبر۱۴

اثری صاحب لکھتے ہیں، بلکہ اگر موقع ملا تو رفع یدین کرنے والوں کو قید و بند کی سزائیں دینے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا یہاں تک کہ ان کے قتل تک کے منصوبے بنائے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے عاملین بالحدیث کو ہمیشہ محفوظ رکھا (مسئلہ رفع یدین صـ۷)

اثری صاحب نے حاشیہ میں ابو بکر ابن العربیؒ کے استاذ کا واقعہ ذکر کیا ہے یہ تو اچانک واقعہ تھا منصوبے وہاں ہوتے ہیں جہاں پہلے علم ہو کہ ایک شخص ایسا کام کرتا ہے اسے قتل کرنا ہے مگر جب دشمن وغیرہ اچانک آجائے تو اس کے ساتھ لڑائی اچانک ہوتی ہے منصوبہ کے تحت

نہیں ہوتی۔ مگر اثری صاحب کو تلبیس کرنے میں بہت مہارت ہے۔ اللہ تعالی ان کو حق پر چلنے حق بات کہنے کی توفیق دے۔

تلبیس نمبر ۵

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی عبارت میں کتر و بیونت اثری صاحب لکھتے ہیں۔ نیز حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی لکھتے ہیں:

"والذی یرفع احب الی ممن لا یرفع فان احادیث الرفع اکثر واثبت (حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ص ۲۲)

یعنی رفع یدین کرنے والا میرے نزدیک نہ کرنے والے سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ رفع یدین کی احادیث زیادہ اور صحیح ہیں۔"

(مسئلہ رفع یدین ص ۶)

الجواب

محترم اثری صاحب! آپ نے شاہ صاحبؒ کی عبارت آگے پیچھے دونوں طرف سے کاٹ دی ہے اور عبارتوں کا کاٹنا آپ کا محبوب مشغلہ ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

"وھو من الھیآت فعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ وترکہ مرۃ والکل سنۃ واخذ بکل واحد جماعۃ من الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم وھذا احد المواضع التی اختلف الفریقان اھل المدینۃ والکوفۃ ولکل واحد اصل اصیل والحق عندی فی مثل ذالک ان الکل سنۃ ونظیرہ الوتر

برکعة واحدة او بثلاث والذی یرفع احب الی ممن لا یرفع فان احادیث الرفع اکثر و اثبت غیر انه لا ینبغی للانسان فی مثل هذه الصور ان یثیر علی نفسه فتنة عوام بلدہ" (حجۃ اللہ البالغہ ص ۲ج ۲ المکتبۃ السلفیہ لاہور)

"اور وہ رفع یدین رکوع کے وقت مستحبات میں سے ہے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا ہے اور کبھی ترک کر دیا ہے اور کرنا اور نہ کرنا دونوں سنت ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک پر صحابہ کرامؓ کی جماعت اور تابعین و تبع تابعین وغیرھم کا عمل ہے اور یہ رفع یدین کا مقام ان اختلافی مقامات میں سے ہے جن پر اہل مدینہ اور اہل کوفہ کا اختلاف ہے اور دونوں کے پاس مضبوط دلیل ہے اور میرے نزدیک ایسے اختلافی مقام میں دونوں چیزیں سنت ہیں اور اس کی نظیر وتر کی ایک اور تین رکعتیں ہیں اور جو رفع یدین کرتا ہے نہ کرنے والے سے مجھے زیادہ پسند ہے کیونکہ رفع یدین کی حدیثیں اکثر اور زیادہ صحیح ہیں مگر ان صورتوں میں کسی آدمی کو مناسب نہیں کہ وہ اپنے اوپر شہر کی عوام کا فتنہ بھڑکائے۔"

اثری صاحب کے جو عبارت خلاف ہو فوراً اس کو ختم کر دیتے ہیں یہ تلبیس و خیانت ہے۔

تلبیس نمبر ۶

اثری صاحب لکھتے ہیں۔ انتہا یہ کہ بعض نے تو ترک رفع یدین کے ثبوت میں روایات وضع کرنے سے بھی اجتناب نہ کیا چنانچہ عام طور پر مالکیہ میں رفع یدین نہ کرنے کا عمل پایا جاتا ہے جبکہ محققین مالکی علما مواضع ثلاثہ میں رفع یدین کی سنیت کے قائل ہو گئے ہیں، تو اس کے لیے ایک جامد مالکی فقیہ اصبغ بن خلیل مالکی نے (ف ۲۷۵ھ) نے جو کہا جاتا ہے کہ پچاس سال تک اندلس کے قاضی و مفتی رہے حضرت ابن مسعودؓ کے نام سے یہ روایت گھڑ ڈالی الخ (مسئلہ رفع یدین ص ۸)

الجواب

محترم اثری صاحب کی یہ تلبیس کئی تلبیسات کا مجموعہ ہے۔

(۱) بعض نے ترک رفع کے ثبوت میں روایتیں گھڑی "محترم اثری صاحب آپ کے ہمنواؤں نے کیا رفع یدین کے ثبوت میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری عمر تک رفع یدین کرنے کی روایتیں نہیں وضع کیں" اگر آپ کو معلوم نہ ہو تو ملاحظہ فرمالیں۔

ابن عمرؓ سے مرفوعاً فما زالت تلك صلوته حتی لقی اللہ (بیہقی) اس کی سند میں عبدالرحمن بن قریش الہروی وضاع (روایتیں گھڑنے والا) واقع ہے (میزان الاعتدال ص ۵۸۲ ج ۲) دوسرا راوی عصمت بن محمد بن فضالۃ الانصاری ہے جو کہ کذاب (بہت جھوٹا) اور وضاع (من گھڑت روایتیں کرنے والا) ہے (میزان ص ۶۸ ج ۳) بک نشد دو نشد" جبکہ آپ کے بزرگ اس روایت کو بڑے فخر سے اپنی کتابوں میں پیش کرتے ہیں بلکہ بعض تو ثابت بھی مانتے ہیں۔

محترم اثری صاحب! جس مالکی کی روایت کا آپ نے ذکر کیا ہے اسکی

روایت نہ تو حنفیوں کی فقہ کی کتابوں میں موجود ہے اور نہ ہی مالکیہ کی فقہ کی کتابوں میں موجود ہے تلبیس کرنا اور دھوکہ دینا آپ کا خصوصی فن ہے۔

(۲) دوسری من گھڑت روایت۔ سورۂ کوثر کے شان نزول کے بیان میں پیش کی جاتی ہے کہ فرشتے بھی رفع یدین کرتے ہیں۔ اس روایت کا اصل بانی عمر بن صبیح ہے جو بہت بڑا جھوٹا ہے اس سے چوری کر کے اسرائیل بن حاتم نے بیان کر ڈالی دیکھئے (میزان ص۲۰۸ ج۱) اس سند کا دوسرا راوی اصبغ بن نباتہ بھی رافضی اور کذاب ہے دیکھئے (میزان ص۲۷۱ ج۱ وتقریب التہذیب) بلکہ متشدد و متشدد اثری صاحب آپ کو اصبغ بن خلیل مالکی تو نظر آ گیا اس پر غصہ نکال دیا اور اس کا ہمنام اصبغ بن نباتہ جس کی روایت آپ کے بزرگ اپنی کتابوں میں پیش کرتے ہیں وہ کیوں نظر نہ آیا شاید اس لیے کہ وہ رفع یدین کی جھوٹی روایتیں گھڑتا ہے وہ آپ کو پیارا لگتا ہے

ع میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

ص(۳) تلبیس یہ ہے کہ محققین مالکیہ رفع یدین کی سنیت کے قائل ہو گئے ہیں محترم اثری صاحب کیا ترک رفع یدین کرنے والے مالکی حضرات محققین نہیں ہیں مثلاً (۱) علامہ ابن عبدالبر مالکی المتوفی ۴۶۳ھ (۲) علامہ ابوبکر ابن العربیؒ (متوفی ۵۴۳ھ) علامہ ابوالولید الباجیؒ (متوفی ۴۹۴ھ) امام اشبیلیؒ ۳۹۲ھ) امام عبدالرحمٰنؒ بن القاسم (تلمیذ رشید امام مالکؒ) متوفی ۱۹۱ھ۔ جو بالاتفاق ثقہ و معتبر ہیں یہ سب حضرات ترک رفع یدین پر عمل کرتے تھے کیا یہ حضرات آپ کے ہاں ہاں غیر محقق ہیں آپ کے ہاں محقق صرف وہی ہوتا ہے جو رفع یدین کرے۔ یہ کیا تلبیس ہے کچھ تو سوچ کر بات کیا کرو۔

(۴) آپ نے اصبغ بن خلیل مالکی کی وفات ۲۵۰ھ لکھی ہے جب کہ

لسان المیزان ص ۵۹ ج ۲ میں ان کی وفات سنہ ۲۷۲ھ لکھی ہے محترم یہ کیا ماجرا ہے اس طرح آپ نے علامہ ابوبکر بن مسعود الکاسانی حنفیؒ کی وفات سنہ ۵۸۵ھ لکھی ہے۔ (مسئلہ رفع یدین ص ۹) حالانکہ ان کی وفات سنہ ۵۸۷ھ میں ہوئی ہے (دیکھئے مقدمہ انوار الباری ص ۱۰۷ ج ۲ والفوائد البہیہ ص ۵۳ مطبوعہ نور محمد کراچی)

جناب کا شکوہ

محترم اثری صاحب آپ نے لکھا ہے "آیت میں تحریف" اس سے بڑھ کر ستم کی بات یہ ہے کہ ابوحنیفہ اکیڈمی کی طرف سے اسی موضوع پر ایک پمفلٹ شائع ہوا ہے جس میں رفع یدین نہ کرنے پر ایک آیت سے بھی استدلال فرمایا گیا ہے الخ (مسئلہ رفع یدین ص ۱۱)

الجواب

محترم اثری صاحب! اگر رفع یدین کرنے والے قرآنی آیات سے استدلال کریں تو کیا آپ کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالغفار صاحب کراچوی غیر مقلد اپنے رسالہ رفع الیدین کے ص ۱۶۰ میں بعنوان قائم کرتے ہیں قرآن پاک سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ پھر سورۃ کوثر کے شان نزول میں جو ایک جھوٹی اور من گھڑت روایت کے زور سے قرآن سے رفع یدین ثابت کرنے کی ایک ناکام کوشش کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی نسبت کرنا ایک گناہ۔ قرآن پاک سے رفع یدین ثابت کرنے کا دوسرا گناہ ؎

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
کس درجہ ہوئے فقیہان حرم بے توفیق!

عشرہ مبشرہؓ سے رفع یدین عند الرکوع ثابت کرنے میں جہاں سے کوئی غلط بات

ملی اس کو پلّے باندھ لینا اور اندھی تقلید کر لینا اور پچاس صحابہ کرامؓ سے رفع یدین عندالرکوع ثابت کرنے میں بھی دوسروں کو اندھی تقلید کرنا یہ آپ کے بزرگوں کا کام ہے مگر آپ نے ان کا شکوہ کبھی نہیں فرمایا یہ کیا دھڑے بازی ہے۔ "باقی رہا جناب کا یہ شکوہ کہ آیت میں تحریف کی گئی ہے" محترم آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ کوئی مسلم بھی جان بوجھ کر آیت قرآنی میں تحریف نہیں کر سکتا ہاں لکھنے میں یا پڑھنے میں بھول سے غلطی واقع ہو سکتی ہے ایسی غلطی تو بڑے بڑے حضرات سے بھی ہو جاتی ہے۔ مشکوٰۃ ص ۲۷۲ باب النکاح کے اندر جو خطبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے مروی ہے اس میں ایک آیت صاحب مشکوٰۃ نے غلط نقل کی ہے جبکہ ترمذی شریف میں صحیح طور پر مروی ہے اب یہ پروپیگنڈہ کرنا کہ صاحب مشکوٰۃ قرآن کی تحریف کے قائل تھے یا تحریف کرتے تھے حماقت ہے اس طرح مولانا سید بدیع الدین شاہ صاحب غیر مقلد نے حضرت شیخ الہندؒ پر گرفت کی ہے (تنقید سدید ص ۹۳) مگر خود شاہ صاحب حافظ قرآن ہونے کے باوجود اسی کتاب میں قرآن مجید کی آیات کو غلط لکھا ہے مثلاً ص ۲۲ میں وما الفینا علیہ آباءنا (البقرہ ع ۲۱ پ ۲) جو آیت پیش کی ہے اس میں واؤ بڑھا دی ہے حالانکہ قرآن مجید میں ما الفینا۔ بغیر واؤ کے ہے۔ اور ص ۲۱ میں لکھتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ

والذین یرمون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا

فقد احتملوا بہتانا و اثما مبینا (احزاب پ ۲۲)

حالانکہ قرآن مجید میں یؤذون ہے امید ہے کہ جناب نے جو شکوہ محض تعصب و تشدد کی بناء پر کیا تھا اس سے رجوع فرمائیں گے۔

غیر کی آنکھ کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

تلبیس نمبر ۷

محترم اثری صاحب، آپ لکھتے ہیں پہلی حدیث، عن عبد اللہ بن عون الخ ازالغر (مسئلہ رفع یدین ص۱۲)

الجواب

محترم اثری صاحب! نورالصباح میں راقم الحروف نے پہلی حدیث ترک رفع یدین کی مسند ابوعوانہ کے حوالہ سے پیش کی ہے۔ فلہذا یہ پہلی نہیں ہے جو آپ نے نقل کی ہے یہ آپ کی تلبیس ہے جو آپ کی بوکھلاہٹ پر دلالت کرتی ہے۔ آپ نے پہلی حدیث کو تیسرے نمبر پہ بیان کرکے جواب دینے کی ناکام کوشش کی ہے جو آپ کی عاجزی و کمزوری کی واضح دلیل ہے۔

تلبیس نمبر ۸

محترم اثری صاحب، آپ لکھتے ہیں بلکہ امام محمدؒ بھی اہل مدینہ کا یہی مذہب ذکر کرتے ہیں کہ وہ رفع یدین کرتے تھے جن سے انکی مراد اولاً امام مالکؒ ہیں۔ (دیکھئے الحجۃ علی المدینۃ ص۹۴ ج۱) مسئلہ رفع یدین ص۱۶)

الجواب

محترم اثری صاحب: غلط بیانی اور تلبیس گناہ ہے، اس کو آپ گناہ سمجھیں گے تو یہ مرض زائل ہوسکتی ہے ورنہ زیادہ مصیبت میں مبتلا ہوجاؤ گے میں آپ کا خیر خواہ ہوں آپ کو اصل حقیقت سے آگاہ کرتا ہوں۔ امام محمدؒ اہل مدینہ کے خلاف

بیان دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے ترک رفع یدین کا ثبوت آچکا ہے اور یہ حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو حضرت ابن عمرؓ سے زیادہ جاننے والے تھے کیونکہ یہ حضرات اول صف میں نماز پڑھنے والے تھے بخلاف ابن عمرؓ کے اور ان کی عمر کے نوجوانوں کے جو پچھلی صفوں میں نماز پڑھتے تھے اس لیے حضرت علیؓ و ابن مسعودؓ و غیرہما بدری صحابیؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو زیادہ جانتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے یا جو چیز چھوڑ دیتے تھے اس کے بعد امام محمدؒ فرماتے ہیں:

"ثم ان فقیههم مالك ابن انس قد روی عن نعیم بن عبد الله المجمر وابی جعفر القاری انهما اخبراه ان ابا هریرة رضی الله عنه کان یصلی بهم فیکبر کلما خفض ورفع قالا وکان یرفع یدیه حین یکبر ویفتتح الصلوٰة فهذا احدیثکم موافق لعلی وابن مسعود رضی الله عنهما لا حاجة بنا معهما الی قول ابی هریرة ولکنا احتججنا علیکم بحدیثکم (کتاب الحجة ص۹۶،۹۵)

باوجودیکہ اہل مدینہ کا فقیہ امام مالکؒ نعیم مجمرؒ وابوجعفر قاریؒ سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے اسے خبر دی کہ بے شک حضرت ابوہریرہؓ انہیں نماز پڑھاتے تھے پس ہر اونچ نیچ میں تکبیر کہتے تھے اور رفع یدین اس وقت کرتے جب کہ نماز شروع کرتے۔ پس یہ حدیث تمہاری موافق ہے حضرت علیؓ کے وابن مسعودؓ کے ہمیں حضرت علیؓ و حضرت عبداللہ جیسے صحابہؓ کے عمل کے ہوتے ہوئے حضرت ابوہریرہؓ کے قول سے حجت پکڑنے کی ضرورت نہیں تھی مگر ہم تم پر حجت قائم کرتے ہیں۔"

محترم اثری صاحب! اگر بقول آپ کے اہل مدینہ سے مراد اولاً امام مالکؒ ہوتے تو پھر امام محمدؒ امام مالکؒ کے خلاف حجت قائم کرنے کے لیے ذکر فرماتے، پس واضح طور پر ثابت ہوا کہ آپ بات کو الٹا کر دینے و تلبیس کرنے کے مریض ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء عطا فرمائے۔

تلبیس نمبر ۹

آپ اثری صاحب اسی رسالہ کے اسی ص۱۲ میں لکھتے ہیں اور پھر خود امام مالکؒ کا بھی رفع یدین پر عمل تھا۔ ابن قاسم نے گوان سے رفع یدین نہ کرنے کا عمل نقل کیا ہے مگر خطابیؒ علامہ قرطبیؒ اور علامہ بغویؒ فرماتے ہیں انّہ آخر قولی مالك واصحهما کہ امام مالکؒ کا آخری اور صحیح قول رفع یدین کرنے کا ہے۔ دیکھئے معالم السنن مع تلخیص المنذری (ص ۳۴۲ ج ۱) فتح الباری ص ۲۲۰ ج ۲، شرح السنۃ ص ۲۴۳ ج ۲ تحفۃ الاحوذی ص ۲۲۰ ج ۱)

الجواب

محترم اثری صاحب! تلبیس کرنا اور ناحق بات کہنا سخت گناہ ہے۔ امام ابن قاسمؒ امام مالکؒ کے ارشد تلمیذ ہیں جو بیس۲۰ سال آپ کی خدمت میں رہے (مقدمہ انوار الباری ص۱۹۰ ج ۱) باتفاق ائمہ حدیث ثقہ و معتبر راوی ہیں بلکہ ملک الحفاظ امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں۔ ثِقَۃٌ ثِقَۃٌ (یعنی ڈبل توثیق کرتے ہیں) امام عبدالرحمٰن بن قاسمؒ (متوفی ۱۹۱ھ) کا ترجمہ تہذیب التہذیب ص۲۵۲ ج ۶ تا ص۲۵۴ و تقریب التہذیب میں موجود ہے۔ مالکیہ حضرات کا اعتماد امام ابن قاسمؒ کی روایت پر ہوتا ہے (دیکھئے نور الصباح ص۳۹) مگر محترم اثری صاحب! ان حقائق کو ٹھکراتے ہوئے آپ نے خطابیؒ قرطبیؒ بغویؒ کی بات مان لی اور اندھی

تقلید پر عمل کیا۔ امام خطابیؒ شافعی ہیں اور علامہ قرطبیؒ (یہ ابو العباس قرطبی ہے، مشہور مفسر ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری الاندلسی المتوفی سنہ ۶۷۱ھ دوسرے ہیں آپ کو ضروری تھا کہ آپ تلبیس نہ کرتے اور صاف لفظوں میں بتاتے کہ یہ قرطبی ابو العباس ہے مشہور مفسر علامہ قرطبی نہیں ہیں مگر آپ نے تلبیس کرتے ہوئے اس پر بھی علامہ قرطبیؒ کا اطلاق کر دیا ہے، پھر یہ ابو العباس قرطبیؒ۔ خطابیؒ کا مقلد ہے اس بات کے نقل کرنے میں چنانچہ علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں۔

"ونقل الخطابی وتبعہ القرطبی فی المفہم انہ آخر

قول مالک (نیل الاوطار مع عون الباری ص ۶۸ ج ۲ تا ص ۶۹)

اور خطابیؒ نے (کسی سے) نقل کیا ہے اور قرطبیؒ نے اپنی کتاب المفہم میں خطابیؒ کا اتباع کیا ہے کہ رفع یدین (رکوع کے وقت) کرنا امام مالکؒ کا آخری قول ہے۔"

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ خطابیؒ بھی ناقل ہے کس سے ناقل ہے اس کا بیان نہیں کیا گیا۔ خطابیؒ ایک تو شافعی ہیں دوسرے چوتھی صدی میں پیدا ہوئے ہیں ان کی وفات ۳۸۸ھ میں ہوئی ہے ان کی بات امام مالکؒ کے مسلک کے نقل کرنے میں خصوصاً آخری قول نقل کرنے میں کیسے حجت ہو سکتی ہے پھر یہ ابو العباس قرطبی صاحب المفہم کون ہے کیسا ہے اس کا ترجمہ معلوم نہیں ہوا بظاہر کچا قسم کا آدمی معلوم ہوتا ہے سنی سنائی باتوں کا ذکر کر دیتا ہے۔ اور امام بغویؒ، پانچویں صدی میں پیدا ہوئے ہیں اور ۵۱۶ھ وفات پائی ہے یہ بھی شافعی ہیں ان کا دعویٰ بھی سنی ہوئی بات پر ہے۔ بات امام عبدالرحمٰن بن قاسمؒ کی معتبر ہے جو براہ راست امام مالکؒ کے شاگرد ہیں۔ جو آدمی کئی سو سال بعد پیدا ہوئے ہیں ان کو کیا خبر امام مالکؒ کے مسلک کی اور ان کی آخری روایت کی۔ امید ہے اثری صاحب آپ

قرطبی شارح مسلم کے کچا ہونے کے دلائل

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔

۱۔ واغرب القرطبی شارح مسلم لما حکی الخلاف هل کان ابوبکر اماماً اومأموماً فقال لم یقع فی الصحیح بیان جلوسہ ﷺ هل کان عن یمین ابی بکر او عن یسارہ انتهیٰ وروایة ابی معاویة هذه عند مسلم ایضاً فالعجب منه کیف یغفل عن ذالک فی حال شرحہ له (فتح الباری ج ۲ /۱۵۴ باب حدالمریض ان تشهد الجماعة)

کہ قرطبی شارح مسلم نے عجیب کام کیا ہے جب اختلاف بیان کیا کہ حضرت ابوبکرؓ امام تھے یا مقتدی کہا کہ صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے کا بیان نہیں ہوا کہ ابوبکرؓ کے دائیں جانب تھا یا بائیں جانب (انتہیٰ) اور روایت ابو معاویہؒ کی یہ صحیح مسلم میں بھی موجود ہے پس تعجب ہے کہ اس کی شرح کرتے وقت اس سے کیسے غافل رہا۔

(نوٹ) ابو معاویہ عن الاعمش عن ابراهیم عن الاسود عن عائشۃؓ کی حدیث میں ہے حتی جلس عن یسار ابی بکرؓ (صحیح مسلم ج ۱/۱۷۹) اور بخاری ج ۱/۹۱ میں ہے وزاد ابومعاویة جلس عن یسار ابی بکر فکان ابوبکر یصلی قائماً۔

۲۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث ما کانت الایدی تقطع فی عهد رسول اللہ ﷺ فی الشئ التافہ۔ کے متعلق حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔

عزا ابن معن حدیث عائشة هذا الی مسلم ولیس هو فیه انما فیه اصلهٗ وعزاهٗ القرطبی شارح مسلم الی البخاری ولیس هو فیه ایضاً (التلخیص الحبیر ج ۴/۷۳)

کہ ابن معنؒ نے حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کو صحیح مسلم کی طرف منسوب کیا ہے اور یہ صحیح مسلم میں نہیں ہے۔ اور قرطبی شارح مسلم نے اس حدیث کو بخاری کی طرف منسوب کیا حالانکہ یہ صحیح بخاری میں بھی نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ قرطبی ناپختہ ذہن کا مالک ہے۔

کو اپنی تلبیس پر ندامت ہوگی۔

امام عبد السلام صاحب مدونۃ الکبری پر جرح

اثری صاحب آپ لکھتے ہیں کہ حافظ ابو یعلی الخلیلی کا بیان ہے کہ لم یرتض اہل الحدیث حفظہ (لسان ص ۸ ج ۴) کہ محدثین کے نزدیک اس کا حافظہ پسندیدہ نہیں (مسئلہ رفع یدین ص ۱۸)

الجواب

عبد السلام بن سعید التنوخی ابو سعد۔ شاگرد ہے امام ابن قاسمؒ و ابن وہبؒ کا اس کی ولادت سنہ ۱۶۱ھ میں ہوئی اور وفات سنہ ۲۴۰ھ میں ہوئی (لسان المیزان ص ۸ ج ۴) اور ابو یعلی الخلیلی القاضی القزوینی (المتوفی سنہ ۴۴۶ھ) صاحب کتاب الارشاد بہت بعد کے ہیں جبکہ امام عبد السلامؒ متقدمین میں سے ہیں۔ اس کے حالات بھی جو متقدمین بیان کریں وہی معتبر ہوں گے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اسی لسان المیزان میں خلیلیؒ کے اس قول کے بعد فرمایا:

"واثنی علیہ ابو العرب کثیرا فقال انتشرت امامتہ وسلم لہ اہل عصرہ واجمعوا علی فضلہ وتقدمہ واجتمعت فیہ خلال قلما اجتمعت فی غیرہ الفقہ والورع والصرامۃ والزہادۃ والحسن والسماحۃ"

اور ابو العربؒ نے امام سحنونؒ کی بہت تعریف کی پس فرمایا کہ اس کی امامت زمین میں پھیلی اور اس زمانہ والوں نے آپ کی امامت کو تسلیم کیا اور آپ کے فضل و بزرگی پر اتفاق کیا اور بہت سی صفات ان میں مجتمع تھیں جو دوسرے شخص میں بہت کم ہوں

گی۔ فقہ۔ ورع (بزرگی) شجاعت۔ عبادت۔ حسن اخلاق، سخاوت"

اور یہ ابو العربؒ:

حافظ مورخ محمد بن احمد بن تمیم المغربی الافریقی ہے جو سحنونؒ کے شاگردوں سے پڑھا ہے (یعنی دین حاصل کیا ہے) قاضی عیاض مالکیؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ کے مذہب کے حافظ و مفتی ہیں۔ علم حدیث اور اسماء الرجال میں ماہر تھے بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں ۳۳۳ھ میں وفات ہوئی ہے (تذکرہ الحفاظ ص ۹۹ ج ۳ ملخصاً) ابن ناصر الدین فرماتے ہیں کہ امام مغربیؒ (ابو العرب) ثقہ، حافظ نبیل (شریف) تھے اپنے ہاتھ سے ساڑھے تین ہزار کتابیں لکھی ہیں (شذرات الذہب ص ۳۳۲ ج ۲) ۔ پس ثابت ہوا کہ امام عبدالسلام سحنونؒ متفق امام تھے ان پر اپنے زمانہ میں جرح کرنے والا کوئی نہیں تھا۔

خلیلیؒ جو بہت بعد کے زمانہ کے ہیں۔ مبہم جرح کرتے ہیں کہ محدثین اس کے حفظ پر راضی نہ تھے۔ یہ نہیں بتایا کہ کون سے محدثین تھے اور خلیلی کی عادت ہے کہ ثقہ راوی پر ایسی جرح کر دیتا ہے چنانچہ محمد بن اسحٰق بن راھویہ الحنظلی کے بارے میں ہے۔

"قال الخلیلی لم یرضوہ ولم یتفق علیہ اھل خراسان (میزان الاعتدال ص ۴۷۵ ج ۳)

خلیلی نے کہا ہے کہ محدثین۔ محمد بن اسحٰق بن راہویہ سے راضی نہ تھے اور اہل خراسان اس پر متفق نہ تھے"

علامہ ذہبیؒ خلیلیؒ کی توثیق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس کی کتاب الارشاد میں بہت سے اغلاط ہیں (ولہ فیہ اوھام جمۃ) تذکرۃ الحفاظ ص ۳۰۱ تا ص ۳۰۲ ج ۳)

محترم اثری صاحب! متفق علیہ ثقہ راویوں کے بارے میں ضعیف و مبہم بات نقل کر کے تلبیس نہ کیا کرو شکوک پیدا نہ کیا کرو یہ عادت اچھی نہیں ہے اس کا ازالہ کرو۔ حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۲۳ ج ۱۰ میں مدونۃ الکبریٰ کی مقبولیت اور امام سحنون کی امامت و سیادۃ کا ذکر فرمایا ہے۔

تیسری روایت

مولانا ارشاد الحق صاحب آپ نے یہ روایت مسند ابو عوانہ صفحہ ۹۰ ج ۲ سے نقل کی ہے۔ مگر اس کا ترجمہ یا مفہوم یا خلاصہ آپ نے بیان نہیں فرمایا حالانکہ پہلی دو روایتوں کا آپ نے مفہوم یا خلاصہ بیان کیا ہے چنانچہ پہلی روایت نقل کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں۔ روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ابتداء میں رفع یدین کرتے پھر نہ کرتے۔ (مسئلہ رفع یدین صفحہ ۱۲) اور دوسری روایت نقل کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں روایت کا مفہوم یہ ہے کہ ابن وھب نے بواسطہ امام مالکؒ عن ابن شہاب عن سالم حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے (مسئلہ رفع یدین صفحہ ۱۲)

محترم اثری صاحب! اسی طرح آپ تیسری روایت کا خلاصہ یا مفہوم بیان کر دیتے گرچہ اپنے حق میں بیان کرتے مگر بیان تو ضرور کرتے، لیکن آپ نے تلبیس کرتے ہوئے اس کا ترجمہ چھوڑ کر عورتوں کی طرح طعنہ زنی کرتے ہوئے اس کے الفاظ پر فنی بحث شروع کر دی اس طرح آپ نے گلو خلاصی کر لی مگر اہل علم حضرات آپ کی اس کاروائی کو شکست پر محمول کریں گے۔ اثری صاحب آپ کا یہ کہنا کہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ باب تو اثبات رفع کا مگر اس پر نقل وہ جس میں رفع یدین نہ کرنے کا بقول ڈیروی صاحب صریح حکم ہے۔

"ایں چہ بوالعجبی است" (مسئلہ رفع یدین ص۲۱)

الجواب

محترم اثری صاحب! تعجب و حیران ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ راقم الحروف آپ کو سمجھاتا ہے۔ آپ ذرا سمجھنے کی کوشش کریں۔ امام ابو عوانہؒ نے جو باب کا عنوان قائم کیا ہے اس کے چار اجزاء ہیں یعنی چار دعوی ہیں۔

(۱) رفع یدین تکبیر افتتاح میں کاندھوں کے برابر ہو۔

(۲) رکوع کے وقت یعنی رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرنا۔

(۳) رفع یدین تکبیر افتتاح سے پہلے ہو تکبیر بعد میں ہو۔

(۴) سجدوں میں رفع یدین نہ کرنا۔

اب ان چار دعووں کو ثابت کرنے کے لیے امام ابو عوانہؒ کئی احادیث لائے ہیں پہلی حدیث سے دو دعوے ثابت ہوتے ہیں۔ رفع یدین کاندھوں کے برابر کیا۔

(۲) سجدتین میں رفع یدین نہیں کیا۔

البتہ یہ ثابت نہیں ہوا کہ رفع یدین تکبیر سے پہلے ہو یا بعد میں ہو۔ اس سے حدیث خاموش ہے۔ اور ایک دعوی کہ رفع یدین رکوع کے وقت کرنا چاہیئے۔ حدیث کے الفاظ اس دعوی کے صریح خلاف ہیں۔ اور یہی ارشاد الحق صاحب کا اعتراض ہے لیکن اثری صاحب کا یہ اعتراض ان کی قلت فہمی کا نتیجہ ہے امام ابو عوانہؒ ایسا کرتے رہتے ہیں مثلاً اس عنوان کے بعد دوسرا عنوان۔ ذکر الاخبار المتضادۃ للباب الذی قبلہ فی رفع الیدین الخ قائم کیا ہے یعنی ذکر ان حدیثوں کا اس باب میں ہوگا جو پہلے باب رفع الیدین

کے متضاد (ضد) ہیں حالانکہ بعض روایتیں پہلے باب کے من جمیع الوجوہ متضاد نہیں ہیں جیسے ابو قلابہؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت مالکؓ بن حویرثؓ کو دیکھا کہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تکبیر کہی پھر رفع یدین کیا اور جب رکوع کیا اور رکوع سے سر اٹھایا تو رفع یدین کیا الخ صفحہ ۹۴ ج ۲ اب اس حدیث میں۔ پہلے باب کے چار دعووں میں سے صرف ایک دعویٰ کی صراحتہً مخالفت ہے یعنی تکبیر پہلے کہی رفع یدین بعد میں کیا۔ باقی رفع یدین کاندھوں کے برابر نہ ہو بلکہ کانوں کے برابر ہو اس کا بیان نہیں ہوا اور اس طرح سجدوں میں رفع یدین نہیں کرنا چاہیے اس کا بیان بھی نہیں ہوا۔ البتہ ایک بات اس حدیث میں ایسی ہے جو پہلے باب کے مطابق ہے یعنی رکوع کے وقت رفع یدین کرنا۔ حالانکہ امام ابو عوانہؒ نے باب کا عنوان جو قائم کیا ہے وہ یوں ہے کہ اس باب کی حدیثیں پہلے باب کی حدیثوں کا ضد ہیں۔ اب اگر کوئی کم علم آدمی روایت کا ترجمہ کیے بغیر ارشاد الحق صاحب کی طرح یوں کہہ دے ایسے صریح تناقض و تضاد کی تو کسی غبی شخص سے بھی توقع نہیں کی جا سکتی چہ جائیکہ امام ابو عوانہؒ ایسے الحافظ الثقۃ الکبیر سے اس کی توقع رکھی جائے (مسئلہ رفع یدین ص ۲۱) تو ایسا شخص امام ابو عوانہؒ کے طرز استدلال سے بالکل ناواقف ہے اگر مولانا ارشاد الحق صاحب کے اندر ذرہ بھر بھی انصاف ہوا تو وہ اپنی اس بودی بات سے ضرور رجوع کریں گے مگر ان سے انصاف کی توقع کم ہے۔

غیر مقلدین حضرات کا۔ واذا اراد ان یرکع و بعد ما یرفع رأسہ من الرکوع لا یرفعھما۔ کے الفاظ پر اشکال پیدا کرنا کم عقلی ہے۔ اور حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی (غفر اللہ لہ ولوالدیہ) کا ابو عوانہ کی اس روایت کو ترک رفع یدین میں نص صریح کہنا بالکل صحیح اور قرین انصاف ہے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں "باب ما جاء فی وضع الیدین قبل الرکبتین فی السجود" (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ص ۲۲۸ ج ۱) مگر اس کے تحت جو حدیث بیان فرمائی وہ بالکل خلاف ہے۔ مبارکپوریؒ فرماتے ہیں۔

کہ بعض نسخوں میں باب ماجاء فی وضع الرکبتین قبل الیدین ہے اس صورۃ میں حدیث باب کے مطابق ہے۔ عام نسخوں کے لحاظ سے حدیث باب کے مطابق نہیں ہے۔ مگر غیر مقلدین حضرات نے کبھی امام ترمذیؒ کو دیوانہ نہیں کہا اور نہ اس باب کے عنوان کو نسخوں سے ختم کیا ہے چنانچہ مبارکپوریؒ نے بھی عام نسخوں والے باب کا عنوان اپنے نسخہ میں باقی رکھا ہے۔ امام بخاریؒ کے استاد مکرم ابوبکر بن ابی شیبہ اپنے مصنف میں باب کا عنوان یوں قائم کرتے ہیں۔ فی رفع الیدین بین السجدتین۔ مگر پہلی حدیث ابن عمرؓ سے روایت نفی رفع الیدین بین السجدتین کی نقل کرتے ہیں (دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۷۰ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

محترم اثری صاحب! کیا یہ محدث حضرات آپ کے نزدیک بے عقل و بے علم ہیں

ان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ   وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

ان حضرات نے باب کچھ باندھا ہے اور حدیث اس کے خلاف نقل کی ہے۔

اس روایت پر اثری صاحب کا حملہ

مولانا اثری صاحب لکھتے ہیں۔ امام صاحبؒ کے الفاظ والمعنی واحد۔ معنی مقصد ایک ہی ہے سے بھی تائید ہوتی ہے کہ "لا یرفعھما کہا جائے یا لا یرفع الخ معنوی اعتبار سے کوئی جوہری فرق نہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر لا یرفعھما ماقبل کی جزاء ہے جیسا کہ ڈیروی صاحب اور ان کے شیخ الحدیث صاحب نے کہا ہے تو پھر اس کے بعد قال بعضہم ولا یرفع بین السجدتین والمعنی واحد میں بعض کا ذکر کرکے کس جملہ سے تعرض واختلاف کا اشارہ ہے اور یہاں کون سے دو لفظ ہیں کہ فرمایا جارہا ہے کہ معنی ایک ہی ہیں، اگر یہاں دو لفظ نہیں تو "معنی واحد" کہنے کا کیا مطلب (مسئلہ رفع یدین ص ۱۲۰)

الجواب

محترم اثری صاحب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو صرف ونحو نہیں آتی جس کی وجہ

سے آپ ایسی عظیم غلطی کا ارتکاب کر رہے ہیں یا عناداً ایسا کر رہے ہیں محترم اثری صاحب توجہ فرمایئے۔ راقم الحروف آپ کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع رأسہ من الرکوع لا یرفعھما پر بعض راویوں نے حدیث کو پورا کر دیا ہے اور آگے کچھ بھی بیان نہیں کیا جب بیان ہی نہیں کیا تو لا یرفعھما جو ماقبل کی جزا ہے اس کا تعلق مابعد سے کیسے ہوگا۔ بعض نے حدیث کے الفاظ۔ ولا یرفع بین السجدتین۔ بڑھائے ہیں۔ اور یہ الگ حکم ہے کیونکہ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث میں بعض راوی رفع یدین صرف عند الافتتاح۔ وبعد الرکوع بیان کرتے ہیں اور رفع یدین بین السجدتین کا نام تک نہیں لیتے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث کے الفاظ مختلف ہیں اور ان کا حکم بھی مختلف ہے۔ اگر لا یرفعھما کا تعلق بعد سے کیا جائے تو کس طرح ہو سکتا ہے۔ درمیان میں واؤ عاطفہ موجود ہے معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان تغایر ہوتا ہے پھر قال بعضھم میں قول کا مقولہ جو آرہا ہے بعد میں ہوتا ہے۔ یہ عجیب نحو ہے کہ قال کا مقولہ حرف عطف واؤ کو بھی پھاند کر ماقبل آجائے۔ نحو سے اتنی بے علمی یا عناد محض غیر مقلدین حضرات سے متصور ہو سکتی ہے۔ والمعنی واحد۔ لا[؟] کا مطلب واضح ہے کہ رکوع و بین السجدتین دونوں مقاموں میں راویوں نے ترک رفع یدین روایت کیا ہے اگر بعض راویوں نے ترک رفع یدین عند الرکوع روایت کیا ہے اور ترک رفع یدین بین السجدتین روایت نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ان کی مراد بھی ترک رفع یدین بین السجدتین ہے۔ اگر رکوع کے وقت رفع یدین ہو اور بین السجدتین ترک رفع یدین ہو تو ان دو مختلف عبارتوں کا مقصد و معنی ایک کیسے ہو سکتا ہے۔ رفع یدین کرنا اور نہ کرنا کا معنی ایک کیسے ہو سکتا ہے یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ رکوع کے وقت بھی ترک رفع یدین اور بین السجدتین بھی ترک

رفع یدین ہو تو ایک معنی وایک مقصد کہنا درست ہے (وللہ الحمد) اس کی ایک نظیر خود مسند ابو عوانہ ص ۱۹۵ ج ۲ میں موجود ہے کہ ذوالیدین والی روایت میں بعض راویوں نے بقیہ دو رکعتوں کے آخر میں سجدہ سہو کی کیفیت بیان کر کے چپ ہو گئے ہیں سلام وغیرہ کا ذکر نہیں کیا۔ امام ابو عوانہؒ فرماتے ہیں قال ابن سیرین واخبرت عن عمران بن حصین ثم سلم واللفظ للصنعانی معنی حدیثہما واحدٌ کہ امام ابن سیرینؒ فرماتے ہیں مجھے عمرانؓ بن حصین سے خبر دی گئی ہے کہ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا (یعنی نماز کو ختم کر دیا) اور یہ لفظ الصنعانی راوی کے ہیں اور ان دونوں راویوں کی روایت کا معنی ایک ہے۔ (یعنی ابو اسمٰعیل نے جو آخری سلام کا ذکر نہیں کیا اس کی مراد بھی الصنعانی راوی کی طرح ہے جس نے سلام کا ذکر کیا ہے یعنی نماز کو سلام سے ختم کیا جائے) اب اگر یہاں کوئی ارشاد الحق جیسا عقل مند آدمی یہ کہہ دے کہ سجدہ سہو اور آخری سلام دونوں ایک چیز ہیں ورنہ معنی حدیثہما واحدٌ کا پھر کیا مطلب، تو ایسے شخص کو اپنے عقل کا علاج کرانا چاہیے اور ایسی گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیے تاکہ ایسی عقل اپنی جگہ پر واپس آجائے۔ مسند ابو عوانہ ص ۳۶۲ ج ۲ تا ص ۳۶۳ میں حضرت جابرؓ کی حدیث اور حضرت سہل بن ابی حثمہ الانصاری کی حدیثیں مروی ہیں اسکے آخر میں ابو عوانہ فرماتے ہیں معنی حدیثہما واحد (صحیح ابو عوانہ ص ۳۶۳ ج ۲) کہ ان دو حدیثوں کا معنی ایک ہے۔ حالانکہ دونوں حدیثوں میں بہت فرق ہے۔

مولانا اثری کا اس روایت پر حملہ نمبر ۳

مولانا ارشاد الحق صاحب لکھتے: امام بیہقیؒ کی کتاب معرفۃ السنن (ص ۲۱۴ ج ۱) میں بھی امام شافعیؒ کی روایت موجود ہے۔ انصاف شرط ہے کہ اگر صحیح ابو عوانہ کی پہلی روایت میں ترک رفع یدین کا ذکر ہے اور الشافعی عن ابن عیینہ روایت میں رفع یدین کا ہے تو پھر امام شافعیؒ کی روایت بیان کرتے ہوئے "بنحوہ" کہنے کا مطلب کیا جو روایت پہلی حدیث کے مخالف ہو وہاں "بنحوہ" ہی کہا جاتا ہے

ج۔ بندۂ خدا منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر (مسئلہ رفع الیدین ص ۲۳)

الجواب

محترم اثری صاحب امام ابو عوانہؒ نے پہلی حدیث ترک رفع یدین میں بیان کر کے اس کے بعد عن الشافعی عن ابن عیینۃ" کی روایت کو بنحوہ کے لفظ سے نقل کیا ہے اور پھر ابوداؤد ثنا علی ثنا سفیان ثنا الزھری اخبرنی سالم عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ۔ حدثنا الصائغ بمکۃ قال ثنا الحمیدی قال حدثنا سفیان عن الزھری قال اخبرنی سالم عن ابیہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلہٗ ان دونوں روایتوں کو مثلہ کے لفظ سے روایت کیا ہے۔ اثری صاحب آپ نے یہ غور کیوں نہ فرمایا کہ امام ابو عوانہؒ نے ترک رفع یدین کی روایت کے بعد ایک روایت کو بنحوہ کے لفظ سے اور اس کے دو روایتوں کو بمثلہ و مثلہ کے الفاظ سے کیوں تعبیر کیا ہے۔ محدثین کرامؒ کے اصول کے مطابق نحوہ وہاں بولا جاتا ہے کہ جب بعد والی روایت کے الفاظ وہ نہ ہوں جو اس سے قبل مذکور ہوئی ہے اور مثلہٗ وہاں بولا جاتا ہے جب بعد والی روایت کے الفاظ بعینہٖ وہی ہوں جو پہلی حدیث کے تھے۔ (دیکھئے تدریب الراوی للعلامۃ السیوطیؒ ص۱۲۰ ج۲ المکتبۃ العلمیۃ)

پس اس قاعدہ سے ثابت ہوا کہ امام ابو عوانہؒ نے عن الشافعی عن ابن عیینۃ والی روایت کو بنحوہ اس لیے کہا ہے کہ اس کے الفاظ وہ نہیں ہیں جو اس سے قبل والی حدیث کے تھے اور اس کے بعد والی دونوں روایتوں کے الفاظ بعینہٖ وہی ہیں جو ترک رفع یدین والی حدیث کے ہیں چنانچہ ان دو روایتوں میں سے ایک روایت امام حمیدیؒ کے طریق سے ہے اور مسند حمیدی کے حوالہ سے راقم الحروف نے اس کے الفاظ نور الصباح میں ذکر کر دیئے ہیں جو کہ بعینہٖ صحیح ابو عوانہ کی ترک رفع یدین والی روایت کی طرح ہیں۔ اور ان دو میں سے ایک روایت کی سند

یوں امام ابو عوانہؒ نے نقل کی ہے۔ حدثنی ابو داؤد و قال ثنا علی ثنا سفیان ثنا الزھری اخبرنی سالم عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ۔ امام ابو عوانہؒ کا استاد اس روایت میں ابو داؤد الحرانی (سلیمان بن سیف المتوفی ۲۷۲ھ) ہے ثقہ ہے دیکھئے تہذیب التہذیب ص ۱۹۹ ج ۴)

اور علی سے مراد علی بن المدینی ہے چنانچہ ایک مقام پر ابو عوانہؒ یوں فرماتے ہیں:
ابو داؤد الحرانی قال ثنا علی بن المدینی قال ثنا سفیان الخ (ابو عوانہ ص ۵۶ ج ۲)
پس معلوم ہوا کہ امام ابو عوانہؒ نے اس سند سے حدیث کے الفاظ بھی بعینہ وہی نقل کیے ہیں جو ترک رفع یدین والی روایت کے ہیں (وللہ الحمد) چونکہ امام سفیان بن عیینہؒ نے ترک رفع یدین بھی روایت کیا ہے اس لیے کبھی وہ رفع یدین کرتے تھے اور کبھی رفع یدین نہ کرتے تھے چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

"وکان ابن عیینۃ ربما فعلہ وربما لم یفعلہ
(تمھید ابن عبد البر ص ۲۲۶ ج ۹)
کہ ابن عیینہؒ کبھی رفع یدین کرتے تھے کبھی نہ کرتے تھے"۔

پس سفیان بن عیینہ سے ترک رفع یدین کی روایت کے نقل کرنے میں کوئی شک نہ رہا کان البخاری اذا وجد الحدیث عند الحمیدی لا یعدوہ الی غیرہ کذا فی التقریب (تحفۃ الاحوذی ص ۲۲۹ ج ۱) نیز امام بخاریؒ کا اپنے استاد امام حمیدیؒ سے رفع یدین کی روایت ابن عمرؓ سے مرفوعاً اپنی کتابوں میں نقل نہ کرنا بھی دلیل ہے اس امر کی کہ امام حمیدیؒ سے یہ روایت ترک رفع یدین میں مروی ہے۔

تنبیہ: جزء رفع یدین و جزء القراءۃ بخاری یہ دونوں رسالے ناقابل عمل ہیں کیونکہ امام بخاریؒ کا شاگرد محمود بن اسحٰق الخزاعی جو ان کا روایت کرنے

والا ہے مجہول ہے اور کثیر الخطاء والتصحیف ہے اس لئے ان دو رسالوں کا کوئی حوالہ بھی پیش کرنے کے قابل نہیں ہے۔"

نوٹ: یہ اعتراض کہ پہلے احناف نے اس روایت سے استدلال نہیں کیا تھا یہ اعتراض دراصل سادگی کی وجہ سے ہے۔ اس لیے کہ جتنا فتنہ و فساد تیز ہوتا ہے اس کے زیادہ جوابات دیئے جاتے ہیں اور دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔ مرزائیت کا فتنہ چکڑالویت کا فتنہ۔ نیچریت کا فتنہ یہ سب فرقے غیر مقلدین حضرات سے نکلے ان کے مقابلہ میں جو دلائل اب پیش کئے جاتے ہیں اسلاف اتنے دلائل پیش نہ کیا کرتے تھے۔

چوتھی روایت

مسند حمیدی میں ہے (یہ چوتھی بنانا ارشاد الحق صاحب کا فرمان ہے ورنہ راقم الحروف نے اس کو نور الصباح میں دلیل ۲ کے تحت ذکر کیا ہے۔ حافظ محمد حبیب اللہ) اس کا جواب اثری صاحب نے دیا ہے وہ یوں ہے۔ اگر حروف جوڑنے والے کی غلطی سے " قال حدثنا سفیان " کے الفاظ چھوٹ سکتے ہیں تو کاتب سے یہاں بعض الفاظ ذکر کرنے میں غلطی کیوں ناممکن ہے (مسئلہ رفع یدین ص ۲۵)

الجواب

محترم اثری صاحب! ایسے احتمالات فاسدہ سے کسی چیز کا خصوصاً حدیث شریف کا جواب دینا درست نہیں۔ اور پہلے ثابت کیا گیا ہے کہ مسند ابو عوانہ کی پہلی ترک رفع یدین والی روایت اور امام حمیدی کے طریق سے روایت کے الفاظ ایک ہی ہیں فلہذا کتابت کی غلطی قرار دینا شکست و لاجواب ہونے کی دلیل ہے۔

اعتراض نمبر

اثری صاحب لکھتے ہیں۔ امام حمیدیؒ اسی روایت کے متصل بعد حضرت ابن عمرؓ

سے موقوفاً نقل کرتے ہیں کہ جب وہ کسی کو دیکھتے کہ وہ رفع یدین نہیں کر رہا تو وہ اُسے کنکریاں مارتے تھے (مسئلہ رفع یدین ص۲۶)

الجواب

محدثین کرامؒ موافق و مخالف ہر قسم کی حدیث بیان کرتے ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ امام حمیدیؒ نے ابن عمرؓ سے مرفوع روایت بھی رفع یدین میں روایت کی ہے۔ امام بخاریؒ کی طرف جو جزء رفع یدین کی نسبت کی جاتی ہے اس میں امام بخاری نے اپنے استاد امام حمیدیؒ سے دوسری موقوف روایت نقل کی ہے اور پہلی مرفوع نقل نہیں کی اگر وہ رفع یدین میں ہوتی تو ضرور نقل کرتے پس ثابت ہوا کہ یہ یقیناً ترکِ رفع یدین میں مروی ہے۔

باقی ابن عمرؓ کی یہ موقوف روایت سند کے لحاظ سے کیسی ہے اس کی سند کے بارے میں اثری صاحب نے کچھ بیان نہیں کیا۔ حالانکہ اس کی سند میں۔ ولید بن مسلم واقع ہے جو کہ منفرد ہے اور مختلط الحدیث ہے اور اس کی روایتیں ضعیف ہیں۔ خود ولید بن مسلم کے شاگرد رشید امام احمدؒ فرماتے ہیں:

اختلطت علیہ احادیث ما سمع و ما لم یسمع و کانت لہٗ منکرات (تھذیب التھذیب ص۱۵۴ ج۱۱)

کہ ولید بن مسلم پر وہ احادیث جو انہوں نے اپنے اساتذہ سے سُنی تھیں اور وہ احادیث جو کہ نہ سنی تھیں رَل مل گئی ہیں اور اس کی روایات اوپری ہیں۔ واقعی یہ بات بالکل صحیح ہے۔ یہ موقوف روایت بھی اوپری ہے۔ نیز امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ولید بن مسلم۔ کثیر الخطاء ہے (تہذیب)۔ ولید بن مسلم کی ایک روایت جو کہ صحیح مسلم میں مروی ہے اس کے متعلق امام نوویؒ فرماتے ہیں:

ضعیفٌ بل باطل (شرح مسلم ص۹۰ ج۱)

"کہ ضعیف بلکہ باطل (حق کے مخالف) ہے"

ترمذی باب فی المسح علی الخفین اعلاء واسفلہ۔ کے اندر بھی ولید بن مسلم نے ایک روایت نقل کی ہے اور اس میں دو باتیں خطاء ہو گئی ہیں حالانکہ اپنے استاد سے اخبرنی کے جملہ سے روایت کیا ہے (دیکھئے تحفۃ الاحوذی ص۹۹ ج۱)

اس پہ علامہ ابن حزم ظاہریؒ نے ابن عمرؓ کی کنکریوں والی روایت بیان کر کے اس پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے۔ ابن عمرؓ سے اس فعل کے صدور کا انکار کیا ہے (محلی) صحیح روایتوں کے مقابلہ میں غلط ملط روایتوں کا پیش کرنا غیر مقلدین حضرات کا کام ہے (خدا ہدایت دے)

تنبیہ: امام حمیدیؒ سے وجوب رفع یدین عند الرکوع کا قول نہ تو سند ضعیف سے مروی ہے اور نہ سند صحیح سے بغیر ثبوت کے بعض حضرات ان کی طرف یہ نسبت کر دیتے ہیں جو کہ صحیح نہیں ہے بلکہ امام حمیدیؒ سے یہ بھی ثابت نہیں ہوا کہ وہ رفع یدین عند الرکوع کو سنت کہتے ہوں۔ بحمد اللہ کم فرصتی کے باوجود ارشاد الحق صاحب کے ۸ سوالات کا جواب دے دیا گیا ہے۔

اس کے بعد علامہ عطاء اللہ حنیف کی عبارت کا جواب بھی حاضر خدمت کیا جائے۔

نوٹ: "ارشاد الحق صاحب نے امام مجاہدؒ سے بھی رفع یدین کا عمل نقل کیا ہے حالانکہ کسی صحیح و متصل سند سے ان سے ثابت نہیں"۔ (خدا تعالیٰ ان کو سمجھ عطاء فرمائے)

فقط والسلام

حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی

یکم ربیع الاول ۱۴۰۶ھ ۱۵ نومبر ۱۹۸۵ء

رجسٹری نمبر ۱۰۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت جناب محترم حبیب اللہ ڈیروی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش ہے کہ جناب کی تحریر آئی تھی اور جناب نے لکھا تھا حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی صاحب کے متعلق لکھا تھا۔

اس کا جواب حکیم محمود صاحب نے لکھا ہے یہ آپ کی تحریر میرے پاس امانت تھی جو کہ جناب کو روانہ کر رہا ہوں۔

عبدالرشید انصاری

معرفت

محمد یوسف ڈاکٹر ایچ ایم

تحصیل بازار سیالکوٹ

نوٹ: ۹ صفحات

جناب عبدالرشید صاحب انصاری کا خط

رجسٹری نمبر ۲۰۰ مورخہ ۱۲/۱۲/۸۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم جناب حافظ حبیب اللہ صاحب ڈیروی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض ہے کہ جناب نے "نور الصباح طبع دوم" کے مقدمہ میں جناب نے لکھا ہے مولانا حکیم محمود صاحب کی ایک تحریر ہے جو پہلی تحریر ہے اور راقم الحروف کی ایک تحریر کے جواب میں ہے انشاء اللہ عنقریب اس کا جواب تیار ہو کر مولانا موصوف کو پہنچ جائے گا۔

۲ اس کے بعد ۲۲ دسمبر ۱۹۸۷ء کو جناب کی تحریر آئی۔ مندرجہ ذیل

"نیز راقم الحروف حکیم محمود کا جواب دینا چاہتا ہے وہ آپ کے ذریعے جائے یا راقم الحروف براہ راست اس کو بھیج دے جس طرح جناب فرمادیں اس طرح عمل کیا جائے گا۔" فقط والسلام

حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی عفی عنہ

۲۲ دسمبر ۱۹۸۷ء

لہٰذا عرض ہے کہ بندہ اب آپ کی تحریر کا جواب جو کہ حکیم محمود صاحب نے دیا تھا وہ دوبارہ آپ کو رجسٹری کر رہے ہیں تاکہ آپ کو یاد دہانی کرائی جائے مہربانی فرما کر جواب روانہ کریں احسن طریقہ سے۔ (کل صفحات ۱۰)

عبدالرشید انصاری

جی ٹی روڈ سرفراز کالونی گوجرانوالہ

مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی کی گرفت

عبدالرشید صاحب انصاری اور مولانا محمد صدیق صاحب سرگودھوی اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سلفی کی عبارت پر

مگر عبدالرشید صاحب انصاری ان سب باتوں کے جواب سے عاجز رہے صمٌ بکمٌ بنے ہوئے ہیں بلکہ سوال ۴ کے جواب الجواب میں ام الدرداءؓ سے پھر بھی رفع یدین بیان کر دیا

"بے حیا باش وہر آنچہ خواہی کن"

جب ام الدرداء سے مراد یہاں تابعیہ ہیں تو ان کو صحابیہ بنانا خالص جھوٹ ہے اور یہ جھوٹ محمود بن اسحق نے امام بخاریؒ کے ذمہ لگایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ محمود بن اسحق۔ امام بخاریؒ کا دشمن ہے امام بخاریؒ کو بدنام کرنا چاہتا ہے

جرح نمبر ۳

امام بیہقیؒ اپنی سند سے محمود بن اسحق سے نقل کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے فرمایا اور بے شک ہم نے سترہ صحابہؓ سے رفع یدین روایت کیا ہے (سنن بیہقی ص ۷۴ ج ۲) یہاں بھی محمود بن اسحق نے غلط بیانی سے امام بخاریؒ کے ذمہ لگا دیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے سترہ صحابہؓ سے رفع یدین روایت کیا ہے۔ حالانکہ جزء رفع یدین میں یُروٰی مجہول کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے کہ روایت کیا گیا ہے دیکھئے (جزء مع اسوۃ ص ۱۳) اسی طرح آگے اسی جزء رفع یدین ص ۲۹ تا ص ۳۰ میں حضرت عمرؓ حضرت ابوہریرہؓ، حضرت جابرؓ، حضرت عمیر لیثیؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابو موسیٰ

الاشعریؓ کی رفوع روایات کے بارے میں امام بخاریؒ سے خود محمود بن اسحٰق یُروٰی مجہول کا صیغہ نقل کرتا ہے کیونکہ امام بخاریؒ نے ان حضرات سے اپنی سند سے رفع یدین روایت نہیں کیا اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کے رفع یدین کا نام و نشان نہیں نہ مرفوعاً نہ موقوفاً۔

معلوم ہوا کہ محمود بن اسحٰق نسیان کا بھی مریض ہے یا سچ ہے کہ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ محترم مکرم حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب غیر مقلد مرحوم نے تو کمال ہی کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرائط کے مطابق انیس[19] صحابہ سے جزء رفع الیدین میں روایت کی ہے (مشکوٰۃ المصابیح مترجم محشی مولانا محمد اسماعیل صاحب گوجرانوالہ ناشر جمعیت اہلحدیث جامع مسجد اقصیٰ سٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ ص۵۵)

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب غیر مقلدین حضرات کے بہت بڑے عالم تھے مگر حال یہ ہے کہ صریح غلط بیانی سے باز نہیں آئے اولاً تو امام بخاریؒ نے بعض صحابہؓ سے اپنی سند سے رفع یدین بیان کیا ہے ان میں سے اکثر کی روایت شرائط بخاری کے مطابق نہیں ہے مثال کے طور پر پہلی روایت عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کے طریق سے ہے اور عبدالرحمٰن ضعیف قسم کا راوی ہے چنانچہ علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں۔ قلت ابن ابی الزناد لیس من شرط البخاری (تذکرۃ الحفاظ ص۲۴۰ ج۲) میں ذہبی کہتا ہوں کہ ابن ابی الزناد امام بخاریؒ کے شرط کے مطابق نہیں ہے۔ اسی طرح عبدالحمید بن جعفر ہے وغیرہ وغیرہ۔

جرح نمبر۲

محمود بن اسحٰق نے پھر امام بخاریؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اہل علم کے نزدیک صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک صحابی سے بھی ترک رفع یدین ثابت نہیں

(جزء رفع یدین ص۱۴ مع اسوہ) یہی بات پھر جزء رفع یدین ص۱۰ مع اسوۃ الکونین میں دھرائی ہے۔ حالانکہ یہ محمود بن اسحٰق کا امام بخاریؒ پر خالص افتراء ہے کیونکہ امام بخاریؒ نے تسلیم کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ سے ابوبکر بن عیاش کا ترک رفع یدین کی روایت کرنا محفوظ ہے۔ اور اس کا ذکر ہم نے اسی جواب کے ص۵ وص۶ میں کتاب المعرفۃ بیہقی سے (نصب الرایہ ص۴۰۹ ج۱ وتحفۃ الاحوذی ص۲۲۲ ج۱ وغیرھا کے حوالہ سے کر دیا ہے اور غیر مقلدین حضرات کا یہ جھوٹا دعویٰ کہ ترکِ رفع یدین نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ کسی ایک صحابی سے ثابت ہے (الرسائل ص۱۹ و ص۲۳ و ص۲۱۶) اس کی بنیاد بھی جزء رفع یدین کے اسی قول پر ہے جو محمود بن اسحٰق نے امام بخاریؒ پر افتراء وکذب خالص گھڑا ہے۔ اور غیر مقلدین حضرات نے اس کو پلے باندھ لیا ہے۔ ؎

کند جنس با ہم جنس پرواز

وثانیاً اس دعویٰ سے جو جزء رفع یدینؒ مذکور ہے ثابت ہوتا ہے کہ ترک رفع یدین کی مرفوع وموقوف روایات کرنے والے بے علم ہیں تو پہلے یہ جرح امام بخاریؒ کے استاد ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ پر چسپاں ہو گی کیونکہ انہوں نے مصنف میں بہت سی مرفوع وموقوف روایات ترک رفع یدین کی بیان فرمائی ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ بہت بڑے علم والوں اور مسلمانوں کے اماموں میں سے ایک تھے۔ مصنف (ابن ابی شیبہ) تصنیف فرمائی ہے جس کی مثل نہ ان سے قبل کوئی پیش کر سکا ہے نہ بعد میں (البدایہ والنہایہ ص۳۱۵ ج۱۰)

پھر یہ جرح امام وکیعؒ امام سفیان ثوریؒ وغیرھما پر بھی لاگو ہو گی جو رفع یدین نہ کرتے تھے (جزء رفع یدین مع اسوۃ ص۵۴) کیونکہ ترک رفع یدین اختیار کرنا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ان کے نزدیک ترک رفع یدین یقیناً سنت رسول ہے اور سنت

صحابہؓ ہے اور یہ حضرات صحیح بخاری کے مرکزی راوی ہیں اگر یہ حضرات خدانخواستہ بے علم ہیں تو امام بخاریؒ پر الزام آئے گا کہ انہوں نے اپنی صحیح بخاری بے علم (جاہل) لوگوں کی روایات سے تیار کی ہے دوسرا الزام یہ آئے گا کہ امام بخاریؒ اپنے استادوں کے اساتذہ اور مشائخ کو بے علم کہتے ہیں

وثالثاً حضرت امام ابراہیم نخعی تابعیؒ فرماتے ہیں رفع یدین صرف عند الافتتاح ثابت ہے (سنن دارقطنی وسنن بیہقی) اب محمود بن اسحٰق کا امام بخاریؒ سے یہ نقل کرنا کہ ترک رفع یدین کسی اہل علم کے نزدیک ثابت نہیں یا تو جھوٹ بنے گا یا یہ کہ ابراہیم نخعیؒ ان کے نزدیک بے علم ہوں گے۔ دوسری صورۃ تو ہو نہیں سکتی کیونکہ امام بخاریؒ بعض مسائل میں خود صحیح بخاری میں ابراہیم نخعیؒ کے قول سے حجت پکڑتے ہیں (مثلاً صحیح بخاری ص ۲۴ ج ۱) تو اب پہلی صورۃ متعین ہوئی کہ محمود بن اسحٰق نے امام بخاریؒ پر جھوٹ باندھا ہے ورابعاً جزء رفع یدین کے اس دعویٰ سے خود امام بخاریؒ پر بھی زد پڑتی ہے۔

چنانچہ جزء رفع یدین مترجم ص ۵۵ میں ہے کسی ایک صحابی سے ثابت نہیں ہے کہ اس نے رفع یدین نہ کی ہو اور جن احادیث میں رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے ان کی اسناد ان احادیث سے زیادہ صحیح نہیں ہیں جن میں رفع الیدین کا بیان ہے لیجئے جناب عجیب تعارض ہے کہ رفع یدین نہ کرنا کسی ایک صحابیؓ سے ثابت نہیں اور ترک رفع یدین کی روایات کی سندیں رفع یدین کی روایات سے زیادہ صحیح نہیں ہیں۔ تو رفع یدین و ترک رفع یدین کی روایتیں برابر کی صحیح ثابت ہوئیں۔ امام بخاریؒ نے ترک رفع یدین کی روایات کو رفع یدین کی روایات کے برابر صحیح مان کر یا تو بے علم ہو گئے یا محمود بن اسحٰق کا جھوٹ ظاہر ہو گیا کہ کسی اہل علم کے نزدیک ترک رفع یدین ثابت نہیں ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ محمود بن اسحٰق نے امام بخاریؒ

بہ امام بخاریؒ پر جھوٹ بولا ہے اور جناب کے نواب صدیق حسن خان صاحب نے تو کمال ہی کر دیا ہے۔ کہ امام بخاریؒ کی اس جزء رفع یدین والی عبارت کو یوں الٹا بیان کر دیا ہے۔

قال (البخاری) واسانیدہ من روی الرفع اصح من اسانید

عدم الرفع (عون الباری علی هامش نیل الاوطار ص ۲۴۶/۲)

"امام بخاریؒ نے فرمایا کہ جو رفع یدین کی روایات بیان کرتے ہیں ان کی سندیں ترک رفع یدین سے زیادہ صحیح ہیں۔"

اور مولانا ابوعبدالرحمن المحدث الفنجابی غیر مقلد کے شاگرد مولانا علی حسن گیلانی مرحوم نے تو امام بخاریؒ کے اس قول کا ترجمہ خدا تعالیٰ کے خوف سے بے نیاز ہو کر یوں کیا ہے

ولهذا قال البخاری فی غیر صحیحہ لا اسانیدہ اصح من اسانید الرفع

ترجمہ: اور اسی واسطے امام بخاریؒ نے اپنے غیر صحیح میں ضعیف کہا ہے اور سندیں رفع سے زیادہ صحیح نہیں ہیں (العقیدۃ المحمدیہ مع ترجمہ اردو النصرۃ الصمدیہ ص ۱۰۲ ج ۲)

اس ظالم نے خط کشیدہ الفاظ اپنے طور پر بڑھا دیئے ہیں۔ حالانکہ صحیح ترجمہ یوں ہے:

"اور اسی واسطے امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کے علاوہ کتاب میں فرمایا ہے کہ ترک رفع یدین کی سندیں رفع یدین سے زیادہ صحیح نہیں ہیں"۔

ضعیف کہا ہے یہ الفاظ علی حسن نے اپنی طرف سے کہہ دیئے ہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

محترم عبدالرشید صاحب! راقم الحروف آپ کے علماء کی خیانتوں اور کذبات

کو بار بار ظاہر کر رہا ہے اور وہ بھی صرف رفع یدین کے مسئلہ میں تاکہ آپ عبرت حاصل کریں اور جھوٹے لوگوں کی معیت چھوڑ دیں کیونکہ ارشاد خداوندی ہے:

"یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ"

(پ ۱۱ سورۃ توبہ)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کی معیت (سنگت) اختیار کرو۔

جرح نمبر ۵

محمود بن اسحٰق نے حضرت ابوہریرہؓ سے رفع یدین کی روایت کی سند یوں نقل کی ہے:

حدثنا محمد بن الصلت ثنا ابوشہاب بن عبد ربہ عن محمد بن اسحٰق الخ (جزء رفع یدین مترجم ص۲۷)

ابوشہاب کو اس نے عبد ربہ کا بیٹا بنایا ہے (بحوالہ الرسائل ص۵۲ میں بھی ہے) حالانکہ خود ابوشہاب عبد ربہ ہے نہ کہ عبد ربہ کا بیٹا۔ چنانچہ تقریب التہذیب ص۲۲۵ میں ہے:

عبد ربہ بن نافع الکنانی الحناط نزیل المدائن ابوشہاب الاصغر صدوق یھم۔

یعنی عبد ربہ کی کنیت ابوشہاب ہے سچا ہے بھول جاتا ہے۔

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں:

ابوشہاب الحناط ھو عبد ربہ بن نافع ثقۃ من رجال الصحیحین (میزان الاعتدال ص۳۶۴ ج۳)

کہ ابوشہاب الحناط کا نام عبد ربہ بن نافع ہے بخاری و مسلم کے ثقہ

راویوں میں سے ہے۔

جزء رفع یدین بخاری کا وہ نسخہ جس کی تخریج سید ابو محمد بدیع الدین الراشدی السندھی بنام جلاء العینین کی ہے جس پر نظر ثانی مولانا ارشاد الحق اثری اور مولانا فیض الرحمٰن ثوری نے کی ہے اس نسخہ کے صفحہ ۱۲ میں ابو شہاب عبد ربہ لکھ دیا ہے، اثری صاحب صاحب لکھتے ہیں:

وفی المطبوع ابو شہاب بن عبد ربہ والصواب ما اثبتناہ (الاثری) کہ مطبوعہ نسخہ میں ابو شہاب بن عبد ربہ ہے مگر درست وہ ہے جو ہم نے نسخہ میں ثابت کیا ہے، اثری صاحب نے یہ خیانت کی ہے کیونکہ ان کا غلطی پر متنبہ کرنے کا تو حق تھا مگر نسخہ بدلنے کا حق نہ تھا کیونکہ نسخہ کی تبدیلی کا حق دراصل خود مصنف کا حق ہوتا ہے، چنانچہ ہدایہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہے اس کے متن میں جو غلطیاں واقع ہوئی ہیں وہ حاشیہ میں لکھ دی گئی ہیں اور ان پر تنبیہ کر دی گئی ہے۔ مگر احناف نے کبھی بھی ہدایہ کا متن نہیں بدلا۔ احناف حضرات کی دیانت کی یہ بہترین دلیل ہے جب کہ غیر مقلدین حضرات نسخوں کے بدلنے اور خیانت کرنے میں حرج نہیں جانتے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

محترم محمد صدیق صاحب و عبد الرشید صاحب انصاری اور بھی بہت سی باتیں ہیں گفتگو طویل ہوتی جارہی ہے قلم کو روکتا ہوں (یار زندہ ملاقات باقی، انشاء اللہ تعالیٰ) ان دلائل کی موجودگی میں محمود بن اسحٰق کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے فلہذا جزء رفع یدین و جزء القراءۃ للبخاری کے ناقابل اعتماد ہونے میں شک نہ رہا (وللہ الحمد)

محترم محمد صدیق صاحب کے علم و دیانت کی ایک جھلک بھی دکھا دوں تاکہ وہ بھی اپنا منہ آئینہ میں دیکھ لیں۔ محترم محمد صدیق صاحب لکھتے ہیں مقلدین کی افسوس ناک بددیانتی" اس سلسلے میں ان لوگوں نے ایک اور چال چلی ہے جس سے دیانتداری

دیوالیہ ہو کر انکا ماتم کرنے لگتی ہے اور وہ یہ ہے کہ طباعت کے وقت کتاب کے جدید ایڈیشن میں متن کتاب سے اس حدیث کو خارج کر دیا جس میں صراحت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دم آخر تک نماز میں رفع یدین کرتے رہے چنانچہ سنن کبریٰ بیہقی کا وہ نسخہ جو علماء احناف نے دائرۃ المعارف کے تحت حیدرآباد دکن سے طبع کیا ہے اس میں ابن عمرؓ کی حدیث کا آخری حصہ نہیں جس کے یہ الفاظ ہیں فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلٰوتُهُ حَتّٰى لَقِيَ اللهَ تَعَالٰى ۔ یعنی حضورؐ زندگی کے آخری لمحات تک رفع الیدین کرتے رہے ۔ حدیث کے یہ وہ الفاظ ہیں جن سے یہ دعویٰ باطل ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت میں رفع الیدین ترک کر دی تھی اور اس میں اس بات کی بھی تردید ہے کہ رفع یدین منسوخ ہو چکا ہے اور یہ الفاظ اس قول کو بھی غلط قرار دیتے ہیں کہ رفع الیدین نہ کرنا افضل ہے بایں ہمہ حق کو چھپانے اور مٹانے کی ان کی یہ سعی اس لیے کارگر نہیں ہو سکتی کہ حدیث کے ان الفاظ کے متعلق ائمہ حدیث کے علاوہ خود ائمہ احناف کی شہادۃ موجود ہے ۔ علامہ زیلعی حنفیؒ نے نصب الرایہ میں مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے بذل المجہود میں بحوالہ بیہقی حدیث کے ان الفاظ کا تذکرہ کیا ہے ائمہ حدیث میں سے حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص الحبیر جلد اول میں بحوالہ بیہقی ان الفاظ کو بیان کیا ہے (بلفظہٖ اسوۃ الکونین ص ۶ تا ص ۷)

الجواب

محترم محمد صدیق صاحب خیانت اور بددیانتی کرنا یہ آپ لوگوں کا محبوب مشغلہ ہے ۔ احناف حضرات کو خائن و بددیانت ثابت کرنا پہاڑ کو ٹکر لگانا ہے جس سے جناب کا سر ٹھکانے لگ جائے گا ۔ اصل بات یوں ہے کہ یہ من گھڑت روایت جس کو آپ بار بار حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بول کر اپنا ٹھکانا جہنم میں تیار کر رہے ہیں اس کے

بارے میں السنن الکبری بیہقی میں موجود ہونے کا پہلا شخص حوالہ دینے والا امام ابن دقیق العیدؒ ہے۔ مازاد ہ البیہقی فی سننہٖ (نصب الرایہ ص۴۰۹ ج۱)

حافظ ابن حجرؒ نے بیہقی کا حوالہ تو دیا ہے مگر یہ وضاحت نہیں فرمائی کہ بیہقیؒ نے یہ روایت سنن کبری میں نقل فرمائی ہے چنانچہ ان کے الفاظ یوں ہیں:

زاد البیہقی فما زالت تلک صلوتہ حتی لقی اللہ (تلخیص الحبیر ص۸۱ ج۱ مطبوعہ دہلی) علامہ شوکانیؒ نے بیہقی کا حوالہ دیا ہے مگر سنن کبری کا نام نہیں لیا اسی مولانا عطاء اللہ حنیف نے بیہقی کا نام لیا ہے لیکن سنن کبری کا نام نہیں لیا۔ چنانچہ ان کے الفاظ یوں ہیں۔

اخرجہ البیہقی بزیادۃ فما زالت تلک صلوتہ حتی لقی اللہ تعالی (نیل الاوطار ص۱۸۵ ج۲) والتعلیقات السلفیہ ص۱۰۳ ج۱) معلوم ہوا کہ اس روایت کی بیہقیؒ نے تخریج تو کی ہے مگر سنن کبری میں اس کا ہونا ثابت نہیں ہوتا ابن دقیق العیدؒ اس کو سنن کی طرف نسبت کر کے سخت غلطی کا شکار ہوئے ہیں ۔حاشیہ نصب الرایہ ص۴۰۹ ج۱ میں ہے کہ یہ روایت سنن کبری کے مطبوعہ نسخہ میں نہیں ہے شاید کہ معرفۃ السنن یا بیہقیؒ کی کسی اور کتاب میں ہے پھر ابن دقیق العیدؒ بعض اوقات کسی حدیث کی نسبت مشہور کتاب (جس کا ثبوت تواتر سے ہو) کی طرف کر دیتے ہیں اور اس کتاب میں اس حدیث کا نام ونشان نہیں ہوتا مثلاً باب استیاک الامام بحضرۃ رعیتہ بخاری کی طرف منسوب کر دیا ہے اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بخاری میں نہیں دیکھا۔ بحوالہ قسطلانی ص۲۰ ج۱) میں (مولانا عبدالعزیزؒ) کہتا ہوں کہ یہ ترجمۃ الباب نسائی ص۵ میں کچھ تغییر کے ساتھ موجود ہے اور علامہ تاج الدین السبکیؒ نے طبقات الشافعیہ ص ج۶ میں ایک باب لکھا ہے جس میں یہ ذکر کیا ہے کہ ابن دقیق العیدؒ نے بعض احادیث کی تخریج کی نسبت

کر لینے میں غلطی کی ہے (حاشیہ ختم ہوا) اس لیے مولانا عبداللہ صاحب روپڑی غیر مقلد نے مارواہ البیھقی فی سننہ کا ترجمہ یوں فرمایا ہے۔ جو بیہقیؒ نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے (رفع یدین اور آمین ص۵۳)

اب حق تو یہ تھا کہ سنن کا لفظ ترجمہ میں نہ کاٹتے البتہ اس بات پر تنبیہ کر دیتے کہ ابن دقیق العیدؒ سے سنن کی طرف نسبت کرنے میں غلطی و خطا ہوئی ہے مگر غیر مقلد لوگ اپنی من مانی کرتے رہتے ہیں انہیں اصول اپنانے کی کیا ضرورت ہے مولانا عبدالغفار صاحب کراچوی کے پیش نظر سنن کبری بیہقی قلمی کا نسخہ موجود تھا جس کا ذکر انہوں نے اپنے رسالہ رفع الیدین (رکوع محمدی ص۲۸) میں کیا ہے مگر اس نے یہ اعتراض نہیں کیا کہ دائرۃ المعارف والوں نے سنن بیہقی کے نسخہ میں خیانت کی ہے۔ اور قلمی نسخہ میں یہ عبارت موجود ہے اور مولانا پیر بدیع الدین شاہ صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

قال ابو محمد لم نجد هذه الروایة فی نسختی السنن المخطیة والمطبوعة ولا فی المعرفة بل رواه فی الخلافیات فقد رأیته فی مختصر الخلافیات (ج ا ص ۷۶) (جلاء العینین ص۱۲۷) کہ ہم نے یہ روایت سنن بیہقی قلمی و مطبوعہ دونوں نسخوں میں نہیں پائی اور نہ بیہقی کی کتاب المعرفۃ میں بلکہ بیہقیؒ نے اس روایت کو خلافیات میں روایت کیا ہے پس بے شک اس روایت کو میں نے مختصر خلافیات ص۷۶ ج۱ میں دیکھا ہے۔

محترم محمد صدیق صاحب آپ نے ابن دقیق العیدؒ کی اندھی تقلید کر کے جو شرک کیا ہے اس سے توبہ کریں اور دائرۃ المعارف والوں پر جو آپ نے بددیانتی اور خیانت کرنے کا الزام لگایا ہے اس سے بھی رجوع فرمالیں آخر میں آپ کے ایک بزرگ مولانا محمد اسمعیل سلفیؒ کی عبارت کا ذکر بھی کرتا ہوں جو اسی بات کے

متعلق ہے۔ رفع یدین کرنے کے بعض راوی آخری وقت میں مسلمان ہوئے حضرت ابوہریرہ مالک بن حویرث وائل بن حجر یہ سب ۹ھ کے بعد مسلمان ہونے والے ہیں سنن کبری بیہقی میں صاف ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر تک رفع یدین سے نماز پڑھتے رہے سنن کبری کے مصری اور شامی نسخوں میں یہ حدیث موجود ہے لیکن مقام افسوس ہے کہ حیدرآباد کے برادران احناف نے جب اس کو ۱۳۴۶ھ میں طبع کرایا تو اس حدیث کو خارج کر دیا (مشکوٰۃ المصابیح مترجم وحشی صفحہ ۵۵ ج ۱) حضرت ابوہریرہؓ ۷ھ میں مسلمان ہوئے ہیں خود حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں تین سال گذارے ہیں (معانی الآثار للامام الطحاوی صفحہ ۳۰۴ ج ۱ باب الکلام فی الصلوٰۃ) حضرت وائل بن حجر کے بارے میں خالد گھرجاکھی صاحب لکھتے ہیں اور عام الوفود ۹ھ میں آکر مسلمان ہوئے (جزء رخالد صفحہ ۹۹) نیز لکھتے ہیں، اور حضرت وائل اپنی زندگی میں دو مرتبہ مدینہ تشریف لائے یہ تو سب کو علم ہے کہ تمام وفد ۹ھ کو مدینہ آئے اور حضرت وائل اگرچہ مسلمان پہلے ہی ہو چکے تھے (جزء رخالد صفحہ ۱۲۵)

مولانا عبداللہ صاحب روپڑی بھی لکھتے ہیں:

دوبارہ آنا ہے پس کم سے کم دوسری سردی میں آئے جو قریبًا ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو جاتا ہے۔ (رفع یدین اور آمین صفحہ ۵۴)

وائل بن حجرؓ پہلی دفعہ رجب ۹ھ میں آئے تھے (قرۃ العینین گرجاکھی صفحہ ۲۶)

حضرت مالکؓ بن حویرث بھی ۹ھ کے بعد مسلمان نہیں ہوئے بلکہ ۹ھ میں مسلمان ہو چکے تھے دیکھئے (جزء رخالد صفحہ ۳)

پس محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب کا ان تینوں صحابہ کرام کے متعلق یہ فرمانا کہ یہ سب ۹ھ کے بعد مسلمان ہونے والے ہیں محض افترا ہے۔ اسی طرح حیدرآباد کے

برادران احناف پر بد دیانتی کا الزام لگانا بھی محض افتراء ہے مزید یہ کہنا کہ سنن کبری بیہقی کے مصری اور شامی نسخوں میں یہ حدیث موجود ہے یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ اگر اس کو ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ سے تعبیر کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) ابن دقیق العیدؒ کے وہم ونسیان پر جھوٹ کی بنیادیں استوار کرنا یہ آپ لوگوں کا کام ہے۔ قرۃ العینین صنا۲ میں مختلف کتابوں کے حوالے دے کر رواہ البیہقی کہہ دیا ہے سنن کبری کا نام نہیں لیا۔ حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص الحبیر کے علاوہ۔ الدرایہ ص۸۵ وفتح الباری میں سنن کبری کا حوالہ نہیں دیا۔ ان دلائل سے ثابت ہوا کہ احناف حضرات کے سچے اور امانت دار ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں جس طرح کہ غیر مقلدین حضرات کے جھوٹے اور بد دیانت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ راقم الحروف تو اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ آپ لوگوں کی خیانات کذبات کو اگر بیان کرنے میں عمر (زندگی) صرف کر دی جائے تو راقم الحروف کی زندگی ختم ہو جائے گی مگر آپ لوگوں کی خیانت کذبات ختم نہیں ہوں گے۔

مولانا حکیم محمود صاحب کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم عبدالرشید انصاری! آپ کے رسالہ کا غذات تحریر کردہ حافظ ڈیروی موصول ہوئے۔ پڑھ کر دکھ ہوا۔ حافظ ڈیروی صاحب جس طرح بصیرت سے محروم ہیں معلوم ہوتا ہے بصارت سے بھی محروم ہیں۔ انہوں نے حوالہ پڑھے اور دیکھے بغیر شرافت اور اخلاق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے قابل احترام ہستیوں کے متعلق اس قدر زبان درازی کی ہے کہ ان میں شرم د حیا تک مفقود نظر آتی ہے۔

لکھتے ہیں کہ مولانا محمد اسماعیلؒ سلفی غیر مقلد مرحوم نے تو کمال ہی کر دیا غیر مقلد حضرات کے بڑے عالم تھے۔ مگر حال یہ ہے کہ صریح غلط بیانی سے باز نہیں آئے۔

بس محترم مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کا ان تینوں صحابہ کرامؓ کے متعلق یہ فرمانا کہ یہ سب ۹ ہجری کے بعد مسلمان ہوئے تھے محض افترا ہے لا انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ عبارت جس کو ڈیروی صاحب نے والد محترم کی طرف منسوب کرکے بدزبانی کی ہے۔ یہ ان کی عبارت ہی نہیں۔ مشکوٰۃ شریف مترجم دو اداروں نے شائع کی ہے (۱) انجمن اہلحدیث سٹیلائٹ ٹاؤن بمع افادات مولانا محمد سلیمان کیلانی شائع کی ہے۔ جس میں یہ عبارت موجود ہے۔ اور ادارہ اسلامیہ سلفیہ نے صرف والد صاحب کے ترجمہ اور حاشیہ کے ساتھ شائع کی ہے۔ اس میں یہ عبارت نہیں مولانا محمد سلیمان کیلانی کی عبارت کو آڑ بنا کر اس نے والد صاحب کے متعلق جھوٹ اور غلط بیانی کی ہے۔ اور جو شخص دلائل سے تہی دامن ہو۔ وہ ایسی مذبوحی حرکات کرتا ہے۔

یہ لوگ جھنجھلا کر محدثین کے خلاف بھی زبان درازی کر جاتے ہیں۔ اللہ انہیں سمجھ دے۔

اگر ڈیروی صاحب یہ ثابت کر دیں کہ یہ عبارت والد محترم کی ہے۔ تو مبلغ ایک ہزار روپیہ

نقد انعام پیش کردں گا۔

دوسری بات جو ان مرسلہ صفحات سے محسوس ہوتی ہے کہ ڈیروی صاحب جو اتنی لمبی چوڑی جرح کر رہے ہیں۔ ان کو راوی کا صحیح نام تک معلوم نہیں۔ مجھے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ نورالصباح کا مصنف بھی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور ہے معشوق اس پردۂ زنگاری میں۔ کیونکہ اگر اس نے یہ تحریر یا نورالصباح خود لکھی ہوتی تو اسے اس مختلف فیہ راوی کا نام کبھی نہ بھولتا۔

وہ صفحہ ۴ سطر نمبر ۱۵ جرح ۵ میں ایک سند ذکر کرتا ہے کہ

"حدثنا محمد بن صلت حدثنا ابوشهاب بن عبد ربه عن محمد بن اسحاق۔"

نقل کے لیے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر اس نے مذکورہ عبارت خود سوچ کر لکھی ہوتی تو اسے علم ہوتا کہ راوی کا نام محمد بن اسحاق ہے۔ مگر وہ بے سوچے سمجھے نقل کرتا گیا اور اس قدر مخبوط الحواس ہو گیا کہ اس نے اس مضمون میں بارہ دفعہ اس راوی کا نام لکھا اور ہر جگہ محمد بن اسحاق کی بجائے محمود بن اسحاق لکھتا چلا گیا۔ آپ اپنا مرسلہ مضمون

صفحہ نمبر ۲	سطر نمبر ۵	سطر نمبر ۹	سطر نمبر ۱۲	سطر نمبر ۳ ۲	سطر نمبر ۲۵
صفحہ نمبر ۳	سطر نمبر ۶	سطر نمبر ۱۶	سطر نمبر ۲۰	سطر نمبر ۶ ۲	سطر نمبر ۲۷
صفحہ نمبر ۴	سطر نمبر ۱۵				

صفحہ نمبر ۵ سطر نمبر ۶ ——— ملاحظہ فرما کر تصدیق کریں جو شخص معمولی علم رکھتا ہو جس نے ایک دفعہ بھی محمد بن اسحاق پر بحث کی ہو وہ شخص کیسے غلط لکھ سکتا ہے۔ حافظ ڈیروی تو بحث سے بالکل بے تعلق معلوم ہوتا ہے۔ اپنے ہی مضمون میں عربی عبارت کے اندر تو وہ نام صحیح نقل کرتا ہے مگر اردو میں بحث کرتے وقت ہر

جگہ محمود بن اسحاق لکھتا چلا جا رہا ہے کیونکہ وہ حقیقتاً بحث سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور وہ نور الصباح کا بھی حقیقی مصنف نہیں۔

مزید بدحواسی ملاحظہ ہو صفحہ نمبر ۳ سطر نمبر ۲ میں تحریر کرتا ہے۔ غیر مقلدین کا یہ جھوٹا دعویٰ ہے کہ رفع الیدین نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ ہی ایک صحابیؓ سے ثابت ہے معلوم ہوتا ہے کہ لکھتے وقت حافظ ڈیروی صاحب کے حواس ٹھکانے نہ تھے۔

شُدپریشان حال اور پھر اسی صفحہ کی سطر نمبر ۱۲ پر تحریر کیا ہے (چنانچہ جزء رفع الیدین مترجم صفحہ نمبر ۱۵ میں ہے کہ کسی ایک صحابیؓ سے ثابت نہیں ہے کہ رسول (بے ادبی ملاحظہ ہو) نے رفع الیدین نہ کی ہو۔ اور جن احادیث میں رفع الیدین کا ذکر نہیں ان کی اسناد ان احادیث سے زیادہ صحیح نہیں ہیں۔ جن میں رفع الیدین کا بیان ہے) لیجئے صاحب عجیب تعارض ہے کہ رفع الیدین نہ کرنا کسی ایک صحابیؓ سے ثابت نہیں اور ترک رفع الیدین کی روایات کی سندیں رفع الیدین کی روایات سے زیادہ صحیح نہیں ہیں تو رفع الیدین اور ترک رفع الیدین برابر کی صحیح ثابت ہوئیں دیکھ لیجئے۔ حافظ صاحب تمہیں پتہ چلا کہ وہ کیا لکھ رہے ہیں پتہ نہیں انہوں نے کس طرح صغریٰ کبریٰ بنایا اور کیسے نتیجہ نکالا کہ دونوں قسم کی روایات برابر کی صحیح ہیں۔

محمد بن اسحاق پر جرح سخت الفاظ میں اس لیے کی گئی ہے کہ اس نے امام بخاریؒ سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں (کہ کسی صحابیؓ سے بھی ترک رفع الیدین ثابت نہیں اور جن احادیث میں رفع الیدین کا ذکر نہیں ان کی اسناد ان احادیث سے زیادہ صحیح نہیں جن میں رفع الیدین کا ذکر ہے) اب اگر کوئی محمد بن اسحاق کی توثیق کرے تو حافظ ڈیروی صاحب لٹھ لیے سر پھوڑنے کو تیار بیٹھے ہیں۔

مگر جادو وہ جو سر چڑھ بولے۔ اس کا کیا علاج ہے؟ احناف محمد بن اسحاق کو ثقہ مانتے ہیں۔ علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری میں شیخ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں علامہ انور شاہ صاحبؒ نے العرف الشذی میں اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے سعایہ میں محمد بن اسحاق کو ثقہ کہا ہے حافظ کو چاہیے کہ ہمیں صلواتیں سنانے کی بجائے اپنے گھر کی خبر لیں۔

علاوہ ازیں احناف اپنے مذہب کے موافق مسائل میں محمد بن اسحاق کی احادیث سے استشہاد کرتے ہیں۔

نمبر ۱: مثلاً احناف کا مسلک ہے کہ دس درھم سے کم مالیت کی چیز چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنے نہیں چاہئیں اور وہ دلیل کے طور محمد بن اسحاق کی روایت پیش کرتے ہیں۔

نمبر ۲: دوسرا مسئلہ تعجیل مغرب میں بھی احناف محمد بن اسحاق کی روایت سے استشہاد کرتے ہیں۔

نمبر ۳: نماز کے لیے ناقوس بجانے کا حکم ابن ھمامؒ نے فتح القدیر میں محمد بن اسحاق کو بطور دلیل پیش کیا ہے ایسے کہتے ہیں کہ میٹھا میٹھا ہڑپ کڑوا کڑوا تھو جب مطلب ہوا تو محمد بن اسحاق کو ثقہ کہہ دیا۔ اور جب جی چاہا تو اس پر تنقید شروع کر دی محمد بن اسحاق بہرحال ثقہ اور سچا ہے۔ الفضل ما شہدت بہ الاعداء

دل کے بہلانے کے لیے غالب یہ خیال اچھا ہے۔ حافظ صاحب نے چلتے چلتے اپنے دل کو تسلی دینے کیلئے یہ بھی کہا کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث محفوظ ہے حالانکہ عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔ ترمذی معہ تحفہ صفحہ نمبر ۲۲۰ جلد نمبر ۱ اسی طرح امام بیہقیؒ، امام ابو داؤدؒ۔ امام احمدؒ اور ان کے شیخؒ۔ امام بخاریؒ ابن ابی حاتمؒ۔ ابن حبانؒ سب اس کو ضعیف اور غیر ثابت شدہ کہتے ہیں۔

اور سب سے بہتر جواب صاحب نصب الرایہ زیلعیؒ صفحہ ۴۰۷ جلد نمبر ۱ نے

امام ابوبکر احمد بن اسحاق رح المحدث الفقیہ سے نقل کیا ہے ، وہ فرماتے ہیں رفع الیدین کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلفائے راشدین پھر صحابہؓ وتابعین رح سے صحیح طور پر ثابت ہے اور عبداللہ بن مسعودؓ کا اس کو بھول جانا کچھ تعجب کی بات نہیں

(۱) کیونکہ عبداللہ بن مسعودؓ قرآن میں معوذتین کا ہونا بھول گئے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

(۲) اسی طرح نماز میں تطبیق کا منسوخ ہونا عبداللہ بن مسعودؓ بھول گئے جس پر سب علمائے کرام کا اتفاق ہے۔

(۳) پھر عبداللہ بن مسعودؓ بھول گئے کہ دو شخص امام کے پیچھے کس طرح کھڑے ہوں

(۴) عبداللہ بن مسعود بھول گئے کہ حضرتؐ نے صبح کی نماز یوم نحر کو اول وقت پڑھی

(۵) عبداللہ بن مسعودؓ بھول گئے کہ آنحضرتؐ عرفات میں کس طرح جمع ہوئے۔

(۶) عبداللہ بن مسعودؓ سجدے میں زمین پر ہاتھ رکھنے کی روایت بھول گئے جس میں اختلاف نہیں۔

(۷) عبداللہ بن مسعودؓ بھول گئے کہ رسول خداؐ نے آیت "وما خلق الذکر والانثیٰ" کس طرح پڑھی۔

جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اتنے مسئلے بھول گئے ہیں تو ترک رفع الیدین میں ان پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اور متواتر احادیث کی کیسے مخالفت کی جا سکتی ہے۔

محمود عفی عنہ

۲۴ر اپریل ۱۹۸۶ء

حضرت حکیم محمود صاحب کے مراسلے کا جواب

از حافظ محمد حبیب اللہ صاحب ڈیروی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکیم صاحب کا یہ جوابی مراسلہ کافی دیر سے موصول ہوا تھا راقم الحروف نے نور الصباح طبع دوم کے مقدمہ میں اس کے بارے میں یوں لکھا تھا۔

مولانا حکیم محمود صاحب کی ایک تحریر آئی ہے جو پہلی تحریر ہے اور راقم الحروف کی ایک تحریر کے جواب میں ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا عنقریب جواب تیار ہو کر مولانا موصوف کو پہنچ جائے گا (حکیم صاحب نے بھی اس کا حوالہ شمس الضحیٰ ص۱۰۰ میں ذکر کیا ہے) لیکن حکیم صاحب کی تحریر کے جواب میں راقم سے تاخیر ہو گئی تو حکیم صاحب کو یہ جرأت ہوئی کہ وہ نور الصباح جیسی ٹھوس علمی کتاب کے جواب کی طرف متوجہ ہوئے، راقم الحروف کو معلوم ہوا تو راقم نے مراسلے کا جواب موقوف کر دیا تاکہ حضرت حکیم صاحب اطمینان و تسلی سے نور الصباح کا جواب لکھ لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ خط کا جواب پہنچ جائے تو وہ نور الصباح کے جواب سے دستبردار نہ ہو جائیں الحمد للہ ہماری خواہش پوری ہوئی اور حضرت حکیم صاحب کی طرف سے نور الصباح کا جواب شمس الضحیٰ کے نام سے شائع ہو گیا راقم نے دو نسخے مدینہ کتاب گھر گوجرانوالہ سے خرید لئے اس کا جواب ایک صفحہ میں آسانی سے دیا جا سکتا تھا مگر راقم نے قدرے تاخیر کر دی تاکہ شمس الضحیٰ کا فیض عام ہو جائے موافق و مخالف دونوں ہاتھوں میں پہنچ جائے تاکہ ہمارے جواب سے سب حضرات برابر کے لطف اندوز ہو سکیں۔

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں "میرے متعلق بھی لکھا کہ حکیم محمود کا جواب لکھا جا رہا ہے

دو سال ہو گئے مگر جواب دینا نصیب نہیں ہوا اگر کوئی جواب آپ کے پاس ہوتا تو اب تک ضرور آ گیا ہوتا ایک ورق کا جواب دینے میں دو سال نہیں لگتے (شمس الضحیٰ ص۲۵)

نیز حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں۔ یہ کتاب (نور الصباح) ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی میری تحریر ایک ورق سے زائد نہ تھی جس کے متعلق حافظ صاحب نے لکھا کہ اس کا جواب تحریر ہو کر عنقریب پہنچ جائے گا آج میں یہ مسودہ لکھ رہا ہوں ۲۲ دسمبر ۱۹۸۸ء ہے ابھی تک اس ایک ورق کا جواب نہیں آیا۔ جو شخص میرے جیسے طالب علم کے ایک صفحہ کا جواب دو سال میں نہیں دے سکا وہ کسی عالم کا کیا جواب دے سکتا ہے۔ (شمس الضحیٰ ص۱۰۱)

الجواب

حضرت حکیم صاحب! ہم آپ کی تحریر کا جواب ایک ہفتہ میں بھی لکھ سکتے تھے مگر آپ کی بے نظیر کتاب شمس الضحیٰ میدان تحریر میں نہ آتی اس لئے تاخیر کرنے میں ہمیں زبردست فائدہ پہنچا ہے ہم حضرت حکیم صاحب کے علمی کمالات کو سب حضرات کے سامنے ظاہر کریں گے حضرت حکیم صاحب کو علمی میدان خصوصاً تصنیف کے میدان میں قدم رکھنا مناسب نہ تھا اگر حضرت حکیم صاحب پیشاب و پاخانہ کے ٹیسٹ کرنے پر اکتفاء کرتے تو یہ ان کے لیے بہترین مشغلہ تھا۔ واقعی حضرت حکیم صاحب نیم مُلّاں خطرہ ایمان کا مصداق ہیں اردو کے رسائل سے مضمون حاصل کر کے حضرت حکیم صاحب تصنیف کا شوق پورا کرتے رہتے ہیں مگر اس طریقہ سے مسلک کی کوئی خدمت نہیں ہوتی بلکہ الٹا مسلک کی بدنامی ہوتی ہے لیکن یہ نیم مُلّاں خطرہ ایمان اس بات کو نہیں سمجھ سکتے۔

راقم الحروف پہلے حضرت حکیم صاحب کے مراسلہ کا جواب لکھتا ہے اس کے بعد شمس الضحیٰ کا جواب ملاحظہ کریں۔

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں "یہ عبارت جس کو ڈیروی صاحب نے والد محترم کی طرف منسوب کر کے بدزبانی کی ہے یہ ان کی عبارت ہی نہیں مشکوۃ شریف مترجم دو اداروں نے شائع کی ہے۔

(۱) انجمن اہلحدیث سیٹلائیٹ ٹاؤن بمعہ افادات مولانا محمد سلیمان کیلانی شائع کی ہے جس میں یہ عبارت موجود ہے۔ اور (۲) ادارہ اسلامیہ سلفیہ نے صرف والد صاحب کے ترجمہ اور حاشیہ کے ساتھ شائع کی ہے اس میں یہ عبارت نہیں مولانا محمد سلیمان کیلانی کی عبارت کو آڑ بنا کر اس نے والد صاحب کے متعلق جھوٹ اور غلط بیانی کی ہے۔

الجواب

حضرت حکیم صاحب اگر اپنا قصور مان لیتے تو راقم الحروف کے متعلق بدزبانی کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اصل واقعہ یوں ہے کہ جمعیت اہلحدیث (جس کو حضرت حکیم صاحب نے انجمن اہلحدیث لکھ دیا ہے) نے مشکوۃ المصابیح مترجم ومحشی (محشی کا لفظ حضرت حکیم صاحب نے خیانت کرتے ہوئے نہیں لکھا تاکہ دھوکہ دیا جا سکے) حضرت استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ مع فوائد اضافی مولانا محمد سلیمان صاحب کیلانی۔ شائع کی ہے اور مولانا سلفی کے حاشیہ کو مولانا کیلانی مرحوم کے فوائد کے ساتھ اکٹھا کر دیا گیا ہے اب یہ پتہ نہیں چلتا کہ مولانا سلفی کا حاشیہ کونسا ہے اور مولانا کیلانی کے فوائد کون سے ہیں پھر مولانا کیلانی مرحوم۔ مولانا سلفی مرحوم کے شاگرد وفیض یافتہ ہیں۔ جیسا کہ حضرت حکیم صاحب کے برادر محترم پروفیسر محمد صاحب نے لکھا ہے (مشکوۃ مترجم ومحشی ص ۱۰۲ سیٹلائیٹ ٹاؤن اور ادارہ اسلامیہ سلفیہ کا ص ۱۶ ہے اس کے علاوہ مولانا سلفی مرحوم کے دوسرے شاگرد مولانا محمد خالد صاحب گھرجاکھی لکھتے ہیں

ساتھ ہی ہمیں نے مولانا محمد سلیمان صاحب کا ترجمہ وحاشیہ بھی حضرت الاستاذ

کو دکھایا تو انہوں نے اسے بہت ہی پسند فرمایا بلکہ حکم دیا کہ ان حواشی کا اس میں اضافہ کر لو زیادہ مفید ہو جائے گا چنانچہ اسی کے پیش نظر ہم نے حواشی بھی درج کر دیے ہیں الی ان قال حواشی بھی کافی حد تک حضرت الاستاذ کے ہیں (مشکوٰۃ مترجم محشی صـ ۹۷)

ان دلائل کی روشنی میں راقم الحروف نے مذکورہ عبارت کو مولانا سلفی صاحب کی طرف منسوب کیا ہے بلکہ خود غیر مقلدین حضرات بھی جب اس حاشیہ کا حوالہ ذکر کرتے ہیں تو مولانا سلفی صاحب ہی کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۱

چنانچہ عبدالرشید صاحب کی کتاب الرسائل طبع دوم صـ ۱۵۵ میں ۔"بدعتی کے گمراہ ہونے کی وجہ" کا عنوان قائم کر کے اس کے تحت ایک تحریر درج کی ہے جس کے آخر میں حوالہ یوں تحریر کیا ہے (مشکوٰۃ صـ ۲۳۶ مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ) حالانکہ یہ عبارت ادارہ اسلامیہ سلفیہ صـ ۸۴ میں مذکور نہیں ہے جب کہ سیٹلائٹ ٹاؤن والی مشکوٰۃ صـ ۲۳۶ میں مذکور ہے یہ بھی یاد رہے کہ عبدالرشید انصاری کی اس کتاب کی ۱۴ غیر مقلدین حضرات نے تصحیح کی ہے اس کے علاوہ خود حضرت حکیم صاحب کی تصدیق اس کتاب کے صـ ۵ میں موجود ہے۔

حوالہ نمبر ۲

اسی الرسائل کے صـ ۱۶۹ میں ایک تحریر کے بعد (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۱۵ حواشی مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ) کا حوالہ دیا گیا ہے واقعی یہ حوالہ سیٹلائٹ ٹاؤن والی کے اندر موجود ہے مگر ادارہ اسلامیہ کے صـ ۷۰ میں یہ حوالہ موجود نہیں۔ فلہٰذا راقم الحروف کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے حضرت حکیم صاحب کی اس وضاحت کے بعد اور ادارہ اسلامیہ سلفیہ والی مشکوٰۃ دیکھ لینے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ عبارت مولانا کیلانی مرحوم کی ہے جو مولانا سلفی مرحوم کے فیض یافتہ ہیں اور مولانا خالد گھرجاکھی کی تحریر کے مطابق

مولانا سلفی مرحوم نے مولانا کیلانی مرحوم کے حاشیہ کو بہت ہی پسند فرمایا۔ راقم کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کی خطاؤں کو معاف فرمائے (آمین) حضرت حکیم صاحب نے ہماری گرفت کو درست تسلیم کیا ہے البتہ نسبت کو غلط قرار دیا ہے اب راقم الحروف نے ہدایہ علماء کی عدالت میں حصہ اوّل کے اندر مولانا سلفی کے چند کمالات ذکر کیئے ہیں وہ سب ان کی اپنی ہی عبارتوں سے ہیں جو لاجواب ہیں جن کو حضرت حکیم محمود سمیت کوئی بھی چیلنج نہیں کرسکتا۔

دوسری بات

حضرت حکیم صاحب نے دوسری بات کے تحت جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یوں ہے

(۱) راوی کا نام تک معلوم نہیں۔

(۲) یہ محسوس ہوتا ہے کہ نور الصباح کا مصنّف بھی نہیں معلوم ہوتا ہے کوئی اور ہے۔

(۳) راوی کا نام محمد بن اسحٰق ہے مگر ڈیروی صاحب بار بار محمود بن اسحٰق پر جرح کر رہے ہیں۔

(۴) اپنے مضمون میں عربی عبارت کے اندر تو نام (محمد بن اسحٰق) صحیح نقل کرتا ہے مگر بحث کرتے وقت ہر جگہ محمود بن اسحٰق لکھتا چلا جا رہا ہے۔

الجواب

حضرت حکیم صاحب بے چارے جہل مرکب کا شکار ہیں ہر شق کا ترتیب وار جواب ملاحظہ ہو۔

شق نمبر ۱ کا جواب یہ ہے

کہ ڈیروی صاحب کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے راوی کا نام صحیح یاد ہے راقم الحروف کی تحریر اگر کسی جاہل اور مخبوط الحواس کو سمجھ نہیں آسکی تو وہ اپنی شومئے قسمت

جہالت پر رہے اور ڈیروی صاحب کی خدمت میں ادب سے حاضر ہو کر اس عبارت کا مطلب دریافت کرلے شاید اس طرح وہ علم کی روشنی سے منور ہو سکے۔

ع آدمیت اور شئی ہے علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

شق نمبر ۲ کا جواب

حضرت حکیم صاحب کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ نور الصباح ایک ٹھوس علمی کتاب ہے جس کا مؤلف بہت بڑا علامہ ہے لیکن وہ ڈیروی صاحب نہیں بلکہ کوئی اور ہے حضرت حکیم صاحب کی طرح یہ بدگمانی بعض دوسرے غیر مقلدین حضرات کو بھی تھی ان حضرات کا گمان یہ تھا کہ نور الصباح کے مؤلف حضرت مولانا استاذنا المکرم حضرت شیخ الحدیث محمد سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم ہیں لیکن شاگرد کے نام پر اس کو شائع کر دیا گیا ہے یہ بدگمانی مولانا بشیر الرحمن آف گوجرانوالہ کو بھی تھی جس کی بناء پر مناظرہ گکھڑ منڈی منعقدہ در مسجد توحید گنج ۸ ارجب ۱۴۰۲ھ / ۱۳ / مئی ۱۹۸۲ء پیش آیا تھا جس کے صدر مولانا رفیق راہوالی ضلع گوجرانوالہ تھے اور مولانا بشیر الرحمن صاحب مناظر تھے جب کہ اہلسنت والجماعت کی طرف سے صدر مولانا عبد الحق خاں صاحب بشیر تھے اور مناظر راقم الحروف تھا ایک گھنٹے کے مناظرہ میں مولانا بشیر الرحمن نے ہماری بات کو درست تسلیم کیا تھا جس کی شہادت کیسٹ سن کر دی جا سکتی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس مناظرہ کو ہم شائع بھی کر دیں گے۔ راقم الحروف کے علم کا اندازہ حافظ عبد السلام صاحب بھٹوی سے پوچھیئے جن کو ہم نے ۳۶ صفحات کی تحریر بھیجی تھی جس کا جواب اس سے قیامت تک نہیں ہو سکتا نور الصباح طبع دوم کے مقدمہ میں بھی ہم نے اس کا ذکر کیا تھا مگر اب تک جواب ندارد۔ مولانا سلفی مرحوم کے خصوصی شاگرد مولانا خالد گھرجاکھی صاحب بھی ہمارے جواب سے

عاجز ہو کر صمٌ بکمٌ بنے ہوئے ہیں اور تا قیامت بنے رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ مولانا عطاء اللہ صاحب حنیف اور مولانا محمد صدیق صاحب سرگودھوی تو لاجواب و عاجز ہونے کے بعد اس جہاں سے رخصت بھی ہو گئے ہیں۔ اب ہماری گرفت میں حضرت حکیم صاحب آئے ہوئے ہیں جو اپنے مذہب کی بدنامی کا سبب بنے ہوئے ہیں نیز مولانا سلفی مرحوم کے ایک اور تلمیذ جناب خواجہ حافظ محمد قاسم صاحب بھی بہت بڑے پھنسے ہیں ہدایہ علماء کی عدالت میں جو ہمارے قائم کردہ اعتراضات ہیں۔ ان کا جواب ان کے پاس قطعاً نہیں ہے۔

ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

شق نمبر ۳ کا جواب

جس راوی کا نام محمد بن اسحٰق ہے وہ مشہور دجال و کذاب قدری (تقدیر کا منکر) شیعہ یہودیوں سے روایت لینے والا مدلس ہے جس کی وفات سنہ ۱۵۱ھ میں ہوئی ہے وہ کس طرح امام بخاریؒ کا شاگرد ہو سکتا ہے جب کہ امام بخاریؒ کی پیدائش سنہ ۱۹۴ھ میں ہوئی ہے اور وہ امام بخاریؒ کی پیدائش سے تقریباً ۴۳ سال پہلے فوت ہو چکا ہے اب حضرت حکیم صاحب جیسے انسان نیم ملاّں خطرہ ایمان کو علمی باتوں سے کیا تعلق جس کی نظر پیشاب و پاخانہ کے ٹیسٹ کرنے میں مرکوز ہو اس بے چارے نے بس محمد بن اسحٰق کا نام سنا ہوا ہے۔ پھر حضرت حکیم صاحب تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ ڈیروی صاحب نے اپنے مضمون عربی عبارت میں تو نام محمد بن اسحٰق صحیح نقل کیا ہے مگر بحث کرتے وقت ہر جگہ محمود بن اسحٰق لکھتا چلا جا رہا ہے۔

حضرت حکیم صاحب وہاں محمد بن اسحٰق ہی درست ہے یہ وہی دجال ہے جو آپ کا راہنما ہے مگر اس مقام پر ہماری جرح آپ کے ہم نام محمود پر ہے جو امام بخاریؒ کا شاگرد ہے اور مجہول ہے جس کی نہ وفات معلوم ہے نہ ولادت اور نہ کسی نے

اس کو ثقہ قرار دیا ہے اس محمود نا محمود نے امام بخاریؒ کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اور جزء رفع الیدین اور جزء القراءۃ یہ دو رسالے امام بخاریؒ کے ذمہ لگائے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے نام کے محمود جو فتنہ پرور ہوں ان کے شر سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے آمین۔ حضرت حکیم صاحب جاہل ہونے کے باوجود اپنے آپ کو بڑا عالم سمجھتے ہیں اور اسی کو جہل مرکب کہا جاتا ہے۔

؎ ہر کس کہ نداند و بداند کہ داند
در جہل مرکب ابد الدہر بماند

تیسری بات

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں "مزید بد حواسی ملاحظہ ہو صفحہ نمبر ۳ سطر ۲ میں تحریر کرتا ہے۔ غیر مقلدین کا یہ جھوٹا دعویٰ ہے کہ رفع الیدین نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ ہی ایک صحابیؓ سے ثابت ہے معلوم ہوتا ہے کہ لکھتے وقت حافظ ڈیروی کے حواس ٹھکانے نہ تھے۔

الجواب

حضرت حکیم صاحب راقم الحروف نے اس عبارت کے آگے الرسائل ص۱۹ ص۲۲ و ص۲۱۶ کا حوالہ دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے حواس تو ٹھکانے تھے لیکن قلم سے ایک لفظ رہ گیا ہے اور وہ یوں تھا ترک رفع الیدین۔ آپ کو بھی معلوم ہے کہ ترک کا لفظ رہ گیا ہے۔

چوتھی بات

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں "پھر اسی صفحہ کی سطر ۲۱ پر تحریر کیا ہے۔

(چنانچہ جزء رفع الیدین مترجم ص۵۴ میں ہے کسی ایک صحابیؓ سے ثابت نہیں ہے کہ رسول (بے ادبی ملاحظہ ہو) نے رفع الیدین نہ کی ہو۔

الجواب

حضرت حکیم صاحب! جناب کے ہوش و حواس ختم ہو گئے ہیں یہ عبارت میری نہیں ہے جس پر آپ بے ادبی کا فتویٰ لگا رہے ہیں یہ جزء رفع الیدین (جو امام بخاریؒ کی طرف منسوب ہے جس کو آپ کے ہمنام محمود نامسعود نے امام بخاریؒ کے ذمہ لگایا ہے) کی عبارت کا اردو ترجمہ ہے اور مترجم مولوی محمد صدیق سرگودھوی غیر مقلد ہیں۔ جزء رفع الیدین مترجم ص۵۴ کا راقم نے حوالہ دیا ہے مگر آپ اتنے مخبوط الحواس ہو گئے ہیں کچھ پتہ ہی نہیں لگتا پھر عبارت یوں تھی۔ ''کہ کسی صحابیؓ سے ثابت نہیں ہے کہ اس نے رفع یدین نہ کی ہو۔ حضرت حکیم صاحب نے مخبوط الحواسی کی وجہ سے لفظ اس کو رسول سمجھ کر بے ادبی کا فتویٰ لگا دیا ماشاءاللہ فتویٰ بازی میں تمہارا نمبر ہے۔

پانچویں بات

حضرت حکیم صاحب نے ہمارے تعارض والے اعتراض کا کوئی دفعیہ تو نہیں کیا البتہ تعجب کا اظہار کیا ہے کہ پتہ نہیں انہوں نے کس طرح صغریٰ کبریٰ بنایا اور کیسے نتیجہ نکالا۔ حضرت حکیم صاحب یہ بات آپ اہل علم سے پوچھیں اور ان کے دستخطوں سے آپ تحریر روانہ کریں آپ کو یہ علمی باتیں کہاں سمجھ آسکتی ہیں۔

چھٹی بات

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں۔ محمد بن اسحٰق پر جرح سخت الفاظ میں اس

بلیے کی گئی ہے کہ اس نے امام بخاریؒ سے یہ الفاظ نقل کیئے ہیں (کہ کسی صحابیؓ سے بھی ترک رفع الیدین ثابت نہیں)

الجواب

حضرت حکیم صاحب راقم الحروف نے ان صفحات میں جن کا آپ جواب لکھ رہے ہیں. محمد بن اسحٰق پر کوئی جرح نہیں کی اور محمد بن اسحٰق جو امام بخاریؒ کی پیدائش سے تینتالیس ۴۳ سال پہلے فوت ہو چکا تھا وہ کس طرح امام بخاریؒ سے یہ بات نقل کر رہا ہے۔

یہ ہیں حضرت حکیم صاحب جن کو حکیم الامت لکھا جاتا ہے دیکھئے ٹائیٹل وحدت الامت (رسالہ مرتبہ حضرت حکیم صاحب)

ع چہ خوش گفت سعدی در زرادی

ساتویں بات

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں، احناف محمد بن اسحٰق کو ثقہ مانتے ہیں علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری میں شیخ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں اور انور شاہؒ صاحب نے العرف الشذی میں اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے سعایہ میں محمد بن اسحٰق کو ثقہ کہا ہے۔ حافظ صاحب کو چاہیے کہ ہمیں صلواتیں سنانے کے بجائے اپنے گھر کی خبر لیں۔

الجواب

حضرت حکیم صاحب دھوکہ دینا اچھی بات نہیں ہے آپ کی بات سے معلوم ہوتا ہے تمام احناف محمد بن اسحٰق کو ثقہ مانتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے علامہ عینیؒ حدیث قلتین کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

واكثر طرقه عن محمد بن اسحاق بن يسار قال ابو زرعة ليس يمكن ان يقضى له وكذبه مالك وغيره (عینی شرح ھدایہ ص۲۰۳ ج۱ کتاب الطہارۃ)

اور اکثر طرق اس حدیث کے محمد بن اسحٰق سے مروی ہیں محدث ابو زرعہؒ نے فرمایا کہ ناممکن بات ہے کہ محمد بن اسحٰق کی روایت پر فیصلہ دیا جائے اور امام مالکؒ وغیرہ نے اس کو جھوٹا قرار دیا ہے

اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ علامہ عینیؒ کے قول کو جو البنایہ شرح ہدایہ میں ہے اور حضرت عبادہؓ کی حدیث کے تحت مذکور ہے اس طرح نقل کرتے ہیں:

محمد بن اسحٰق بن يسار وهو مدلس قال النووی ليس فيه الا التدليس والمدلس اذا قال عن فلان لا يحتج بحديثه عن جميع المحدثين مع انه قد كذبه مالك وضعفه احمد وقال ابو زرعة الرازی لا يقضى له بشیء۔ (امام الکلام ص۲۷۲ تا ص۲۷۳)

محمد بن اسحٰق مدلس ہے امام نوویؒ فرماتے ہیں اس میں صرف تدلیس والا عیب ہے اور مدلس جب عَن سے روایت کرے تو اس کی روایت تمام محدثین کے ہاں قابل قبول نہیں بے شک امام مالکؒ ابن اسحٰق کو جھوٹا شمار کرتے ہیں امام احمدؒ ضعیف قرار دیتے ہیں اور محدث ابوزرعہ الرازیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی کسی روایت پر فیصلہ نہیں دیا جا سکتا۔

اگر علامہ عینیؒ نے محمد بن اسحٰق کی توثیق کسی مقام پر کردی ہے تو یہ عبارات

ان کے رجوع پر دلالت کرتی ہیں یا ابن اسحٰق کی وہ روایت جو صحیح حدیثوں کے خلاف نہ ہو بلکہ موافق ہو تو اس روایت میں وہ ثقہ ہے مطلقاً ثقہ نہیں ہے نیز علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری میں قراءۃ خلف الامام کے مسئلہ میں ابن اسحٰق پر جرح کی ہے۔

(۲) علامہ ماردینیؒ فرماتے ہیں:

والکلام فی ابن اسحٰق معروف (الجوھر النقی مع البیھقی ص۱۲۴ ج۲)	اور محمد بن اسحٰق میں محدثین کرامؒ کی جرح مشہور ہے۔

(۳) علامہ زیلعیؒ نے بھی محدثین کرامؒ سے مختلف مقامات میں ابن اسحٰق پر جرح نقل کی ہے مثلاً نصب الرایہ ص۲۵۰ ج۲ وص۲۵۸ ج۲)

(۴) امام طحاویؒ بھی باب الوضوء لمس الفرج میں ابن اسحٰق کی حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ابن اسحٰق کی حدیث کو تم خود حجت نہیں مانتے فلہذا یہ حدیث منکر (ضعیف) اور غلط ہے دیکھئے (طحاوی ص۵۶)

(۵) حافظ ابن ہمامؒ کے ہاں گرچہ محمد بن اسحٰق ثقہ ہے مگر اس کی مضطرب روایت حافظ ابن ہمامؒ کے ہاں بھی ضعیف ہے چنانچہ حدیث قلتین کے بارے میں جس کی سند میں محمد بن اسحٰق ہے فرماتے ہیں:

وھذا الاضطراب یوجب الضعف وان وثقت الرجال (فتح القدیر ص۷۶ ج۱ کوئٹہ)	اور یہ اضطراب حدیث کو ضعیف بنا دیتا ہے گرچہ راویوں کی توثیق کی گئی ہے۔

اس طرح فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں محمد بن اسحٰق کی روایت میں اضطراب ہے اس لئے وہ روایت بھی حافظ ابن ہمامؒ کے ہاں ضعیف شمار ہوگی (فللہ الحمد)

(۶) حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے ایضاح الادلہ ص۲۴۳ تا ص۲۴۵ میں

محمد بن اسحٰق پر جرح محدثین کرامؒ سے نقل کر کے اس کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا ہے نہایت احسن انداز سے جو قابل دید ہے۔

علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ نے گرچہ اس کو حسن قسم کے راویوں سے شمار کیا ہے مگر وہ بھی علی الاطلاق نہیں جیسا کہ العرف الشذی سے معلوم ہوتا ہے۔ البتہ غیر مقلدین حضرات کے شیخ الکل مولانا نذیر حسن دہلوی مرحوم کے پوشیدہ یار غار مولانا عبدالحی لکھنویؒ کے نزدیک محمد بن اسحٰق حجت ہے اور قابل اعتماد ہے اس لکھنوی نوجوان کی فقہ حنفی اور احناف پر شفقتیں بے شمار ہیں کچھ کا تذکرہ راقم الحروف نے ہدایہ علماء کی عدالت میں حصہ اول کے اندر بیان کر دیا ہے اور کچھ کا تذکرہ اسی کتاب میں آپ حضرات ملاحظہ کریں گے اور کچھ شفقتوں کا تذکرہ ہدایہ علماء کی عدالت میں حصہ دوم میں کر دیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور محمد بن اسحٰق کا شیعہ ہونا راقم الحروف نے ہدایہ علماء کی عدالت میں حصہ اول ص۱۷۳ تا ص۱۷۵ میں ذکر کر دیا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ و امام بیہقیؒ محمد بن اسحٰق کی اس روایت کو جس میں اس نے ثقہ راویوں کی مخالفت کی ہو ضعیف قرار دیتے ہیں گرچہ اس نے تحدیث سے روایت کی ہو دیکھئے ہدایہ علماء کی عدالت میں ص۱۷۱ و ص۱۷۲۔

قاضی شوکانی غیر مقلد بھی محمد بن اسحٰق کو حجۃ نہیں مانتے دیکھئے نیل الاوطار ج۱ ص۳۴۲ و ج۵ ص۱۱۔

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد فرماتے ہیں۔ و محمد بن اسحٰق حجت نیست (دلیل الطالب ص۲۲۹) بچے کے گلے میں تعویذ لٹکانے والی روایت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وفی اسنادہٖ محمد بن اسحٰق وفیہ مقال معروف	اس کی سند میں محمد بن اسحٰق راوی ہے جس میں محدثین کی

جرح مشہور ہے۔ (تنزل الابرار ص۱۵۲)

نیز ایک روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں قابل حجت ہیں سوا ابن اسحٰق کے	رجالہ ثقات محتج بھم الا ابن اسحٰق۔ (نزل الابرار ص۲۰۵)

مولانا فیض عالم صدیقی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ محمد بن اسحٰق جس کے متعلق امام مالکؒ کا قول ہے کہ وہ ثقہ اور معتبر نہیں۔ امام بخاری نے اس سے کوئی روایت نہیں لی۔ علی المدائنی اسے ضعیف الروایت کہتے ہیں۔ ابو حاتم کے نزدیک وہ غیر مستند تھا۔ اور نسائی اُسے ضعیف کہتے تھے (اختلاف امت کا المیہ تیسرا ایڈیشن ص۱۲۷)

مولانا محمد اعظم صاحب مدرس جامعہ اسلامیہ اہلحدیث گوجرانوالہ لکھتے ہیں۔

اس روایت میں تیسرا راوی محمد بن اسحٰق ضعیف ہے۔ قَالَ یَحْیٰی بْنُ الْقَطَّانِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْحٰقَ کَذَّابٌ قَالَ مَالِكٌ دَجَّالٌ مِنَ الدَّجَاجِلَةِ محمد بن اسحٰق جھوٹا اور دجال ہے (میزان الاعتدال ص۲/۱۷ تہذیب التہذیب ص۹/۴۴ ج)

(تعزیہ و ماتم اور واقعہ کربلا ص۳۰) مولانا سلفی مرحوم کے شاگرد خواجہ محمد قاسم صاحب ایک روایت کے جواب میں لکھتے ہیں۔ مگر یہ روایت حنفیہ کے کام کی نہیں کیونکہ اس میں محمد بن اسحٰق ہے (حی علی الصلوٰۃ ص۱۹۲)

حضرت حکیم محمود صاحب کو چاہیے کہ ہمیں صلواتیں سنانے کے بجائے اپنے گھر کی خبر لیں ؎

دوسروں پر طعن کرتے ہو اپنے گھر کی خبر نہیں
تم سا احمق تو دنیا میں کوئی بشر نہیں

آٹھویں بات

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں احناف اپنے مذہب کے موافق مسائل میں محمد بن اسحٰق کی احادیث سے استشہاد کرتے ہیں۔

الجواب

اس کے متعلق وضاحت ہو چکی ہے کہ محمد بن اسحٰق کی کوئی روایت قابل حجت نہیں جب کہ وہ صحیح وثقہ راویوں کے خلاف ہو۔ چوری کے نصاب کے بارے میں جس میں قطع ید ہوتا ہے اس میں ہمارے مسلک کا دارومدار محمد بن اسحٰق۔ کی روایت پر نہیں وہ بطور تائید کے پیش کی جا سکتی ہے اس کا مفصل جواب احسن الکلام ص۸۸ ج۲ تا ص۹۱ طبع سوم میں موجود ہے اور تعجیل مغرب میں احناف حضرات کا جمہور اہلِ اسلام سے کوئی اختلاف نہیں اور اسی طرح ناقوس بجانے کا حکم بھی کسی اختلافی مسئلہ سے تعلق نہیں رکھتا یہ ایک تاریخی بات ہے فلہذا حضرت حکیم صاحب کا چیں بجبیں ہونا بے فائدہ ہے عورتوں کی طرح طعنہ دینے میں حکیم صاحب مہارت رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ناقوس کی روا
صحیح بخاری ص۸۵ ج۱ میں مروی ہے

نویں بات

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں۔ حافظ صاحب نے چلتے چلتے اپنے دل کو تسلی دینے کے لیے یہ بھی کہا کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث محفوظ ہے حالانکہ عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت نہیں ترمذی مع تحفہ ص۲۲۰ ج۱ اسی طرح امام بیہقیؒ، امام ابوداؤدؒ۔ امام احمدؒ اور ان کے شیخ یحییٰؒ، امام بخاریؒ ابن ابی حاتمؒ۔ امام ابن حبانؒ سب اس کو ضعیف اور غیر ثابت شدہ کہتے ہیں۔

الجواب

امام بیہقیؒ نے عبداللہ بن مبارکؒ سے جرح نقل کی ہے لیکن خود ضعیف قرار نہیں دیا یہ خالص حضرت حکیم صاحب کا جھوٹ ہے حضرت حکیم صاحب چونکہ نیم ملاں خطرۂ ایمان کا مصداق ہیں اس لیے وہ اصل عربی کتابوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے تو اردو کے رسائل سے حوالے نقل کر کے تصنیف کا شوق پورا فرماتے رہتے ہیں اس لیے اس مقام پر انہوں نے شاید مولانا نور حسین گھرجاکھی غیر مقلد آف گوجرانوالہ کی اندھی تقلید کی ہے کیونکہ وہ لکھتے ہیں۔ امام بیہقی فرماتے ہیں لم یثبت عندی حدیث ابن مسعود (سنن کبری ص۷۹ ج۲) قرۃ العینین ص۹۲ ناشر ان نور سنز گوجرانوالہ۔ اور اس رسالہ کو ادارہ احیاء السنۃ گوجرانوالہ نے بھی شائع کیا ہے اس کا ص۹۰ ہے۔ سنن کبری بیہقی کے اس صفحہ میں یہ الفاظ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے مروی ہیں بیہقیؒ صرف ناقل ہیں۔ البتہ مرعاۃ المفاتیح ص۲۲۳ ج۱ میں بھی نور حسین صاحب گھرجاکھی کی طرح غلط نقل کیا گیا ہے! ابن ابی حاتم نے بھی کوئی جرح نہیں کی وہ بھی اپنے باپ ابو حاتمؒ سے ناقل ہیں۔ اس میں بھی حضرت حکیم صاحب نے اندھی تقلید کی ہے چنانچہ قرۃ العینین صفحہ مذکور میں ہے ابن ابی حاتم فرماتے ہیں الخ باقی سب حضرات کی جرح کا جواب شمس الضحیٰ کے جواب میں مفصل بیان ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ

دسویں بات

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں اور سب سے بہتر جواب صاحب نصب الرایہ زیلعیؒ ص۴۰۹ ج۱ نے امام ابو بکر احمد بن اسحٰق المحدث الفقیہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں رفع الیدین کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلفائے راشدینؓ پھر صحابہؓ و تابعینؒ سے صحیح طور پر ثابت ہے اور عبداللہ بن مسعودؓ کا اس کو بھول جانا کچھ تعجب

کی بات نہیں۔

الجواب

حضرت حکیم صاحب کے نزدیک صحابہ کرامؓ پر بہتان لگانا اور غلط بیانی کرنا بہترین جواب ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

خلفاء راشدینؓ سے رفع یدین کرنا رکوع کے وقت ہرگز ثابت نہیں یہ ابوبکر شافعی المسلک کا خلفاء راشدینؓ پر بہتان ہے۔ علامہ نیموئیؒ لکھتے ہیں۔

واما الخلفاء الاربعۃ فلم یثبت عنھم رفع الایدی غیر تکبیرۃ الاحرام واللہ اعلم (آثار السنن صفحہ ۱۰۹/۱)

اور خلفاء اربعہ راشدینؓ سے تکبیرہ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین ثابت نہیں۔ واللہ اعلم۔

فلہذا حضرت حکیم صاحب کے ذمہ لازم ہے کہ وہ ہر خلیفہ راشدؓ سے صحیح سند کے ساتھ رفع یدین عند الرکوع ثابت کرے ورنہ یہ فرما دے کہ غیر مقلد جھوٹے دعوے کرتے ہیں اور میں صحیح سند سے خلفاء راشدینؓ سے رفع یدین ثابت نہیں کرسکتا البتہ ان کے جھوٹ کا مقلد ہوں۔ پھر حضرت ابن مسعودؓ ترک رفع یدین کرنے میں اکیلے نہیں جیسا کہ ابوبکر شافعی نے غلط بیانی کی ہے۔ اور حضرت حکیم صاحب نے اس شافعی مقلد کو اپنا امام بنا کر اندھی تقلید کی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ پر بہتان عظیم

حضرت حکیم صاحب ابوبکر فقیہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ۱۔ کیونکہ عبداللہ بن مسعودؓ قرآن میں معوذتین کا ہونا بھول گئے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

الجواب

حضرت حکیم کے نزدیک یہ سب سے بہتر جواب ہے کیونکہ اس میں رافضیت کی بُو آرہی ہے اور غیر مقلدین حضرات چونکہ نکلے ہی رافضیوں سے ہیں اس لیے یہ جواب ان کو سب سے زیادہ بہتر نظر آتا ہے۔ اب سوال طلب یہ بات ہے کہ آیا قرآن مجید پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہو چکا ہے یا نہیں۔ اگر اجماع ہو چکا ہے تو معوذتین بھی اس میں داخل ہے فلہذا یہ حضرت ابن مسعودؓ پر جھوٹا الزام ہوگا اور محدثین کرامؒ نے بھی اس کو من گھڑت بات اور جھوٹ کہا ہے دیکھئے نور الصباح ص۱۳۳ تا ص۱۳۵ اور اگر قرآن مجید پر اجماع نہیں ہوا تو پھر قرآن مجید کی قطعیت ثابت نہ ہوئی اور یہی کچھ رافضی کہتے ہیں۔ اگر تیسری صورت یہ نکالی جائے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سوا مُعوّذتینؔ (یعنی قرآن مجید کی دو آخری سورتیں) کے قرآن ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور معوذتین کا قرآن میں سے ہونا قطعی ہے تو پھر اس کے منکر پر فتویٰ لگے گا یا نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ فتویٰ لگے گا تو پھر معاذ اللہ حضرت ابن مسعودؓ پر بھی فتویٰ لگے گا پس رافضی اور غیر مقلد اس فتویٰ سے تو خوش ہو سکتے ہیں لیکن کوئی مسلمان بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر یہ فتویٰ لاگو نہیں کر سکتا کیونکہ ان کو یقین ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ معوذتین کو قرآن میں سے مانتے تھے اس کی بحث نور الصباح میں موجود ہے۔ اگر یوں کہا جائے کہ حضرت ابن مسعودؓ پر معوذتین کے انکار کی وجہ سے فتویٰ نہیں لگے گا لیکن کوئی اور انکار کرے تو فتویٰ لگے گا تو یہ اصول غلط ہے کیونکہ قطعیات کا ماننا سب کے لیے ضروری ہے کوئی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مَنْ کَفَرَ بِحَرْفٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَقَدْ کَفَرَ بِہٖ اَجْمَعَ الخ — جس شخص نے قرآن مجید کے ایک حرف کا انکار کیا پس وہ

ابن حزم ص۴۹ کتاب الایمان)　　　سب قرآن کا منکر ہوا۔

اب حضرت حکیم صاحب فرمائیں گے ابوبکر الفقیہ مقلد (اور مقلد غیر مقلدین حضرات کے ہاں مشرک ہوتا ہے) کی بات ماننا ضروری ہے گو قرآن مجید کی توہین ہو جائے یا صحابی جلیل القدر کی توہین ہو جائے کوئی حرج نہیں ہے یہ سب سے بہترین جواب ہے۔ کیونکہ رافضی اس جواب سے خوش ہوگا اب حکیم صاحب ڈیروی صاحب پر بڑے غصہ ہوں گے کہ دیکھو ابوبکر فقیہ کی ڈیروی صاحب نے توہین کر دی ہے لیکن آگے تقیہ کر کے حکیم صاحب یہ نہیں بتائیں گے کہ اصل بات کیا ہے۔ اور غیر مقلدین حضرات کے مذہب کے مجدد (دیکھئے مشکوٰۃ مترجم مولانا سلفی ص۱۰۰) نواب صدیق حسن خان بھی اس مقام میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو حقارت آمیز الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

والصحابی بشر و لیس قولہ　　　اور صحابی انسان ہی ہے اور

حجۃ (نزل الابرار ص۲۴۲)　　　اس کی بات حجت نہیں۔

کافر بھی یہی کہا کرتے تھے کہ نبی انسان ہی ہے اس کی بات حجت نہیں ہے (معاذ اللہ) اور مشہور غیر مقلد مرزا قادیانی (دیکھئے تحریک آزادی فکر مولانا سلفی ص۱۸۸) ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

حق بات یہ ہے کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا نبی اور رسول تو نہیں تھا اس نے جوش میں اگر غلطی کھائی تو کیا اس کی بات کو اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی میں داخل کیا جائے صحابہ کے مشاجرات اور اختلافات پر نظر ڈالو جن کی بعض اوقات سیف و سنان تک نوبت پہنچ گئی تھی حضرت معاویہ بھی تو صحابی ہی تھے جنہوں نے خطاء پر جم کر ہزاروں آدمیوں کے خون کرائے اگر ابن مسعود نے خطاء کی تو کون سا غضب آگیا (ازالہ اوہام ص۲۴۶ نسخی کلاں) ایک فرعی مسئلے کے پیچھے حضرت

حکیم صاحب نے قرآن پاک اور جلیل القدر صحابی کی توہین شروع کردی ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) حضرت حکیم صاحب کے والد محترم نے بھی یہ بہتان حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر باندھا ہے جس کا جواب راقم الحروف نے ہدایہ علماء کی عدالت میں حصہ اول کے صفحہ ۹۰ میں ذکر کردیا ہے۔ خدا تعالیٰ دشمنان صحابہؓ کے شر سے بچائے آمین۔

دوسرا الزام

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں ص۲۷ اس طرح نماز میں تطبیق کا منسوخ ہونا عبد اللہ بن مسعودؓ بھول گئے جس پر سب علمائے کرام کا اتفاق ہے۔

الجواب

تطبیق چونکہ ایک بار منسوخ ہوئی پھر دوبارہ اس کے کرنے کا حکم ہوا پھر دوبارہ منسوخ ہوئی اس لیے اگر اس کا علم حضرت ابن مسعودؓ کو نہیں ہوسکا تو یہ بات ممکن ہے لیکن رفع یدین کو اس پر قیاس کرنا درست نہیں اس لیے کہ رفع یدین کرنا نظر آتا ہے مگر تطبیق پیچھے والے کو نظر نہیں آتی اس کے علاوہ حضرت ابن مسعودؓ گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا بھی پسند فرماتے تھے۔ دیکھئے ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۵۱ ج ۱ حضرت علیؓ سے بھی تطبیق کی اجازت منقول ہے (ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۴۵ ج ۱) مزید تفصیل نور الصباح و ہدایہ علماء کی عدالت میں صفحہ ۴۹ پر دیکھیں فلہذا تمام علماء کا تطبیق کے منسوخ ہونے پر اجماع نہ ہوا۔

تیسرا الزام

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں پھر عبد اللہ بن مسعودؓ بھول گئے کہ دو شخص امام کے پیچھے کس طرح کھڑے ہوں۔

الجواب

اس کے کئی جوابات راقم الحروف نے نور الصباح ص۱۴۴ تا ص۱۴۵ میں ذکر کر دیئے ہیں حضرت ابن مسعودؓ بھولے نہیں ہیں ۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں :

وقد روی الطحاوی من	اور بے شک امام طحاویؒ نے حضرت
حدیث ابن سیرین	محمد بن سیرینؒ سے نقل کیا ہے کہ
قال لا اری ابن مسعود	انہوں نے فرمایا میں نہیں خیال کرتا
فعل هذا الا لضیق المسجد	ابن مسعودؓ کے بارے میں مگر یہ کہ
او لعذر آخر۔	سجدہ گاہ تنگ تھی یا کسی اور عذر
(الدرایہ ص۱۷۰ ج۱)	کی بنا پر ایسا کیا ہوگا ۔
۲۔ عن عمرو بن یعلی الثقفی	حضرت عمرو بن یعلی الثقفیؓ سے
قال حضرت صلوٰة	روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا
فریضة ونحن مع نبینا صلی	کہ فرض نماز کا وقت ہو گیا اور
الله علیه وسلم علی طائفنا	ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
هذا فامنا نبینا لا نتقدمنا	ساتھ طائف کے اس مقام پر
قلت لابی سهیل ما دعاه	تھے پس ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ
الی ذالك قال	وسلم ہمارے امام بنے لیکن آگے
كان المكان ضیقاً	کھڑے نہ ہوئے (اعلی بن عبدالاعلی
	کہتے ہیں) میں نے ابو سہیلؒ سے
(تاریخ بغداد ص۲۸۰ ج۶)	پوچھا اس کی کیا وجہ تھی تو انہوں
	نے فرمایا مکان تنگ تھا۔

پس ثابت ہوا کہ حضرت ابن مسعودؓ پر یہ الزام بھی جھوٹا ہے لا مذہب لوگ

ایسے اعتراضوں کو جلد قبول کرتے ہیں

تیری رنجش کھلی طرزِ بیان سے
نہ تھی دل میں تو کیوں نکلی زبان سے

چوتھا الزام

حضرت حکیم صاحب فرماتے ہیں ۲ عبداللہ بن مسعودؓ بھول گئے کہ حضرتؐ نے صبح کی نماز یوم نحر کو اول وقت پڑھی۔

الجواب

حضرت ابن مسعودؓ نہیں بھولے بلکہ معترض کی غلطی ہے۔ اس کو شاید حضرت ابن مسعودؓ کی اس حدیث سے دھوکہ لگا ہے۔

وَصَلَّى الْفَجْرَ قَبْلَ مِيقَاتِهَا (بخاری ص ۲۲۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز وقت سے پہلے پڑھی۔ حالانکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ وقت جو ہمیشہ سے آپ کا معمول تھا اس سے پہلے پڑھی یعنی صبح صادق کے ہو جانے کے بعد فوراً پڑھی چنانچہ اس کے بعد متصل حدیث میں حضرت ابن مسعودؓ سے اس کی وضاحت موجود ہے ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ پھر حضرت ابن مسعودؓ نے صبح کی نماز طلوع فجر کے بعد پڑھی۔ اور پھر ابن مسعودؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا وَصَلٰوةُ الْفَجْرِ هٰذِهِ السَّاعَةَ (بخاری ص ۲۲۸ ج ۱ و ص ۲۲۷ ج ۱) اور صبح کی نماز کا یہی وقت ہے۔ اب حضرت حکیم صاحب کا یہ سب سے بہترین جواب ہے جو خالص بہتان ہے وہ بھی جلیل القدر بدری صحابیؓ پر (العوذ باللہ من ذالک)

اب حضرت حکیم صاحب کو حضرت ابن مسعودؓ پر کئے گئے اعتراضات کے جھوٹ ثابت ہونے کی وجہ سے بڑا دکھ درنج ہوگا اور غالی مقلد شافعی المسلک

کی اندھی تقلید چھوڑنا بھی حکیم صاحب کے لیے ناگوار گذرے گا۔ اور الٹا حکیم صاحب ڈیروی صاحب پر ناراض ہوں گے کہ دیکھو ابو بکر الفقیہ المحدث کی بات کو ٹھکرادیا ہے تو حدیث کے ذخیرہ کا کیا اعتبار رہ جائے گا۔ صحابہؓ پر الزامات لگاتے رہو۔ بہتان قبول کرلو تاکہ حکیم صاحب کا سب سے بہترین جواب خراب نہ ہو جائے۔

(لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

؎ اچھے وہی ہیں آج جو سوتے ہیں زیر گل
افسوس ہے انہیں کے ہزاروں گلے ہوئے

پانچواں الزام

عبداللہ بن مسعودؓ بھول گئے کہ آنحضرت ﷺ عرفات میں کس طرح جمع ہوئے۔

الجواب

حضرت حکیم صاحب بے چارے چونکہ جاہل ہیں اس لئے وہ عربی عبارت کا ترجمہ صحیح نہیں کرسکے۔ صحیح ترجمہ اس اعتراض کا ملاحظہ ہو۔

عرفہ کے مقام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمع بین الصلوتین کرنے کا طریقہ حضرت ابن مسعودؓ بھول گئے۔ یعنی ابن مسعودؓ پر یہ بات پوشیدہ رہی چنانچہ غربا اہلحدیث کراچی کے عبدالغفار سلفی اپنے رسالہ رفع الیدین کے ص ۶۲ میں اس عبارت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ اور عرفہ میں جمع بین الصلوتین کا مسئلہ بھی ان پر پوشیدہ رہا۔

یہ تو صحیح ترجمہ کا بیان تھا اب اصل الزام کا جواب ملاحظہ ہو۔ یہ بھی خالص بہتان ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کو اس کا بھی علم تھا چنانچہ نسائی ص ۴۷ ج ۲ میں ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کَانَ — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نماز اپنے وقت پر پڑھتے
یُصَلِّی الصَّلٰوۃَ لِوَقْتِھَا اِلَّا بِجَمْعٍ تھے مگر مزدلفہ اور عرفات
وَعَرَفَاتٍ۔ میں۔

حضرت حکیم صاحب نے ابو بکر الفقیہ المحدث بے نظیر محدث تلاش کیا ہے جس کو حدیثوں کا کوئی علم ہی نہیں اور حضرت ابن مسعودؓ کے متعلق محض بہتان بازی سے کام چلایا ہے اور حضرت حکیم صاحب اندھی تقلید کر رہے ہیں۔

ے ستم گر تجھ سے اُمید کرم ہو گی جنہیں ہو گی
ہمیں تو دیکھنا ہے کہ تو ظالم کہاں تک ہے

چھٹا الزام

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں علے عبد اللہ بن مسعودؓ سجدے میں زمین ہاتھ رکھنے کی روایت بھول گئے جس میں اختلاف نہیں۔

الجواب

حضرت حکیم صاحب پیشاب و پاخانہ کے ٹیسٹ کرنے کے خیال میں لگے تو ان سے کوئی لفظ لکھنے میں رہ گیا ہے یا جہالت کا زور ہے کہ عربی عبارت کا ترجمہ صحیح طور پر نہیں لکھ سکے اصل اعتراض والی عربی عبارت کا صحیح ترجمہ یہ ہے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سجدہ میں کہنی اور بازو کے زمین پر رکھنے کے بارے میں بھول گئے ہیں جس میں علماء کا اختلاف نہیں۔ اس اعتراض کا مقصد یہ ہے کہ سجدہ میں صرف ہاتھ زمین پر رکھے جاتے ہیں بازو اور کہنیاں اوپر کو اٹھائی جاتی ہیں لیکن ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ بازو اور کہنیاں بھی سجدہ میں زمین پر رکھی جائیں۔ لیکن معترض نے حضرت ابن مسعودؓ کے اس فرمان کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ البتہ علامہ ماردینیؒ نے ایک روایت کی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ روایت ابن ابی شیبہ

ص ۲۵۹ ج ۱ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے۔

قال عبد اللہ هیئت عظام ابن آدم لسجود فاسجد واحتی بالمرافق۔	حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انسان کی ہڈیاں سجدہ کرنے کے لیے بنائی گئی ہے پس تم سجدہ کرو حتیٰ کہ کہنیوں سمیت

اس روایت کو ابن ابی شیبہؒ نے مَنْ رَخَّصَ اَنْ یَّعْتَمِدَ بِمِرْفَقَیْہِ (جس نے کہنیوں پر ٹیک لگانے کی اجازت دی ہے) کے تحت درج کیا ہے اور ابوذرؓ محمد بن سیرینؒ ابن عمرؓ قیس بن سکنؒ کے اقوال اور ایک مرسل حدیث اس کے تحت ذکر فرمائی ہے لیکن ابن مسعودؓ کی اس روایت سے وہ بات نہیں نکلتی جو ابن ابی شیبہؒ نے سمجھی ہے انہوں باء بالمرافق میں اتصال کے لیے سمجھی ہے اس لیے راقم الحروف نے بھی ان کے ذہن کے مطابق ترجمہ کر دیا ہے ورنہ صحیح بات یوں ہے کہ بالمرافق کے اندر باء استعانت کے لیے ہے ابن مسعودؓ کی دوسری روایت جو اس عنوان مذکور کے تحت درج ہے یوں ہے۔

قال عبد اللہ اذا سجدتہ فاسجد واحتی بالمرافق یعنی یستعین بہ	حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو پس سجدہ کرو حتیٰ کہ کہنیوں کے ساتھ حضرت ابن مسعودؓ کی مراد یہ ہے کہ کہنیوں کی مدد سے
(ابن ابی شیبہ)	

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کہنیوں کو پیٹ اور رانوں سے دور رکھا جائے تاکہ جسم کا بوجھ بازوں اور کہنیوں پر بھی خوب آئے پس اس طرح ابن مسعودؓ کی روایت جمہور علماءؒ کے موافق ہے خلاف نہیں اگر بالفرض معترض والا مطلب

بھی مان لیا جائے تو معترض کا یہ کہنا کہ اس میں علماء کرامؒ کا اختلاف نہیں درست نہ ہوا بلکہ ابن عمرؓ کی دو روایتیں موجود ہیں ایک فعلی اور دوسری قولی اور دوسرے اکابر علماء کا اختلاف بھی موجود ہے جیسا کہ ان کے نام اوپر ذکر ہو چکے ہیں۔ پھر ابن عمرؓ کی روایت رفع یدین والی بھی معترض کے ہاں قابل اعتماد نہ ہوگی کیونکہ وہ معترض کے خیال کے مطابق وہ یہاں بھول گئے ہیں فلہذا رفع یدین کی روایت میں بھول جانا بھی باعث تعجب نہ ہوگا یہ عجیب گندہ ذہن ہے کہ اگر کوئی بھول جائے تو اس کی باقی باتوں کا اعتبار بھی ختم ہو جاتا ہے۔ ہمارے ابا حضرت آدم علیہ السلام بھول گئے تھے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کئی دفعہ نماز میں بھولے ہیں۔ یہ معترض تو بہتان بازی کے مرتکب ہونے کا مجرم ہے فلہذا اس کے تمام الزامات غلط ہیں۔

ع میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

ساتواں الزام

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ۔ عبداللہ بن مسعودؓ بھول گئے کہ رسول خدا نے آیت وما خلق الذکر والانثی کس طرح پڑھی۔ جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اتنے مسئلے بھول گئے ہیں تو ترک رفع یدین میں ان پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے اور متواتر احادیث کی کیسے مخالفت کی جا سکتی ہے۔

محمود عفی عنہ ۲۴/۴/۸۹

الجواب

حضرت ابن مسعودؓ پر یہ بھی جھوٹا الزام ہے اس کو بھول کہنا درست نہیں۔ اس آیت کو حضرت ابن مسعودؓ والذکر والانثی پڑھا کرتے تھے اور یہ ان کی وہ

قراءۃ ہے جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے سنی تھی فلہذا اختلاف قراءۃ کو بھول پر محمول کرنا سخت ترین غلطی ہے حضرت ابو الدرداءؓ کی قراءۃ بھی یہی ہے (صحیح بخاری) کے متعدد صفحات میں اس کا ذکر ہے دیکھئے نور الصباح حصہ اول صـ ۱۴۱) و مسند احمد صـ ۴۴۹ ج ۶ وصـ ۴۵۱ و ترمذی صـ ۱۲۲ ج ۲ ابواب القراءات) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی بھی یہی قراءۃ تھی (تفسیر در منثور صـ ۲۵۸ ج ۶) حضرت علیؓ کی بھی یہی قراءۃ تھی (الجوہر النقی مع البیہقی صـ ۸۲ ج ۲) فلہذا یہ قراءۃ متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے اس پر اعتراض کرنا سخت جرم ہے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ لَوْ كُنْتُ قَرَأْتُ قِرَاءَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ لَمْ أَحْتَجْ أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْقُرْآنِ مِمَّا سَأَلْتُ.	حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں اگر میں نے قرآن مجید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءۃ پر پڑھا ہوتا تو بہت سی باتیں جو میں نے ابن عباسؓ سے پوچھی تھیں قرآن کی تفسیر کے بارے میں تو ان کے پوچھنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔
(ترمذی صـ ۱۲۴ ج ۲)	

حضرت عمرؓ نے ہشامؓ بن حکیم بن حزام سے سورۃ الفرقان کی قراءۃ سنی تو اس کی قراءۃ حضرت عمرؓ کی قراءۃ سے مختلف تھی جو حضرت عمرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی تو حضرت عمرؓ نے اس کو کہا تجھے یہ سورۃ کس نے پڑھائی ہے انہوں نے کہا مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو کہا تو غلط کہتا ہے مجھے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورہ پڑھائی ہے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں اس کو کھینچتا ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں لایا اور واقعہ عرض کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرؓ اس کو چھوڑ دو اور فرمایا پڑھ اے ہشامؓ جب اس نے پڑھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح نازل ہوئی ہے پھر حضرت عمرؓ کو فرمایا پڑھ انہوں نے بھی پڑھی تو آپؐ نے فرمایا اسی طرح نازل ہوئی ہے اور یہ قرآن سات قرائتوں پر نازل ہوا ہے پڑھو جو اس میں سے آسان ہو (رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث صحیح صہ ۱۲۲/۲) فلہذا یہ معترض بے عقل ہے اور اس کی اندھی تقلید کرنے والا تو زبدۃ الحمقاء ہے۔

باقی رہا حضرت حکیم صاحب کا رفع یدین کی روایات کو متواتر کہنا تو یہ خوش فہمی پر مبنی ہے الحمد للہ حضرت حکیم صاحب کے خط کے جواب سے ہم فارغ ہو گئے ہیں آخر میں ہم معترض صاحب اور اس کے اندھے مقلد کی عربی دانی کی ایک جھلک پیش کرتے ہیں حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں۔

اِنَّمَا رَفْعُ عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ (بیہقی صہ ۸۱/۲) رفع یدین صرف ابتداء نماز میں ثابت ہے اس کے علاوہ ثابت نہیں (کیونکہ ابن مسعودؓ نے جو ہر وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتے تھے صرف ابتداء نماز میں رفع الیدین نقل کیا ہے) اس کے جواب میں ابو بکر الفقیہ کہتا ہے ھذہ علۃ لا تسوی سماعھا (بیہقی صہ ۸۱/۲) یہ ایسی جرح جس کا سننا برابر نہیں۔ علامہ ماردینیؒ فرماتے ہیں قولہ لا تسوی لفظۃ عامیۃ والصواب ان یقال لا تساوی (الجوھر النقی صہ ۸۱/۲) ابو بکر الفقیہ کا لا تسوی کا لفظ بولنا جاہل عوام کے اغلاط میں سے ہے صحیح لفظ لغت عرب کے لحاظ لا تساوی ہے۔ پھر آگے ابو بکر الفقیہ کی وہ عبارت ہے جس میں ابن مسعودؓ پر جھوٹے الزامات ہیں الزام عـ۲ والی عبارت بھی درست نہیں اس پر بھی علامہ ماردینیؒ نے گرفت کی ہے دیکھئے (الجوہر مع البیہقی صہ ۸۲/۲) اب اس غالی مقلد کے اندھے مقلد کی عربی دانی ملاحظہ ہو۔

حضرت حکیم صاحب نے اپنے مراسلہ کی ابتداء میں لکھا ہے (جس کو قارئین حضرات پڑھ چکے ہیں) مشکوۃ شریف مترجم دو اداروں نے شائع کی ہے (۱) انجمن اہلحدیث سیٹلائیٹ ٹاؤن بمعہ آفادات مولانا محمد سلیمان کیلانی شائع کی ہے الخ بمعہ آفادات کے الفاظ حضرت حکیم صاحب کی جہالتہ کی واضح دلیل ہیں۔ بمعہ کا لفظ بھی غلط ہے صحیح مَعَ کا لفظ ہے پھر اِفَادَۃٌ کی جمع اَفَادَاتٌ آتی ہے لیکن یہ جاہل آفادات لکھ رہا ہے حضرت حکیم صاحب کا اصل مراسلہ ان کی قلم مبارک سے لکھا ہوا راقم الحروف کے پاس موجود ہے ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ یہ تو حضرت حکیم صاحب کے مراسلہ میں کمالات پوشیدہ تھے جن کو قارئین کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔ اب حضرت حکیم صاحب کی کتاب مبارک شمس الضحیٰ میں پوشیدہ کمالات کو ظاہر کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی عفی عنہ

۲۸ رجمادی الاخری سنہ ۱۴۱۰ھ / ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۹۰ء

شمس العلیٰ فی جواب شمس الضحیٰ

قارئین کرام۔ حضرت حکیم محمود صاحب بن مولانا محمد اسمٰعیل مرحوم آف گوجرانوالہ نے ہماری کتاب نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح کے جواب میں ایک کتاب لکھی ہے جو ۱۲۵ صفحات پر مشتمل ہے اس کا نام ہے "شمس الضحیٰ بجواب نور الصباح فی اثبات رفع الیدین بعد الافتتاح"۔ کتاب کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ہماری کتاب نور الصباح کے جواب میں نہیں۔ کیونکہ ہماری کتاب تو ترک رفع الیدین بعد الافتتاح میں لکھی گئی ہے جیسا کہ نام سے معلوم ہو رہا ہے فلہذا حضرت حکیم صاحب نے رفع یدین کی تردید کر کے ہماری کتاب نور الصباح کی تائید فرما دی ہے۔ الحمد للہ لیکن شمس الضحیٰ کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب رفع الیدین کے اثبات کے لیے لکھی گئی ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا حضرت حکیم صاحب جہالت کی بنا پر نام درست نہیں رکھ سکے۔ صحیح نام ہم حضرت حکیم صاحب کو بتاتے ہیں سنیئے۔ شمس الضحیٰ فی اثبات رفع الیدین بعد الافتتاح بجواب نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح"۔ اس طرح نام تو لمبا ہو جائے گا لیکن بے وقوفی اور جہالت کا داغ کم از کم کتاب کے نام سے تو مٹ جائے گا۔ قارئین کرام نے ابھی سے اندازہ لگا لیا ہو گا کہ جس بے چارے کو کتاب کا نام رکھنا ہی درست طریقہ پر نہیں آسکتا۔ وہ نور الصباح جیسی ٹھوس علمی کتاب کا کیا جواب دے سکتا ہے۔

گناہ بے لذت

حضرت حکیم صاحب نے کتاب شمس الضحیٰ گناہ بے لذت کے طور پر لکھی ہے۔ یعنی گناہ و جرم کا کام بھی کیا ہے لیکن لذت بھی نہیں آئی اگرچہ حضرت حکیم صاحب

زنا کر لیتے تو گناہ بالذت ہوتا چنانچہ حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں یہ لوگ مجبور کر دیتے ہیں کہ ان کا جواب دیا جائے۔ لہذا مجبوراً یہ گناہ بے لذت کا ارتکاب کر رہا ہوں۔ ورنہ ایسے موضوعات میں میرے لیے کوئی دلچسپی نہیں (شمس الضحیٰ صٹ) ایک جہالت تو قارئین کرام نے ملاحظہ کر لی ہے باقی چند جہالات بھی ملاحظہ ہوں۔

چند جہالات

جہالت نمبرا

حضرت حکیم صاحب مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم کے حاشیہ موطا محمد صٹ۸۹ سے نقل کرتے ہیں اور اس کے منسوخ ہونے کا دعویٰ جو طحاویؒ (حنفی) نے کیا ہے یہ اس کی غلط فہمی ہے اس لیے علامہ ابن ہمامؒ (حنفی) اور علامہ عینیؒ (حنفی) وغیرہ نے کہا ہے کہ دعوی نسخ بلا دلیل ہے اور اس سے تسلی نہیں ہو سکتی (شمس الضحیٰ صٹ۱۱۸ ج۱)

الجواب

علامہ ابن ہمامؒ و علامہ عینیؒ بھی نسخ رفع الیدین کے قائل ہیں لیکن حضرت حکیم صاحب نے مولانا خالد صاحب گرجاکھی کا رسالہ جزء رفع الیدین اردو والا دیکھا ہے بس اس پر اعتماد کرتے ہوئے اندھی تقلید کا ارتکاب کیا ہے۔ خالد صاحب مولانا لکھنوی مرحوم کی اس حاشیہ موطا محمد والی عبارت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں" اور رفع الیدین کے منسوخ ہونے کا دعویٰ جو طحاوی نے کیا ہے یہ ان کی غلط فہمی ہے اسی لیے علامہ ابن ہمام اور علامہ عینی وغیرھم ہمارے حنفیہ میں سے تسلی بخش دلائل نہ ہونے کی وجہ سے طحاوی کا ساتھ نہیں دے سکے اور سنیت کے قائل ہیں (جزء خالد صـ۹ تا صـ۱۰ طبع اول) راقم الحروف نے عبدالرشید

صاحب انصاری کے ذریعہ خالد صاحب کو تحریر بھیجی تھی جس کا خالد صاحب جواب نہیں دے سکے اور نہ اپنی کتاب میں انہوں نے اس کی اصلاح کی ہے چنانچہ جزء رفع الیدین طبع دوم کے ص ۱۳ تا ص ۱۴ میں یوں ہی غلط ترجمہ منقول ہے۔ وہ تحریر جو ہم نے بھیجی تھی ملاحظہ ہو۔ محترم عبدالرشید صاحب اب راقم الحروف علامہ لکھنویؒ کی اس عربی کا ترجمہ مولانا عبداللہ روپڑی صاحب (غیر مقلد) سے نقل کرتا ہے ملاحظہ ہو۔ اور اس کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کرنا جیسا کہ طحاوی ابن الہمام اور عینی وغیرہ نے بعض صحابہ کے ترک کرنے کی وجہ سے ان پر حسن ظن رکھتے ہوئے کیا ہے یہ دعویٰ مدلل نہیں جس سے طالب حق کی تشفی ہو اور پیاسے کی پیاس بجھے (رفع یدین اور آمین ص ۵۲) مولانا روپڑی کا ترجمہ صحیح ہے اور اس کے اندر صراحت ہے کہ علامہ ابن ہمامؒ و علامہ عینیؒ بھی نسخ رفع یدین میں امام طحاویؒ کے ساتھ متفق ہیں اور انہوں نے نسخ رفع یدین کا قول بعض صحابہؓ کے ترک کرنے کی وجہ سے ان پر حسن ظن رکھتے ہوئے کیا ہے مگر ان خط کشیدہ الفاظ کا ترجمہ خالد صاحب نے ذکر نہیں فرمایا۔ مولانا روپڑی صاحب لکھتے ہیں۔ ابن الہمام کی غلطی۔ سنیئے فتح القدیر جلد اول ص ۲۱۹ میں لکھتے ہیں کہ رفع یدین نہ کرنا سکون ہے جو نماز میں مطلوب ہے کیونکہ اس میں خشوع ہے اور رفع یدین کرنا یہ حرکت ہے جو خشوع کے منافی ہے اس لئے یہ منسوخ ہونا چاہیے (رفع یدین اور آمین ص ۱۱۳) مگر محترم خالد صاحب لکھتے ہیں۔ طحاوی کا ساتھ نہیں دے سکے اور سنیت کے قائل ہیں۔ ماشاء اللہ ایسے علامہ سے اگر غیر مقلدین حضرات متفق ہو کر چند ایام دلائل پڑھیں اور سیکھیں تو ان کے علم میں بہت اضافہ ہوگا۔ یہ وہ تحریر ہے جو راقم نے انصاری صاحب کے ذریعے خالد صاحب کو تحریر کر کے بھیجی تھی مگر خالد صاحب نہ تو اس تحریر کا جواب دے سکے اور نہ جزء رفع الیدین

طبع دوم میں اس کی اصلاح کی حضرت حکیم صاحب جہالت کی بناء پر خالد صاحب کے اندھے مقلد بن گئے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

راقم الحروف نے مختصر الفاظ میں اس بات کا ذکر نور الصباح طبع دوم حصہ اوّل کے مقدمہ صک۲ میں یوں کیا ہے

(۵) خالد صاحب نے جزء رفع یدین ص۹ میں ابن ہمامؒ و علامہ عینیؒ کو امام طحاویؒ کے مسلک کا مخالف لکھا ہے راقم الحروف نے اس پر گرفت کی کہ وہ مخالف نہیں بلکہ موافق ہیں۔ اس کا بھی خالد صاحب کوئی جواب نہ دے سکے معلوم ہوتا ہے حضرت حکیم صاحب کو نور الصباح بھی سمجھ نہیں آتی ورنہ اس جہالت کا وہ ہرگز شکار نہ ہوتے حضرت خالد صاحب اور حضرت حکیم صاحب مولانا سلفی مرحوم سے فیض یافتہ ہیں اس لیے وہ اپنے مسلک کی زبردست خدمت کر رہے ہیں۔ ....

جہالت نمبر ۲

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں۔ اور محمد بن ابی لیلیٰ محدثین کے نزدیک ابی لیلیٰ سے زیادہ ضعیف ہے (شمس ص۹۰)

الجواب

ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ صحابی ہے کسی محدث نے بھی اس صحابیؓ کو ضعیف قرار نہیں دیا اور نہ کوئی صحابی عند المحدثین ضعیف شمار کیا جاتا ہے کیونکہ صحابہؓ سب عادل و ثقہ ہیں اور محمد بن ابی لیلیٰ بہ اس صحابیؓ کا پوتا ہے حضرت حکیم صاحب نے عربی عبارت بھی غلط نقل کی ہے اور اس کا ترجمہ بھی غلط نقل کیا ہے یہ ان کی علمیت کا نذرانہ ہے۔

جہالت نمبر ۳

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں اور ابی لیلیٰ کا حافظہ خراب ہے اور ابن ابی زیاد

حافظہ نہیں (نصب الرایہ ص ۲۰۲) شمس الضحیٰ ص ۹ ؛؛

الجواب

ابو یعلی صحابی ہے اس کا حافظہ خراب نہیں ہے حضرت حکیم صاحب نے عربی عبارت بھی غلط نقل کی ہے اور ترجمہ بھی اس لیے غلط ہو گیا ہے یہ حضرت صاحب کی سب جہالت کے کرشمے ہیں۔

جہالت نمبر ۴

حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں۔ محمد معین سندھی ابو الحسن سندھی شیخ نیموی رفع یدین کو راجح سمجھتے تھے (شمس الضحیٰ ص ۵۸)

الجواب

ابو حسن سندھی یہ نیموی کا شیخ نہیں ہے اور ان دونوں حضرات کا زمانہ بھی ایک نہیں۔ محمد معین سندھی رافضی ہے اور ابو الحسن سندھی کو مولانا سید بدیع الدین شاہ سندھی نے تنقید سدید میں غیر مقلد لکھا ہے المفاتیح ص ۲۷۳ ج ۲ میں مولانا عبد الحی لکھنوی کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ نیموی کے شیخ تھے۔

جہالت نمبر ۵

حضرت صاحب لکھتے ہیں "قرآن فرماتا ہے وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ ایسا عالم علم کے باوجود گمراہ ہے اس کی سماعت اور بصارت پر اللہ تعالیٰ پردہ ڈال دیتا ہے الخ (شمس الضحیٰ ص ۵) قرآن پاک کی اس آیت کا ترجمہ حضرت حکیم صاحب نے غلط کر دیا ہے جو تحریف ہے صحیح ترجمہ ملاحظہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے حضرت حکیم صاحب کو چاہیے کہ قرآن مجید کے تراجم لکھے ہوئے موجود ہیں وہاں سے ترجمہ دیکھ کر لکھا کریں۔ یہ آیت کا ٹکڑا پ ۲۵ سورۃ الجاثیہ آیت ۲۳ کے تحت ملاحظہ کیا جا سکتا ہے،

جہالت نمبر ۶

حضرت حکیم صاحب نے پچاس صحابہؓ کی فہرست بنائی ہے جن سے حکیم صاحب کے خیال کے مطابق رفع یدین منقول ہے ۴۹ پر قتادہ کا حوالہ دیا ہے عبدالرزاق سے دیکھئے شمس الضحیٰ ص۱۷ ۔

الجواب

یہ قتادہؒ تابعی ہے صحابی نہیں حضرت حکیم صاحب جہالت کی مرض میں گرفتار ہیں جو لاعلاج نظر آتی ہے کیونکہ خود حضرت حکیم صاحب حقیقت پسندی کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں "مثال ۲ عبدالرشید نے قتادہ اور سلیمان بن یسار کو صحابی بنا دیا راقم الحروف (حافظ حبیب اللہ ڈیروی) نے تنبیہ کی تو طبع دوم میں دونوں نام کاٹ دیئے شمس الضحیٰ ص۹۸) اب حضرت حکیم صاحب عبدالرشید انصاری کی تعریف کر رہا ہے کہ وہ حقیقت کو مان لیتا ہے اس لیے اس نے پچاس صحابہؓ کی فہرست سے ان دونوں کا نام کاٹ دیا ہے لیکن حکیم صاحب خود قتادہ تابعی کو پچاس صحابہؓ کی فہرست میں شامل کر رہے ہیں معلوم ہوا حضرت حکیم صاحب حقیقت کو پسند نہیں کرتے بلکہ جھوٹ کو پسند کرتے ہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) حضرت حکیم صاحب نے حضرت خالد صاحب کی اندھی تقلید کی ہے کیونکہ وہ جزء رفع یدین ص۶ طبع دوم میں یہی بات لکھتے ہیں ۔

عبدالرشید انصاری بے چارے کو دھوکہ لگا تھا مولانا نور حسین صاحب اور محترم خالد صاحب گھرجاکھی کے رسالہ قرۃ العینین ص۵۲ و ص۵۳ سے جہاں انہوں نے پچاس صحابہؓ کی فہرست بنائی ہے یہ کارنامہ حضرت مولانا نور حسین صاحب کا ہے جن کی وفات ۱۹۵۱ء میں ہوئی اب خالد صاحب نے اس رسالہ میں مزید اضافہ کیا ہے اور حسن بصریؒ کا اضافہ بھی کیا ہے بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ (دیکھئے قرۃ العینین ص۵۲)

جہالت نمبر ۷

حضرت حکیم صاحب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھی پچاس صحابہؓ رفع یدین عند الرکوع کرنے والوں میں شمار کرتے ہیں دیکھئے (شمس الضحیٰ ص ۷۱ نمبر ۴۷ بحوالہ طبرانی)

الجواب

راقم الحروف نے نور الصباح طبع دوم کے مقدمہ ص ۳۲ و ص ۳۳ میں اس کی تردید کر دی ہے اور مولانا خالد نے جو اس میں خیانتوں کا ارتکاب کیا ہے اس کو بھی ظاہر کیا ہے۔ یہ روایت جھوٹی و من گھڑت ہے اور اس کی سند میں خصیب بن جحدر ایک راوی واقع ہے جو بہت بڑا جھوٹا تھا عبد الرشید نے الرسائل طبع دوم میں اس کو کاٹ دیا ہے۔ مگر حضرت حکیم صاحب کا اس راوی کے جھوٹ پر ایمان ہے لیکن سچ اور حق بات کو ماننے کے لیے وہ قطعاً تیار نہیں اور نہ مولانا خالد صاحب حق کو مانتے ہیں آخر یہ مولانا سلفی مرحوم کے فیض یافتہ ہیں ان کو حق کون منوا سکتا ہے۔ محدثین کرام فرماتے ہیں یہ روایت جھوٹی و من گھڑت ہے یہ کہتے ہیں سچی ہے ہمارا اس پر ایمان (نعوذ باللہ من ذالک)

جہالت نمبر ۸

حضرت حکیم صاحب: حکم بن عمیر کو پچاس صحابہؓ میں مسند احمد کے حوالہ سے نمبر ۴۶ پر ذکر کرتے ہیں (دیکھئے شمس الضحیٰ ص ۷۱)

الجواب

حکمؓ بن عمیر سے رفع یدین عند الرکوع مروی ہی نہیں اور نہ مسند احمد میں اس کا ذکر ہے۔ دراصل علامہ سیوطیؒ سے یہ لغزش ہوئی ہے جس کو مبارکپوری غیر مقلد تحفۃ الاحوذی میں اور مولانا لکھنوی التعلیق الممجد میں اور دیگر غیر مقلدین حضرات یہ حوالہ بلا تحقیق نقل کر دیتے ہیں مسند احمد میں یہ حوالہ قطعاً موجود نہیں حکمؓ بن عمیر سے ضعیف سند کے ساتھ

رفع یدین صرف تکبیرہ تحریمہ کے وقت مروی ہے چونکہ مولانا خالد صاحب نے جزء رفع یدین صـ۶ وصـ۱۹۷ میں اس کا حوالہ دیا ہے اس لئے حضرت حکیم صاحب نے اندھی تقلید کرتے ہوئے اسے لکھ مارا (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

جہالت نمبر ۹

حضرت ام درداءؓ کو حضرت حکیم صاحب نے رفع یدین عند الرکوع کے پچاس صحابہؓ میں ساتویں نمبر پر شمار کیا ہے دیکھئے شمس الضحیٰ صـ۶۹)

الجواب

یہ ام الدرداءؒ تابعیہ ہیں صحابیہ نہیں ہیں جزء رفع یدین جو امام بخاریؒ کی طرف منسوب ہے اس میں اس کو صحابیہ بنایا گیا ہے جزء رفع یدین کا روایت کرنے والا اور امام بخاریؒ کی طرف منسوب کرنے والا امام بخاریؒ کا ایک شاگرد ہے جس کا نام محمود بن اسحٰق الخزاعی ہے جو مجہول ہے فلہذا امام بخاریؒ اس سے بری الذمہ ہیں۔ راقم الحروف نے ام الدرداءؒ کے بارے میں بحث نور الصباح طبع دوم کے مقدمہ صـ۲۲ تا صـ۲۴ میں کردی ہے مگر حضرت حکیم صاحب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ خالد صاحب کی اندھی تقلید کر کے اس کو پچاس صحابہؓ میں شمار کردیا۔ علمی بات کا جواب حکیم محمود صاحب کے بس کا نہیں حضرت حکیم صاحب تو اس شعر کا مصداق ہیں۔

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا ؎
بھان متی نے کنبہ جوڑا

مزید ایک حوالہ عرض کرتا ہوں عبد ربہ بن سلیمن جس ام الدرداء سے روایت کرتے ہیں علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں وَهِيَ أُمُّ الدَّرْدَاءِ الصُّغْرَىٰ (سیر اعلام النبلاء صـ۲۷۹ م ۴) اور یہ ام الدرداءؒ صغریٰ ہیں یعنی صحابیہؓ نہیں ہے۔

جہالت نمبر ۱۰

حضرت حکیم صاحب حضرت عائشہؓ کو پچاس صحابہؓ میں شمار کرتے ہیں جو رفع یدین عندالرکوع کرتے تھے دیکھئے (شمس الضحیٰ ص ۶۹ نمبر ۵)

الجواب

حضرت عائشہؓ سے رفع یدین عندالرکوع کی کوئی روایت حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتی۔ تیسیل القاری وحید الزمان رافضی غیر مقلد کی ہے جس کا حوالہ حضرت حکیم صاحب نے دیا ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں حضرت حکیم صاحب میں برائے نام بھی غیرت موجود ہو تو اس کی سند پیش کرے۔ البتہ حضرت عائشہؓ سے رفع یدین عندالافتتاح مروی ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

جہالت نمبر ۱۱

حضرت حکیم صاحب نے حضرت عقبہؓ بن عامر کو پچاس صحابہؓ میں شمار کیا ہے جو رفع یدین عندالرکوع کرتے ہیں دیکھئے (شمس الضحیٰ ص ۷ بحوالہ جزء رفع یدین سبکی ص ۱۲)

الجواب

حضرت عقبہؓ بن عامر سے رفع یدین رکوع کے وقت مروی نہیں ہوا راقم الحروف نے نور الصباح طبع دوم کے مقدمہ ص ۱۲ تا ص ۱۴ میں اس پر سیر حاصل بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے حضرت عقبہؓ سے سند ضعیف کے ساتھ صرف عندالافتتاح رفع الیدین مروی ہوا ہے عندالرکوع رفع یدین مروی نہیں ہوا۔ جزء سبکی میں کوئی سند بیان نہیں کی گئی بے سند باتوں پر غیر مقلدین حضرات اندھی تقلید کرتے ہیں۔ علمی طور پر کام کرنے والا مولانا سلفی مرحوم کی شاگرد ذرل میں سے کوئی شاگرد پیدا نہیں ہوا۔ اب شمس الضحیٰ میں پہلے ہماری بات کا جواب لکھا جاتا پھر حضرت عقبہؓ بن عامر سے رفع یدین عندالرکوع بیان کیا جاتا اور وہ بھی سند کے ساتھ مگر علمی بات کی حضرت حکیم محمود میں ہمت کہاں ہے

البتہ بدزبانی کرنے میں انہیں پوری مہارت حاصل ہے۔

جہالت نمبر ۱۲

حضرت ابو مسعود انصاریؓ کو بھی رفع یدین عند الرکوع کے پچاس صحابہؓ میں شمار کیا گیا ہے (دیکھئے شمس الضحیٰ ص ۷۰ بحوالہ جزء سبکی ص ۱۲)

الجواب

حضرت ابو مسعود انصاریؓ کی روایت رفع یدین عند الافتتاح مروی ہے جس کا ذکر نور الصباح ص ۲۱ میں موجود ہے باقی رفع یدین عند الرکوع کی کوئی روایت ان سے مروی نہیں ہے اگر مروی ہو تو سند بیان فرمایئے۔ مگر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس کی سند موجود ہو۔ جزء سبکی بے سند رسالہ ہے بے سند باتوں کی تقلید غیر مقلد ہی کر سکتے ہیں کیونکہ ان کی قسمت میں ہی اندھی تقلید لکھی ہوئی ہے۔ اندھی تقلید جہالت کا دوسرا نام ہے۔

جہالت نمبر ۱۳

حضرت حکیم صاحب نے حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کو بھی رفع یدین عند الرکوع کے راویوں میں شمار کیا ہے (شمس الضحیٰ ص ۶۹ جزء سبکی ص ۱۳)

الجواب

یہ بھی بے سند بات ہے اس کی سند پیش نہیں کی جا سکتی بے سند بات پر البتہ اندھی تقلید ہو سکتی ہے اور اسی طرح سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ تو دیا جا سکتا ہے لیکن اہل علم کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

جہالت نمبر ۱۴

حضرت ابی بن کعبؓ کو بھی جزء سبکی ص ۱۴ کے حوالہ سے رفع یدین عند الرکوع کے راویوں میں شمار کیا گیا ہے (شمس الضحیٰ ص ۶۹)

الجواب

جزء سبکی کا صـ۱۳۲ نہیں صـ۱۲ ہے لیکن بے سند ہے اس کی سند دستیاب نہیں بے سند باتوں پر جاہل تو یقین کر سکتے ہیں مگر اہل علم یقین نہیں کر سکتے۔

جہالت نمبر ۱۵

حضرت ابو درداءؓ کو بھی پچاس صحابہؓ میں شمار کیا گیا ہے دیکھئے شمس الضحیٰ صـ۶۹ بحوالہ ابن حزم صـ۲۸۲۔

الجواب

علامہ ابن حزمؒ نے اس کی سند بیان نہیں فرمائی فلہذا یہ بے سند بات ہے محلّٰی ابن حزم میں ایک روایت آئی ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں تین چیزیں انبیاء علیہم السلام کے اخلاق وعادات میں سے ہیں۔

(۱) افطار روزہ میں تعجیل کرنا

(۲) سحری کھانے میں تاخیر کرنا۔

(۳) نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا تحت السرۃ (ناف کے نیچے) صاحب مرعاۃ المفاتیح (صـ۲/۳۰۲ میں) فرماتے ہیں:

وَمَا لَمْ یُعْلَمْ سَنَدُہٗ لَا یَصْلُحُ	اور جب تک اس کی سند معلوم
لِلْاِحْتِجَاجِ وَلَا لِلْاِسْتِشْهَادِ	نہ ہو یہ روایت نہ تو حجت کے
وَلَا لِلْاِعْتِبَارِ	قابل ہے نہ استشہاد کے قابل
	ہے نہ اعتبار کے قابل ہے۔

فلہذا محترم حضرت حکیم صاحب جب تک آپ اس کی سند پیش نہیں کریں گے صرف نام لینا کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا بے سند بات پر یقین کرنا اندھی تقلید ہے جس کا دوسرا نام جہالت ہے اللہ تعالیٰ جاہلوں کے شر سے بچائے (آمین)۔

نوٹ: بزرگان دین نے اگر کوئی بات بے سند پیش کی ہے تو وہ قابل عمل نہیں۔ اگر کوئی بے سند بات پر یقین کرتا ہے تو وہ غلطی میں مبتلا ہے۔

غیر مقلد اصطلاح میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جو ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہ کرے۔ پھر اس کی مرضی ہے کہ ہر بے سند بات کی تقلید کرے جھوٹی بات پر ایمان لائے اس لیئے رافضی بھی غیر مقلد ہو سکتا ہے اور ہر بے دین غیر مقلد شمار ہو سکتا ہے اس کے لیے تحریک آزادی فکر مولانا سلفی مرحوم ص۱۸۸ تا ص۱۹۰ ملاحظہ ہو۔

جہالت نمبر ۱۶

حضرت حکیم صاحب نے حضرت سلمان فارسیؓ کو بھی پچاس صحابہ رفع یدین عندالرکوع کرنے والوں میں ۸ میں ذکر کیا ہے دیکھئے (شمس الضحیٰ ص۶۹)

الجواب

حضرت سلمان فارسیؓ سے رفع یدین عندالرکوع روایت کی کوئی سند مروی نہیں نہ سچی سند موجود ہے نہ جھوٹی سند موجود ہے ایسی بات پر غیر مقلد یقین کر سکتے ہیں لیکن اہل علم اس کو تسلیم کرنے کے لیئے تیار نہیں ہیں۔ فلہذا بات کو مختصر کرنے کے لیے ان صحابہ کرامؓ کا نام ذکر کیا جاتا ہے جن سے غیر مقلدین حضرات رفع یدین عندالرکوع ذکر کرتے ہیں حالانکہ ان سے کسی صحیح سند سے تو کجا کسی ضعیف سند سے بھی رفع یدین مروی نہیں ہوا۔ (۱) حضرت عثمانؓ (۲) حضرت زبیرؓ (۳) حضرت زیاد بن حارث (۴) حضرت عمار بن یاسرؓ (۵) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص (۶) حضرت صدی بن عجلان ابوامامۃ الباھلیؓ (۷) حضرت زیدؓ بن ثابت (۸) حضرت سعیدؓ من العشرۃ المبشرہؓ (۹) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص (۱۰) حضرت حسن بن علیؓ (۱۱) حضرت حسین بن علیؓ (۱۲) حضرت بریدہؓ (۱۳) حضرت عبداللہ بن جابر البیاضیؓ (۱۴) حضرت عمران بن حصینؓ (۱۵) حضرت عبدالرحمن بن عوف (۱۶) حضرت طلحہؓ (۱۷) حضرت حکم بن عمیر

(۱۸) حضرت عائشہؓ (۱۹) حضرت ام الدرداء صحابیہؓ (۲۰) حضرت ابو الدرداءؓ (۲۱) حضرت سلمان فارسی (۲۲) حضرت قتادہ صحابیؓ (۲۳) حضرت عقبہؓ بن عامر (۲۴) حضرت ابو مسعود انصاریؓ (۲۵) حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح (۲۶) حضرت ابی بن کعب۔

ان حضرات سے رفع یدین عندالرکوع کی کوئی سند بھی موجود نہیں ہے بغیر سند کے ان حضرات کا ویسے نام ہی ذکر کر دیا گیا ہے۔ پچاس صحابہؓ میں سے نصف سے زائد حضرات کی طرف رفع یدین عندالرکوع کی بغیر سند کے نسبت کر دی گئی ہے (۲۷) حضرت معاذؓ کی روایت طبرانی صحیح والی جھوٹی و من گھڑت ہے جیسا کہ گذر چکا ہے (۲۸) فلتانؓ (بحوالہ ابو نعیم) (شمس الضحیٰ ص۱۷) و جزء رفع الیدین خالد صاحب ص۶ و ص۲۰۱

الجواب

حضرت فلتانؓ کی روایت میں رفع یدین عندالرکوع کا کوئی ذکر نہیں ہے چنانچہ مولانا خالد گھرجاکھی صاحب اس روایت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں حضرت فلتان آنحضرت کے پاس آئے تو آپؐ مع صحابہ کرام نماز پڑھ رہے تھے اور سردی کی وجہ سے ان پر چادریں اور برانڈیاں تھیں اور ان میں ہی رفع الیدین کر رہے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ رفع الیدین عندالافتتاح تھا نیز سند کے لحاظ سے من گھڑت نظر آتی ہے اصل میں مولانا خالد صاحب کا تو کوئی خاص مطالعہ نہیں دراصل یہ بات انہوں نے مولانا سید بدیع الدین شاہ صاحب سندھی کے رسالہ جلاء العینین ص۲۲ سے نقل کی ہے لیکن اس کو ظاہر نہیں کیا۔ شاہ صاحب نے تاریخ اصبہان ص۱۶۲/۲ کے حوالہ سے اس روایت کو القاسم بن فورک الکنبری کے ترجمہ سے یوں نقل کیا ہے۔

حدثنا ابو محمد بن حیان نا القاسم بن فورک نا ابراهیم بن عبد الله الهروی نا شریک عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن خاله یعنی الفلتان الخ۔

ابراہیم بن عبداللہ الہروی ۱۷۸ھ میں پیدا ہوا ہے اور ۲۴۴ھ میں اس کی وفات ہوئی ہے دیکھئے تہذیب التہذیب ص۱۳۲ ج۱ وتقریب ص۲۱ اور اس کے استاذ شریک بن عبداللہ النخعیؒ کی پیدائش ۹۰ھ میں ہوئی جب کہ وفات ۱۷۷ھ میں ہوئی یا ۱۷۸ھ دیکھئے تہذیب التہذیب ص۳۳۵ ج۴ تا ص۳۳۶ وتقریب ص۱۴۵ استاذ ۱۷۷ھ میں فوت ہوا شاگرد ایک سال بعد میں ۱۷۸ھ میں پیدا ہوا یا استاذ جس ۱۷۸ھ میں فوت ہوا اسی ۱۷۸ھ میں شاگرد پیدا ہوا تو عجیب بات اس سند میں یہ ہے کہ شاگرد ابراہیم الھروی کہتا ہے حدثنا شریك (مجھے یہ حدیث استاذ شریک نے بتائی) حالانکہ یہ جھوٹ ہے ابراہیم راوی جھوٹا نہیں تو معلوم ہوتا ہے نیچے جو راوی ہیں ان میں سے کسی نے یہ جھوٹ بولا ہے فلہذا سند منقطع تو یقیناً ہی ہے حضرت حکیم صاحب کی تسلی کے لیے تو اتنی بات ہی کافی تھی کہ اس روایت کی سند میں عاصم بن کلیب ہے اور حضرت حکیم صاحب کے نزدیک یہ راوی ضعیف ہے دیکھئے رشمس الضحیٰ ص۱۷ وص۱۰ وص۱۱۱) لیکن ہم یہ بات نہیں کہتے اس لیے کہ عاصم بن کلیب بلا شک وشبہ ثقہ اور سچا راوی ہے۔ (۲۹) ابانؓ کی روایت بحوالہ الاصابہ رشمس الضحیٰ ص۱۷ وجزء رفع الیدین خالد گھرجاکھی ص۱۸۰۔

الجواب

حضرت ابان المحاربیؓ کی روایت بھی تکبیرہ تحریمہ کے وقت رفع الیدین کے متعلق ہے چنانچہ منتخب کنز برمسند احمد ص۱۷۶ ج۴ میں ہے۔

عن ابان المحاربی ویقال له العبدی کنت فی الوفد فرأیت بیاض ابط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت ابان المحاربیؓ سے روایت ہے جن کو العبدی بھی کہا جاتا ہے فرماتے ہیں کہ میں وفد میں تھا تو میں نے رسول اللہ

حین رفع یدیہ لیستقبل بھما	صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل کی سفیدی
القبلۃ (ابن شاہین وابونعیم	دیکھی جس وقت آپ نے رفع
فی معرفۃ الصحابۃ وابوبکر بن	یدین کیا تو ہاتھوں کو قبلہ کی طرف
خلاد النصیبی فی الجزء الثانی من	متوجہ کیا۔
فوائدہ)	

اس روایت میں رفع یدین عند الرکوع کا اشارہ تک نہیں ہے پھر سند تو بالکل مذکور نہیں ہوئی کہ وہ کیسی ہے تاکہ دیکھ کر کوئی فیصلہ کیا جاتا۔ (۳۰) اعرابیؓ کی روایت بھی پیش کی جاتی ہے (شمس الضحیٰ ص۱۷ وجزء خالد ص۱۹۳)

الجواب

ابونعیم کی روایت میں تو کوئی خاص وضاحت نہیں البتہ مسند احمد ص کی روایت میں اس کی وضاحت ہے کہ یہ رفع الیدین رکوع کے وقت تھا لیکن اس کی سند یوں ہے

حدثنا ہاشم وبہز قالا حدثنا سلیمان بن المغیرۃ عن حمید بن ہلال حدثنی من سمع الاعرابی الخ

اعرابیؓ کا شاگرد معلوم نہیں کہ کس نے اس سے روایت کیا ہے علامہ نورالدین ھیثمیؒ اس روایت کے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَفِیْہِ رَجُلٌ لَمْ یُسَمَّ (مجمع الزوائد ص۱۰۱ ج۲) امام احمدؒ نے اس روایت کو ذکر کیا ہے لیکن اس میں راوی مجہول ہے جس کا نام بیان نہیں کیا گیا۔ حمید بن ہلالؒ راوی جو اس روایت کی سند میں ہے اس کے متعلق محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ یہ ان چار شخصوں میں سے ہے جو ہر سنی ہوئی بات روایت کر دیتے ہیں اور اس کی جانچ و پڑتال نہیں کرتے (تہذیب التہذیب ص۵۲ ج۳) فلہٰذا سند کے لحاظ سے یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے۔

(۲۱) براء بن عازبؓ سے بھی رفع یدین عندالرکوع کی روایت پیش کی جاتی ہے (شمس الضحیٰ ص۱۷) جزء خالد ص۱۹۲)

الجواب

حضرت براء بن عازبؓ سے کئی سندوں سے رفع یدین صرف عندالافتتاح مروی ہے اور بعض روایتوں میں افتتاح کے بعد والے رفع یدین کا ترک بھی مذکور ہے جو سندوں کے لحاظ سے بعض صحیح ہیں بعض حسن درجہ کی ہیں یہ روایت ان سب روایتوں کے مخالف ہونے کی وجہ سے شاذ اور سخت قسم کی ضعیف ہے جو کہ قابل التفات نہیں کیونکہ اس کی سند میں ابراہیم بن بشار الرمادی ہے جو سخت قسم کا مجروح ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں یھم فی الشئی بعد الشئی (تاریخ کبیر البخاری ص۲۷۷ قسم ا ج ا ف ۸۹۰) ایک چیز میں بار بار بھول جاتا ہے علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں لیس بالمتقن و لہ مناکیر (میزان ص۱۳ ج۱) مضبوط نہیں اور اس سے اوپری روایتیں مروی ہیں نیز فرماتے ہیں قال النسائی وغیرہ لیس بالقوی (الکاشف ص۳۴ ج۱) امام نسائیؒ وغیرہ نے کہا ہے کہ قوی نہیں ہے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں حافظ لہ اوھام (تقریب ص۱۹) حافظ الحدیث ہے لیکن احادیث کے بیان کرنے میں غلطیاں کرتا ہے۔ ابن قیمؒ فرماتے ہیں وقال احمد یأتی عن سفیان بالطامات سفیان سے مصیبتیں روایت کرتا ہے (تہذیب ابن قیم ص۲۶۹ ج۱)

امام احمدؒ بن حنبل فرماتے ہیں جس سفیان بن عیینہ سے ابراہیم روایت کرتا ہے گویا کہ وہ سفیان بن عیینہ نہیں کوئی اور سفیان ہے کیونکہ یہ روایت کو بگاڑ دیتا ہے نیز فرمایا کہ یہ ہمارے ساتھ ابن عیینہؒ کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا تو لوگوں کو بعض اوقات تو وہی حدیثیں لکھواتا تھا جو انہوں نے ابن عیینہؒ سے سنی ہوئی ہوتی تھیں اور بعض اوقات ایسی احادیث لکھواتا تھا جو انہوں نے ابن عیینہؒ سے نہ سنی ہوتی

تھیں گو یا کہ یہ الفاظ میں خود تبدیلی کر دیتا تھا جو اصل حدیث میں نہ ہوتے تھے امام احمدؒ فرماتے ہیں میں نے اس ابراہیم کو کہا خدا تعالیٰ سے تو نہیں ڈرتا افسوس ہے تجھ پر ان کو ایسی حدیثیں لکھواتا ہے جو انہوں نے سفیان سے کبھی سنی ہی نہیں۔ علمؒ الحفاظ امام یحیی بن معینؒ فرماتے ہیں لیس بشئی (کچھ چیز نہیں) لم یکن یکتب عند سفیان وکان یملی علی الناس مالم یقلہ سفیان۔ سفیانؒ سے جو چیز نہیں لکھتا تھا وہی لوگوں کو سفیان کی طرف منسوب کر کے لکھوا دیتا حالانکہ سفیانؒ ہرگز وہ بات نہ کہتا تھا۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں لیس بالقوی (قوی نہیں ہے) ابن حبانؒ نے ابراہیم کی بہت تعریف کی ہے اور کہا مَنْ زَعَمَ اَنَّہٗ کَانَ یَنَامُ فِیْ مَجْلِسِ ابْنِ عُیَیْنَۃَ فَقَدْ صَدَقَ وَلَیْسَ ھٰذَا مِمَّا یُجْرَحُ مِثْلُہٗ فِی الْحَدِیْثِ (جس نے یہ گمان کیا کہ ابراہیم۔ سفیانؒ کی مجلس میں (یعنی سبق پڑھنے کے وقت) سو جاتا تھا پس اس نے سچ کہا ہے لیکن یہ سو جانا حدیث میں جرح نہیں ہے) دیکھئے تہذیب التہذیب صفحہ ۱۰۹ تا صفحہ ۱۱۰۔

بعض حضرات نے ابراہیم کو ثقہ بھی قرار دیا ہے لیکن بار بار بھولنا اور سبق پڑھتے وقت سو جانا یہ ایسے عیب ہیں کہ جب بھی اس کی روایت دوسرے راویوں کے خلاف ہو گی تو قابل قبول نہ ہو گی۔ ابن حبانؒ نے گرچہ یہ فرمایا ہے کہ سو جانا کوئی عیب نہیں کیونکہ ابراہیم نے سفیانؒ سے بار بار سنا ہے۔ لیکن یہ بات ابن حبانؒ کی درست نہیں کیونکہ سو جانا بھی تو بار بار ہوا ہے فلہذا ایسی نحوست کا مارا ہوا شخص حدیث کو کما حقہٗ صحیح یاد نہیں کر سکتا۔ چنانچہ محدث ابن صلاحؒ فرماتے ہیں:

الثالثۃ عشرۃ لاتقبل	تیرھویں قسم جرح کی یہ ہے کہ
روایۃ من عرف	متساہل آدمی کی روایت قبول
بالتساھل فی سماع الحدیث	نہ کی جائے جو حدیث سننے

او اسماعه ممن لا يبالی	وقت یا سنانے وقت پڑھائی
بالنوم فی مجلس السماع۔	کی مجلس میں سو جانے کی پرواہ
(مقدمہ ابن الصلاح ص۶۷)	نہ کرتا ہو۔

علامہ ھیثمیؒ فرماتے ہیں کثیر الوھم (مجمع الزوائد ص۲۲۷) یہ ابراہیم بہت بھولنے والا ہے۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں ابن بشار ذو مناکیر (تلخیص مستدرک ص۱۴۰) ابراہیم بن بشار اوپری روایتوں والا ہے۔

محدث عبد الرزاقؒ اپنے استاذ سفیان سے یہ روایت ترک رفع الیدین میں بیان کرتے ہیں چنانچہ الفاظ اس طرح مذکور ہیں۔

قال مرة واحدة ثم	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
لا یعود لرفعهما فی	وسلم ایک ہی مرتبہ رفع یدین
تلك الصلوٰة۔	کرتے تھے پھر اس نماز میں
(مصنف عبد الرزاق ص۷۱ ج۲)	دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

سند کے لحاظ سے یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

(۳۲) حضرت عیر لیثیؓ سے بھی رفع یدین عند الرکوع کا ذکر کیا گیا ہے۔ شمس الضحٰی ص۷ وجزء خالد ص۲۰ بروایت ابن ماجہ)

الجواب

اس کا جواب راقم الحروف نے نور الصباح حصہ اول ص۲۱۶ میں ذکر کیا ہے اس کا جواب تو ان بے چاروں سے نہ بن سکا بس آنکھیں بند کر کے اس کو ذکر کر دیا (لاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم) حالانکہ اس میں صرف رکوع کے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں بلکہ ہر تکبیر میں رفع یدین کا ذکر ہے جو غیر مقلدین کے کے مذہب کے خلاف ہے۔ البتہ خالد صاحب نے دھوکہ دینے کی ایک ناکام

کوشش کی ہے وہ اس روایت کا ترجمہ یوں تحریر کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جہاں جہاں رفع الیدین کرتے) ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے نماز میں۔ امام بخاری نے انہیں جزء ص۱۳ میں ان کا بھی شمار فرمایا ہے اور امام ترمذی نے فی الباب میں ذکر کیا ہے (جزء خالد ص۲۰)

خالد صاحب نے بین القوسین (جہاں رفع الیدین کرتے) یہ الفاظ اپنی طرف سے گھسیڑے ہیں لیکن آگے حدیث کا ترجمہ ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے نماز میں یہ خالد صاحب کے خلاف ہے اس لیے غیر مقلدین حضرات نے اپنی کتابوں میں اس روایت کی تردید لکھی ہے لیکن حضرت حکیم صاحب اور خالد صاحب حق بات کو ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ عبدالرشید انصاری اور اس کے معاونین الرسائل ص۲۶۷ طبع اول میں لکھتے ہیں "علامہ سندھی لکھتے ہیں کہ زوائد میں ہے کہ اس حدیث کی سند میں رفدہ بن قضاعہ ضعیف راوی ہے (نیز) عبداللہ نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا۔ الغرض مصنف کی پیش کردہ روایت ضعیف ہے اور پیش کرنے کے قابل بھی نہیں۔ امام بخاریؒ کے جزء رفع یدین کا خالد صاحب نے حوالہ دیا ہے وہ بھی دھوکہ ہے کیونکہ یہ رسالہ ایک مجہول شخص امام بخاریؒ کے ذمہ لگاتا ہے جس کا نام محمود بن اسحٰق ہے جس کا تذکرہ بار بار ہو چکا ہے حالانکہ امام بخاریؒ اس روایت کے سند کے راویوں پر جرح کرتے ہیں۔ امام بخاری فرماتے ہیں۔

رفدۃ بن قضاعۃ الغسانی	رفدہ بن قضاعہ غسانی شامی
الشامی عن الاوزاعی فی	کی حضرت امام اوزاعیؒ سے
احادیثہ مناکیر۔	روایت کردہ احادیث میں
(ضعفاء صغیر للبخاری ص۱۳	اوپری چیزیں پائی جاتی ہیں۔
و تاریخ کبیر ص۳۴۲/۲)	

نیز امام بخاریؒ فرماتے ہیں رفدۃ بن قضاعۃ الغسانی الشامی عن الاوزاعی لایتابع فی حدیثہ (تاریخ صغیر ص۲۰۷) رفدہ کی روایت اوزاعیؒ سے ایسی ہے کہ اس پر موافقت نہیں کی گئی۔

یاد رہے یہ روایت بھی رفدہ امام اوزاعیؒ سے روایت کر رہا ہے جس پر امام بخاریؒ جرح فرما رہے ہیں۔ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں۔

متروک روی لہ ابن ماجۃ حدیثا واحدا فی رفع الیدین (تھذیب التھذیب ص۲۸۳ ج۳)۔	یہ رفدہ راوی متروک الحدیث ہے جس کی ایک حدیث ابن ماجہ نے رفع الیدین میں روایت کی ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ و امام یحیی بن معینؒ بھی اس روایت کو غلط قرار دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں عبید بن عمیر کی کوئی روایت اپنے باپ دادا سے معلوم نہیں ہوئی امام احمدؒ فرماتے ہیں رفدہ کو میں نہیں پہچانتا (یعنی مجہول ہے) دیکھئے بدائع الفوائد لابن القیمؒ ص۹۰ ج۴ و تھذیب التھذیب ص۲۸۳ ج۳۔

ابن حبانؒ فرماتے ہیں مشہور محدثینؒ سے یہ راوی اوپری روایتیں لاتا ہے جب اس کی روایت ثقہ راویوں کے موافق ہو تب بھی قابل قبول نہیں جب ان ثقہ راویوں کے مخالف روایت کرے تو پھر کس طرح قبول ہو سکتی ہے اس راوی نے اوزاعیؒ سے اپنی سند کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اونچ اور نیچ میں رفع یدین کرتے تھے حالانکہ اس کی سند الٹی ہے اور متن حدیث اوپرا ہے اور زھری عن سالم عن ابن عمرؓ کی روایت اس کے مخالف ہے کیونکہ اس میں صراحت ہے کہ سجدوں کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے اور محدث ابن عدیؒ فرماتے ہیں یہ

رفع یدین کی روایت صرف رشدہ سے پہچانی جاتی ہے (یعنی ضعیف ہے) (تہذیب ص ۲۸۳ تا ص ۲۸۴)

دوسری بات

یہ ہے کہ اس روایت کی سند میں عبداللہ بن عبید بن عمیر نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سُنا یہ روایت منقطع بھی ہے چنانچہ امام بخاریؒ التاریخ الاوسط میں لکھتے ہیں:

لم یسمع من ابیہ شیئا ولا یذکرہ۔ — عبداللہ نے اپنے باپ عبید بن عمیر سے کچھ نہیں سُنا اور نہ اپنے باپ کا ذکر کرتا ہے۔

(تہذیب التہذیب ص ۳۰۸ ج ۵)

یہ ہے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سلفی مرحوم کے شاگردوں کی حالت کہ نور الصباح میں قائم کردہ اعتراضوں کا جواب نہیں دیتے اِدھر اُدھر کی باتیں لکھ کر لوگوں کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ نور الصباح کا جواب (شمس الضحیٰ) لکھ دیا گیا ہے۔

(۳۳) حضرت ابو سعید الخدریؓ سے بھی رفع یدین عند الرکوع پیش کیا جاتا ہے (شمس الضحیٰ ص ۷۱ وجزء خالد ص ۱۸۱ و ص ۱۸۲)

الجواب

حضرت ابو سعید الخدریؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین عند الرکوع ہرگز روایت نہیں کرتے یہ فضول دعویٰ ہے بے سند ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں باقی رہا حضرت ابو سعید الخدریؓ کا اپنا عمل وہ تو ویسے ہی غیر مقلدین حضرات کے ہاں حجت نہیں۔ البتہ ہم اس کی بحث بھی کر دیتے ہیں۔ حضرت ابو سعید الخدریؓ سے ایک سخت ضعیف سند کے ساتھ رفع یدین عند الرکوع کا ذکر ملتا ہے جس

کی سند میں لیث بن ابی سلیم ہے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ

صدوق اختلط اخیراً	یہ راوی سچا ہے لیکن آخری عمر
ولم یتمیز حدیثہ	میں ان پر حدیث خلط ملط ہو گئی
فترک۔	تو اس کی پہلے زمانہ والی صحیح حدیث
(تقریب ص۲۸۷)	اور آخری زمانہ والی خلط ملط والی
	حدیث میں کوئی تمیز اور فرق نہ ہو
	سکا اس لیے اسکی حدیث کو چھوڑ
	دیا گیا ہے۔

امام نسائیؒ فرماتے ضعیف کوفیؒ (کتاب الضعفاء والمتروکین ص۳۰۲) کہ یہ لیث ضعیف ہے کوفہ کا رہنے والا ہے لیث بن ابی سلیم کی وفات ۱۴۸ھ میں ہوئی (تہذیب ص۴۶۸ ج۸ وتقریب ص۲۸۷) حافظ ابن حجرؒ نے اس کا طویل ترجمہ نقل کیا ہے دیکھئے تہذیب ص۴۶۵ ج۸ تا ص۴۶۸ جس میں اس کا ضعیف ومختلط الحدیث ہونا بیان کیا ہے غیر مقلدین حضرات کے بزرگوں نے بھی اپنی کتابوں میں لیث کو ضعیف قرار دیا ہے علاوہ ازیں یہ مدلس بھی ہے اور روایت عن عطاء یعنی عنعنہ سے روایت کر رہا ہے جو محدثین کرامؒ کے ہاں ناقابل قبول ہے فلہٰذا یہ روایت پیش کرنے کی قابل ہی نہ تھی خداتعالیٰ غیر مقلدین حضرات کو سمجھ عطاء فرمائے۔ حضرت ابوسعید الخدریؓ سے ایک روایت ترک رفع الیدین عندالرکوع کی مروی ہے لیکن سند اس کی بھی ضعیف ہے

(۴۳) حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے بھی رفع یدین عندالرکوع کی روایت ابن ماجہ ص۶۲ سے پیش کی گئی ہے۔ شمس الضحٰی ص۱۷ وجزء خالد ص۱۹۶

الجواب

راقم الحروف نے جو نور الصباح ص۲۱۴ تا ص۲۱۵ میں اس کا جواب لکھا ہے

اس کا ان بے چاروں سے کوئی جواب نہیں ہو سکا بس آنکھیں بند کر کے پھر حضرت جابرؓ کی روایت کا ذکر کر دیا (اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون) یہ روایت حضرت جابرؓ سے ثابت نہیں ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن طہمان واقع ہے۔ محدث سلیمانیؒ فرماتے ہیں:

انکروا علیہ حدیثہٗ عن ابی الزبیر عن جابر فی رفع الیدین

(تہذیب التہذیب ص ۱۳۰ ج ۱) محدثین کرام نے ابراہیم پر اس رفع یدین کی روایت کرنے کی وجہ سے اعتراض کیا ہے جو انہوں نے اس کو ابوالزبیر عن جابرؓ سے روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس روایت کی سند میں ابوحذیفہ موسیٰ بن مسعود النہدی جو ابراہیم کا شاگرد ہے ضعیف ہے علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں یہ سفیان ثوریؒ سے باطل یعنی جھوٹی روایتیں روایت کرتا ہے (محلّٰی ص ۱۲۷ ج ۱) مزید تفصیل نور الصباح حصہ اوّل میں ملاحظہ کریں۔

(۳۵) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے رفع یدین عندالرکوع کی روایت بھی پیش کی جاتی ہے (شمس الضحٰی ص ۷۲ وجزء خالد ص ۱ بحوالہ ابن ماجہ)

الجواب

راقم الحروف نے اس کا جواب نور الصباح حصہ اول ص ۲۱۱ تا ص ۲۱۲ میں احسن انداز سے دے دیا ہے لیکن مولانا سلفی مرحوم کے شاگرد جواب سے عاجز ہیں تا قیامت اس کا جواب نہیں دے سکتے انشاء اللہ تعالیٰ یہ روایت جھوٹی و من گھڑت ہے اس کی سند میں عمر بن رباح واقع ہے جو دجّال ہے جھوٹی و باطل روایتیں بیان کر دیتا ہے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔ متروک الحدیث وکذّبہ بعضھم (تقریب) متروک الحدیث تھے اور بعض محدثین کرامؒ نے اس کو جھوٹا قرار دیا ہے امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔

حدثنی عمر بن علی قال عمر	کہ مجھے میرے استاذ عمرو بن علی
بن ریاح ابو حفص الضریر	الفلاسؒ نے بتایا کہ عمر بن ریاح
البصری عن ابن طاؤس	راوی جو ابن طاؤس سے روایت
دجالؒ (التاریخ الصغیر صـ۲۲)	کرتا ہے دجال ہے۔

یاد رہے یہ روایت بھی ابن طاؤس کے طریق سے مروی ہے محدث ابن عدیؒ اس پر جرح نقل کرتے ہوئے اسی روایت کا حوالہ دیا ہے اور اپنا فیصلہ یوں درج کیا ہے۔

ویروی عن ابن	اور یہ راوی ابن طاؤس سے
طاؤس بالبواطیل ما	جھوٹی روایتیں نقل کرتا ہے
لایتابعہ احد علیہ	کوئی بھی اس کی موافقت نہیں کرتا
والضعف بین علی	اس کی حدیث کا ضعیف ہونا
حدیثہ۔	ہونا واضح ہے جس میں کوئی
(کامل ابن عدی صـ۱۷۸)	پوشیدگی نہیں۔

امام حاکم ابو احمدؒ بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ یہ راوی ثقہ راویوں سے موضوع (من گھڑت) روایتیں نقل کرتا ہے اس کی روایت لکھنی جائز نہیں مگر بطور تعجب کے (تہذیب صـ۴۴۸) ایسی روایت کو خاموشی کے ساتھ بیان کر دینا اور اس کی حقیقت کو ظاہر نہ کرنا دھوکہ ہے۔
حضرت ابن عباسؓ سے مرفوع روایت ہے (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے) سات مقاموں کے علاوہ رفع یدین نہ کیا جائے (طبرانی) غیر مقلد حضرات کے مذہب کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں سند جید ہے۔ (نزل الابرار صـ۴۴)

پھر عمر بن ریاح کی روایت کردہ روایت بلیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے جب کہ غیر مقلدین حضرات اس کے منکر ہیں اس لیے عبدالرشید صاحب انصاری اور اس کے معاونین نے اس روایت کو رد کرتے ہوئے اس کا جواب یوں لکھا ہے۔ اس حدیث کی سند میں عمر بن رباح متفقہ طور پر ضعیف ہے چنانچہ علامہ سندھی (حنفی) فرماتے ہیں۔ عمر بن رباح متفقہ طور پر ضعیف ہے (الرسائل ص ۲۵۸ تا ص ۲۵۹ طبع سوم)

مولانا خالد گھرجاکھی کی بددیانتی

وہ اپنے جزء رفع الیدین ص ۱۷۴ میں اس روایت کا حلیہ بگاڑنے کے لیے اپنی طرف عبارت گھیڑ کر یوں لکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا کرتے (یعنی نہ تکبیر سے پہلے نہ تکبیر کے بعد کرتے بلکہ تکبیر کے ساتھ کرتے) لیکن خالد صاحب کا مطلب پھر بھی پورا نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا ان کے مذہب کے خلاف ہے۔

(۲۶) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے بھی رفع الیدین عند الرکوع کی روایت پیش کی گئی ہے (شمس الضحیٰ ص ۷۱ بحوالہ سنن بیہقی ص ۷۳ جزء خالد ص ۱۷۲ بحوالہ ابوداؤد و طبرانی)

الجواب

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے جو روایت ابوداؤد میں مذکور ہے اور اسی سند سے مسند احمد و طبرانی میں مذکور ہے اس کا جواب راقم الحروف نے نور الصباح ص ۲۱۰ تا ص ۲۱۱ میں ذکر کر دیا ہے اس کی سند میں عبداللہ بن لہیعہ ایک راوی واقع ہے جو کہ ضعیف ہے اور مدلس ہے اور یہ روایت عن سے بیان کر رہا ہے اور دوسری خرابی یہ ہے کہ اس سند میں دوسرا راوی میمون المکی ہے جو مجہول العین والحال ہے

ایسے مجہول ضعیف و مدلس قسم کے راویوں سے رفع یدین بیان کرنا اور حقیقت حال کو ظاہر نہ کرنا خیانت و بد دیانتی ہے حضرت حکیم صاحب نے اس کا حوالہ بیہقی سے دیا ہے بیہقی ص۷۳ ج۲ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی روایت کے ضمن میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا عمل موجود ہے جس کی سند نہایت ضعیف ہے اس کی بحث حضرت صدیق اکبرؓ کی روایت میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور بیہقی ص۷۴ ج۲ میں محمود بن اسحٰق روایت کرتا ہے امام بخاریؒ سے کہ ہم نے سترہ صحابہؓ سے رفع یدین روایت کیا ہے ابو قتادہؓ ابو اُسید الساعدی البدری و محمد بن مسلمۃ البدری و سہل بن سعد الساعدی وعبداللہ بن عمرؓ و عبداللہ بن عباسؓ وانسؓ بن مالک وابوہریرہؓ وعبداللہ بن عمروؓ بن العاص وعبداللہ بن زبیرؓ وائلؓ بن حجر و مالکؓ بن الحویرث وابوموسیٰؓ الاشعری و ابو حمید الساعدیؓ حالانکہ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے امام بخاریؒ نے کہیں بھی رفع یدین روایت نہیں کیا یہ محمود بن اسحٰق کا امام بخاریؒ کے ذمہ الزام ہے چنانچہ محمود بن اسحٰق جزء رفع الیدین ص۱۳ میں بڑی مجہول کے صیغے سے روایت کرتا ہے جو کہ ان روایات کے ضعف پر دلالت کرتا ہے۔

چنانچہ لیث بن ابی سلیم والی سند جسے رفع یدین ابن زبیرؓ کے عمل سے جزء رفع الیدین ص۲۷ میں مذکور ہے اور لیث سخت قسم کا ضعیف راوی ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ جب کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی مرفوع حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع الیدین صرف تکبیر افتتاح کے وقت ہے جیسا کہ ابتداء میں ان کی حدیثیں مذکور ہیں فلہٰذا وہی راجح ہیں۔ جب کہ رفع یدین عند الرکوع کی کوئی حدیث بھی عبداللہ بن زبیرؓ سے صحیح سند سے ثابت نہیں اور پھر جو ابوداؤد وغیرہ کے حوالہ سے گزری ہے اس میں وحین یسجد کے الفاظ بھی ہیں یعنی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب سجدہ کرتے تو اس وقت بھی رفع یدین کرتے تھے حالانکہ یہ روایت

غیر مقلدین کے مذہب کے خلاف ہے اس لیے عبدالرشید صاحب انصاری اور اس کے معاونین نے اس روایت کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں الغرض حدیث ضعیف اور ناقابل اعتبار ہے (الرسائل ص۲۶۳ طبع سوم)

مولانا خالد صاحب کی بد دیانتی

اس روایت کا وہ اپنی کتاب جزء رفع ص۱۶۲ میں عون المعبود ص۲۶۹ ج۱ کا حوالہ بھی دیتے ہیں اور صاحب عون المعبود مولانا شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد نے جو اس روایت پر جرح کی ہے اس کا ذکر تک نہیں کرتے۔ عبدالرشید صاحب انصاری اور اس کے معاونین عون المعبود سے نقل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ حدیث ضعیف اور ناقابل حجت بھی ہے امام منذریؒ فرماتے ہیں اس حدیث کی سند میں ابن لہیعہ ہے اور اس کے متعلق اماموں کی جرح ہے۔ علامہ خزرجی خلاصہ میں فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ نے فرمایا اس کی کتابیں جل گئی تھیں اور جس نے کتابیں جلنے سے پہلے نقل کیا اس کا سماع صحیح ہے امام یحیی بن معینؒ فرماتے ہیں لَيْسَ بِالْقَوِيّ کہ یہ قوی نہیں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں، سچا اور ساتویں طبقہ کا ہے لیکن کتابیں جل جانے کے بعد گڑبڑ پیدا ہو گئی (الرسائل ص۲۶۲ تا ص۲۶۳)

(۲۷) حضرت علیؓ سے بھی رفع یدین عند الرکوع کی روایت پیش کی گئی ہے (شمس الضحیٰ ص۷ بحوالہ ابوداؤد ص۱۱۵ و جزء خالد ص۱۶۲ بحوالہ ابوداؤد وغیرہ)

الجواب

حضرت علیؓ کی اس روایت کا راقم الحروف نے نور الصباح ص۱۹۹ تا ص۲۰۳ میں مفصل جواب دیا ہے جس کا ان حضرات نے کوئی جواب نہیں دیا اور نہ قیامت تک دے سکتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ اس روایت کی سند میں عبدالرحمن بن ابی الزناد

ایک راوی واقع ہے اس کے حافظہ کی خرابی بنا پر اس روایت میں رفع یدین کا ذکر آگیا ہے ورنہ اصل حدیث میں رفع الیدین کا کوئی ذکر نہیں ہے پہلے آپ سند ملاحظہ کرلیں۔ الحسن بن علی حدثنا سلیمن بن داؤد الھاشمی حدثنا عبدالرحمٰن بن ابی الزناد عن موسیٰ بن عقبۃ عن عبداللہ بن الفضل عن عبدالرحمٰن الاعرج عن عبیداللہ بن ابی رافع عن علی بن ابی طالب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ابوداؤد)

ابن ابی الزناد کا شاگرد سلیمن بن داؤد الہاشمی ہے ابن ماجہ ص ۶۲ اور مسند احمد ص ۹۳ و ترمذی میں بھی یہی شاگرد راوی ہے البتہ ابن خزیمہ اور دارقطنی کی ایک روایت کے مطابق اس روایت کو عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے روایت کرنے والا ایک اور شاگرد عبداللہ بن وھب بھی ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد القرشی المدنی ہے یعنی مدینہ منورہ کا رہنے والا ہے علی بن المدنی استاذ امام بخاری فرماتے ہیں۔

ما حدث بالمدینۃ فھو صحیح وما حدث ببغداد افسدہ البغداد یون۔ (تحفۃ الاحوذی ص ۱/۲۱۷)	اس ابن ابی الزناد نے جو روایت مدینہ منورہ میں بیان کی ہے پس وہ صحیح ہے اور جو بغداد میں بیان کی ہے اس کو بغداد والوں نے خراب کر دیا ہے۔

یعنی جب مدینہ منورہ میں رہتا تھا اس کا حافظہ اچھا تھا حدیث صحیح بیان کرتا تھا جب بغداد میں آیا تو حافظہ خراب ہو گیا تھا حدیث میں گڑبڑی کرتا تھا۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔

صَدُوْقٌ تَغَیَّرَ حِفْظُہٗ لَمَّا قَدِمَ بَغْدَادَ (تقریب) سچا راوی

ہے لیکن جب بغداد آیا تو حافظہ متغیر و تبدیل ہو چکا تھا۔

مولانا عبدالرحمن مبارکپوریؒ غیر مقلد نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

قال ابن معین ما حدث بالمدینة فهو صحیح وقال فی هامش الخلاصة نقلا عن التهذیب وما حدث به ببغداد والعراق فمضطرب (تحفة الاحوذی ص ۵ ج ۱)

کہ امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ اس راوی نے جو روایت مدینہ منورہ میں بیان کی ہے وہ صحیح ہے اور تہذیب الکمال میں ہے جو اس راوی نے بغداد اور عراق میں روایت بیان کی ہے وہ مضطرب ہے۔

اب یہاں دیکھ لیا جائے کہ اس کا شاگرد سلیمن بن داؤد الہاشمی یہ بغدادی ہے اور عبداللہ بن وھب وہ المصری ہے۔ مدنی راوی کوئی بھی روایت کرنے والا نہیں ہے فلہٰذا محدثین کرامؒ کے اس ضابطہ کے تحت اس کی حدیث یقیناً مضطرب وفاسد وردی ہے جو ہرگز پیش کرنے کے قابل نہیں ہے۔ تیسرا شاگرد اسمٰعیل بن ابی اویس ہے (جزء بخاری) وہ بھی مجہول ہے اور یہ رسالہ قابل اعتماد نہیں۔

دوسری بات

اس روایت کی سند میں ابن ابی الزناد کا استاذ موسیٰ بن عقبہ ہے محدث ابن عدیؒ ایک حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں۔

وهذا لا اعلم یرویه عن موسیٰ بن عقبة غیر عبد الرحمن بن ابی الزناد

اور یہ حدیث موسیٰ بن عقبہ سے عبدالرحمن کے سوا کوئی اور معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ بھی اس کو

معہ احادیث اخر یرویها ابن ابی الزناد وهذا عن موسی بن عقبة عن ابی الزبیر عن جابر لا یرویها غیرہ عن موسی وعبد الرحمن بن ابی الزناد من الحدیث غیر ما ذکرت ولبعض ما یرویه لا یتابع علیه وهو ممن یکتب حدیثه (کامل ابن عدی صہ ۱۵۸۷ ج ۴)

روایت کرتا ہے اس حدیث کے علاوہ بھی موسیٰ بن عقبہ سے عبدالرحمن کی حدیثوں کا یہی حال ہے اور یہ روایت بھی موسیٰ بن عقبہ عن ابی الزبیر عن جابر سے مروی ہے موسیٰ سے عبدالرحمن کے سوا کوئی روایت نہیں کرتا عبدالرحمن کی دیگر روایات بھی مذکورہ روایات کے علاوہ موجود ہیں ان میں بھی بعض ایسی ہیں جن میں یہ متفرد ہے اور کوئی دوسرا اس کی اس پر موافقت نہیں کرتا یہ ان راویوں میں سے ہے کہ اس کی حدیث لکھ لی جائے۔

محدث ابن عدیؒ نے بڑے پتہ کی بات بتائی ہے کہ موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں یہ اکیلا ہوتا ہے کوئی دوسرا اس کے موافق موسیٰؒ سے روایت نہیں کرتا جس سے معلوم ہوتا ہے یہ عبدالرحمن کی غلطی ہے۔ اسی طرح یہ رفع یدین والی روایت بھی عبدالرحمن اپنے استاذ موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی اس کو روایت نہیں کرتا۔ ابن جریجؒ نے بھی اپنے استاد موسیٰؒ سے یہ روایت ذکر کی ہے لیکن رفع یدین کا اس میں کوئی ذکر نہیں اس کی سند یوں ہے۔ ابن جریج اخبرنی موسی بن عقبة عن عبد الله بن الفضل عن عبد الرحمن الاعرج عن عبید الله

بن ابی رافع عن علی بن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (الحدیث) (سنن دارقطنی ص۲۹۷ ج۱)

اسی طرح موسیٰ بن عقبہ کے علاوہ دوسرے راوی بھی یہ روایت کرتے ہیں لیکن رفع یدین کا اس روایت میں نام و نشان تک نہیں ملتا (دیکھئے صحیح مسلم ص۲۶۳ ج۱ وابوداؤد ص۱۱۱ ج۱)

اور ابن جریج نے جو اپنے استاذ موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی ہے اس میں رفع یدین کا ذکر نہیں اس سند والی روایت کے متعلق مولانا شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد فرماتے ہیں:

سندہٗ صحیح ورواتہٗ	اس حدیث کی سند صحیح ہے
کلھم ثقات والحجاج	اور تمام راوی ثقہ ہیں اور اس سند
ھو الاعور۔	میں الحجاج الاعور ہے جو ثقہ
(التعلیق المغنی ص۲۹۷ ج۱)	ہے۔

فلہٰذا حضرت علیؓ کی طرف اس روایت کی نسبت درست نہ رہی ہے جبکہ حضرت علیؓ سے ترک رفع یدین کرنا صحیح سند سے ثابت ہے اور آپ کے شاگرد بھی ترک رفع یدین پر عمل کرتے تھے۔

(۳۸) حضرت عمرؓ سے بھی رفع الیدین عند الرکوع پیش کیا جاتا ہے۔ (شمس الضحیٰ ص۶۹ بحوالہ سنن کبریٰ ص۷۳ ج۲ وجزء خالد ص۱۶۰ بحوالہ بیہقی وجزء بخاری ص۱۳ وجزء سبکی)

الجواب

حضرت عمرؓ سے کسی صحیح سند سے رفع الیدین ثابت نہیں راقم الحروف نے نور الصباح حصہ اول کے ص۱۷۲ تا ص۱۷۴ میں اس کا بہترین جواب لکھا ہے جس کا

جواب نہیں دیا گیا اور نہ قیامت تک مولانا سلفی مرحوم کے شاگرد جواب لکھ سکتے ہیں یہی وجہ تھی کہ غیر مقلدین حضرات نور الصباح کے جواب لکھنے سے ڈرتے تھے اور ڈرتے ہیں۔

سنن کبریٰ بیہقی کی روایت جس کا شمس الضحیٰ میں ص۱۷۲ بتایا گیا ہے یہ ص۱۷۲ میں ہے یہ روایت مجہول ہے کیونکہ اس میں ایک راوی رجلاً من اصحابہ مجہول ہے ملا اس میں حضرت عمرؓ کا ذکر کرنا وہم ہے حضرت امام احمد بن حنبلؒ امام دارقطنیؒ کا فیصلہ بھی یہی ہے امام حاکمؒ کا حضرت عمرؓ کے صحیح سند والے اثر کو جس میں ان سے ترک رفع یدین کا عمل مذکور ہے شاذ قرار دینا اور اس مجہول و غلط قسم کی روایت کو محفوظ قرار دینا ناانصافی ہے ان میں شیعیت کے جراثیم بھی تھے اس لیے اہلسنت کے ائمہ کرامؒ کے فیصلہ کے مقابلہ میں ان کا فیصلہ قبول نہیں حضرت عمرؓ سے صحیح سند کے ساتھ ترک رفع یدین کا عمل ذکر ہو چکا ہے فلہٰذا ان سے رفع یدین عندالرکوع کی کوئی روایت بھی صحیح سند سے موجود نہیں اگر ہمت ہے تو ان سے روایت پیش کر کے ہر راوی کی توثیق محدثین کرامؒ سے ثابت کرو ورنہ دھوکہ دینا چھوڑ دو۔ راقم الحروف نے حضرت عمرؓ کے عمل ترک رفع الیدین کے اثر کی سند کے ہر راوی کی الگ الگ توثیق محدثین کرامؒ سے بیان کی ہے جزء بخاری و جزء سبکی میں حضرت عمرؓ کی طرف نسبت غلط ہے کیونکہ یہ بے سند بات ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں۔

(۳۹) حضرت ابو قتادہؓ سے بھی رفع الیدین عندالرکوع پیش کیا گیا ہے۔ (شمس الضحیٰ ص۷۸ بحوالہ جزء بخاری و جزء خالد ص۱۸۲ بحوالہ ابوداؤد وغیرہ)

الجواب

حضرت ابو قتادہؓ کا اس روایت میں ذکر کرنا یہ عبدالحمید بن جعفر کی غلطی اور وہم ہے کیونکہ محمد بن عمرو بن عطاء کہتا ہے۔

سَمِعْتُ اَبَا حُمَیْدٍ السَّاعِدِیَّ   کہ میں نے حضرت ابو حمید الساعدیؓ

فِیْ عَشْرَۃٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْھُمْ اَبُوْقَتَادَۃَ۔ (ابو داؤد صہ ج ۱ ۱۱۳)	سے یہ حدیث سنی جب کہ وہ دس صحابہؓ کی مجلس میں تھے ان دس میں حضرت ابوقتادہؓ بھی موجود تھے۔

حالانکہ محمد بن عمرو بن عطاء حضرت ابوقتادہؓ کا زمانہ نہیں پا سکے۔ حضرت ابوقتادہؓ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں فوت ہوئے ہیں اور حضرت علیؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی اور حضرت علیؓ ۴۰ھ میں شہید ہوئے۔ اور محمد بن عمرو بن عطاءؒ کی کل عمر بقول ابن حبانؒ ۸۲ سال ہے (تہذیب التہذیب لابن حجرؒ صہ ج ۹ ۳۷۲) نیز حافظ صاحبؒ لکھتے ہیں۔

مات فی حدود العشرین (تقریب صہ ۳۱۳) محمد بن عمرو بن عطاء تقریباً ۱۲۰ھ میں فوت ہوا ہے لیکن حافظ صاحبؒ تہذیب التہذیب صہ ج ۹ ۳۷۵ میں فرماتے ہیں۔

و محمد بن عمرو (بن) انما مات بعد سنۃ عشرین ومائۃ	اور محمد بن عمرو بن عطاء یقیناً ۱۲۰ھ کے بعد فوت ہوا ہے۔

اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

و محمد بن عمرو بن عطاء توفی فی خلافۃ ولید بن یزید بن عبد الملک وکانت خلافتہ فی سنۃ خمس وعشرین ومائۃ ولهذا قال ابن	اور محمد بن عمرو بن عطاء ولید بن یزید بن عبد الملک کی خلافت (یعنی حکومت) میں فوت ہوئے ہیں اور ولید کی حکومت ۱۲۵ھ میں شروع ہوئی تھی اس لیے ابن حزمؒ نے کہا شاید عبد الحمید

حزم وعلّه وھم یعنی عبد الحمید	بن جعفر (ابو قتادہؓ کے بیان
(المبنایہ شرح الھدایہ ص ۶۶۷ ج ۱)	کرتے ہیں) بھول گیا ہے۔

اب خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت ابو قتادہؓ سے محمد بن عمروؒ کی ملاقات ثابت نہیں کیونکہ محمد بن عمروؒ کی کل عمر ۸۳ سال ہے اور یہ ۱۲۵ھ میں فوت ہوا ہے گویا ۴۲ھ یا ۴۳ھ میں اس کی ولادت ہوئی ہے جب کہ حضرت علیؓ ۴۰ھ میں شہید ہوئے اور حضرت ابو قتادہؓ تو حضرت علیؓ سے بھی پہلے فوت ہو گئے ہیں کیونکہ حضرت علیؓ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی تھی۔ حافظ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ دروایتہ عن ابی قتادۃ مرسلۃ وکذا قال الطحاوی (تھذیب التھذیب ص ۳۷۴ ج ۹) اس کی روایت حضرت ابو قتادہؓ سے منقطع ہے اور اسی طرح امام طحاویؒ نے فرمایا ہے۔ علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں :

وایضاً فانما ذکرابا قتادۃ	نیز اس روایت میں ابو قتادہؓ
عبد الحمید بن جعفر ولعلّہ	کا ذکر صرف عبد الحمید بن جعفر
وھم فیہ۔	کرتا ہے اور شاید یہ اس کا
(محلّی ابن حزم ص ۱۲۸ ج ۴)	وہم ہے۔

مشہور مؤرخ و محدّث (استاذ امام بخاریؒ) خلیفہؒ بن خیاط المتوفی ۲۴۰ھ فرماتے ہیں کہ ۳۸ھ میں حضرت ابو قتادہؓ شہر کوفہ میں فوت ہو گئے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ص ۲۰۵ ج ۱۲) محدّث ابن القطانؒ فرماتے ہیں۔

جو لوگ عبد الحمید بن جعفر کی اس روایت کو صحیح کہتے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ یہ ثابت کریں کہ حضرت ابو قتادہؓ بھی اس مجلس میں تھے حالانکہ وہ یہ ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ حضرت ابو قتادہؓ کی نماز جنازہ حضرت علیؓ نے پڑھائی اور یہی صحیح بات ہے اور حضرت علیؓ ۴۰ھ میں شہید ہو گئے ہیں فلہذا محمد بن عمرو

اس زمانہ کو نہیں پا سکے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت ابو قتادہؓ ۵۴ھ میں فوت ہوئے ہیں لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے (الجوہر النقی ص ۱۲۸ ج ۲)

مشہور مورخ و محدث علامہ محمد بن سعدؒ حضرت ابو قتادہؓ کو ان صحابہؓ کی فہرست میں درج کرتے ہیں جو کوفہ میں فوت ہوئے تھے چنانچہ فرماتے ہیں۔

وكان قد نزل الكوفة ومات	اور بے شک حضرت ابو قتادہؓ
بها وعليٌّ بها وهو صلى	کوفہ تشریف لے گئے تھے اور
عليه واما محمد بن عمر	وہیں فوت ہوئے اور حضرت
فانكر ذالك وقال حدثني	علیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی تھی
يحيى بن عبد الله بن ابي	لیکن محمد بن عمر واقدی نے اس
قتادة ان ابا قتادة توفي	کا انکار کیا ہے اور کہا ہے
بالمدينة سنة اربع و	حضرت ابو قتادہؓ مدینہ منورہ
خمسين وهو ابن سبعين	میں ۵۴ھ میں فوت ہوئے
سنة (طبقات ابن سعد ص ۹ ج ۶)	ہیں اور وہ ستر سال کے تھے۔

محمد بن سعدؒ باوجودیکہ واقدی کے شاگرد ہیں پھر بھی انہوں نے واقدی کذاب کی بات کو نہیں مانا ابن ابی حاتمؒ لکھتے ہیں۔ قال ابی فصار الحديث مرسلاً (علل الحديث لابن ابی حاتم ص ۱۶۳ ج ۱) میرے ابا امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں۔ پس یہ حدیث منقطع ہے (یعنی محمد بن عمرو کی حضرت ابو قتادہؓ سے ملاقات ثابت نہیں) محدث ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں۔

رُوي من وجوه عن موسى	کہ متعدد سندوں سے حضرت
بن عبد الله بن يزيد	موسیٰ بن عبد اللہ الانصاریؒ اور
الانصاري وعن الشعبي	امام شعبیؒ سے روایت کیا گیا ہے

انما قال صلی علیؓ علی ابی قتادۃ	کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو قتادہؓ
وکبر علیہ سبعاً قال الشعبی	کی نماز جنازہ سات تکبیروں
وکان بدریاً۔	سے پڑھائی اور شعبیؒ فرماتے
(استیعاب ابن عبد البرؒ ۲۷	ہیں کہ حضرت ابو قتادہؓ بدری
کتاب الکنیٰ باب القاف)	تھے۔

محدث ابن عبد البرؒ نے پھر متعدد سندوں سے اس روایت کو بیان فرمایا۔ ان سندوں میں سے سند کے ایک راوی حسن بن عثمانؒ ہیں جو امام ھشیمؒ کے شاگرد ہیں وہ فرماتے ہیں:

ومات ابو قتادۃؓ سنۃ	حضرت ابو قتادہؓ ۴۰ھ میں
اربعین وشھد ابو قتادۃؓ	فوت ہوئے ہیں اور حضرت علیؓ
مع علی مشاھدہ کلھا فی	کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک
خلافتہ۔	رہے جو حضرت علیؓ کی خلافت
(استیعاب)	میں واقع ہوئی تھیں۔

محدث ابن سعدؒ فرماتے ہیں ہمیں ھیثم بن عدی نے خبر دی کہ حضرت ابو قتادہؓ کوفہ میں فوت ہوئے ہیں اور حضرت علیؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی ہے (تاریخ بغداد صفحہ ۱۶۱/۱)

ھیثم بن عدی الطائی الکوفی المتوفی ۲۰۷ھ بھی محدث ابن سعدؒ کا استاذ ہے یہ بھی مؤرخ ہے اور واقدی کی طرح کذاب ہے لیکن محدث ابن سعدؒ نے اس بات میں ابن عدی کی بات کا اعتبار کیا ہے واقدی کا اعتبار نہیں کیا امام بخاریؒ کے استاذ علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں:

ھو اوثق من الواقدی (میزان ص ۳۲۴ ج ۳)	یہ واقدی سے زیادہ قابل اعتماد ہے

لیکن یہاں صرف ھیثم بن عدی کے قول پر دار و مدار نہیں بلکہ صحیح و متصل سند کیا پر اعتماد ہے جو استیعاب و بیہقی و تاریخ بغداد و ابن ابی شیبہ وغیرھا کتابوں میں مذکور ہیں جن میں یہ ذکر ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو قتادہؓ پر نماز جنازہ پڑھائی اور پھر ان روایات پر اعتماد کرتے ہوئے بہت سے مؤرخ و محدث حضرات قائل ہیں۔ محدث بغدادیؒ لکھتے ہیں:

اخبرنا ابن رزق انبأنا	ہمیں ابن رزق نے بتایا وہ
عثمن بن احمد نا حنبل	کہتے ہیں ہمیں عثمن بن احمد نے
بن اسحٰق قال بلغنی	بتایا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حنبل
توفی ابو قتادۃ الحارث	بن اسحٰق نے بتایا کہ مجھے یہ
بن ربعی سنۃ ثمان	بات پہنچی ہے حضرت ابو قتادہؓ
وثلاثین فی خلافۃ	۳۸ھ میں فوت ہوئے
علیؓ وصلی علیہ علیؓ بالکوفۃ	حضرت علیؓ کی خلافت میں اور
(تاریخ بغداد ص ۱۶۱ / ج ۱)	حضرت علیؓ نے کوفہ میں اس کا
	جنازہ پڑھایا ہے۔

یہ حنبل بن اسحٰق متوفی ۲۷۳ھ امام احمد بن حنبلؒ کا چچا زاد بھائی ہے تاریخ میں بھی ایک کتاب لکھی ہے امام بغویؒ و محدث ابن صاعدؒ کا استاذ ہے ثقہ اور ثبت اور صدوق ہے دیکھئے (المنتظم لابن الجوزیؒ ص ۸۹ / ج ۵)

خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت ابو قتادہؓ جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے البتہ اس کے بعد والی جنگوں میں حصہ لیا وعاش الی خلافۃ علی بن ابی طالب (حضرت علیؓ کی خلافت تک زندہ رہے) ومات فی خلافتہ (اور ان کی خلافت میں ہی فوت ہوئے) وقیل بل بقی زمانا طویلاً

(اور کہا گیا ہے کہ حضرت علیؓ کی وفات کے بعد بھی طویل زمانہ رہے)۔ تاریخ بغداد ص۱۵۹ آخری قول کو قیل مجہول کے صیغہ سے نقل کر کے ضعف کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ علامہ عینیؒ۔ علامہ ابن حزمؒ امام طحاویؒ محدث خلیفہ بن خیاطؒ (استاذ امام بخاریؒ) محدث ابن قطان فاسیؒ علامہ ماردینیؒ علامہ ابن سعدؒ امام ابو حاتمؒ محدث ابن عبد البرؒ محدث حسن بن عثمانؒ علامہ خطیب بغدادیؒ محدث حنبل بن اسحٰقؒ یہ سب حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت ابو قتادہؓ حضرت علیؓ کی خلافت میں فوت ہوئے ہیں۔ قاضی شوکانی صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں:

وقد اختلف في موت	اور اختلاف کیا گیا ہے حضرت
أبي قتادة فقيل مات	ابو قتادہؓ کی وفات کے بارے
في سنة أربع وخمسين	میں پس کہا گیا ہے کہ ۵۴ھ میں
وعلى هذا فلقاء محمد له	فوت ہوئے اس روایت کی بناء
ممكن لأن محمداً	پر محمد بن عمرو کی ملاقات حضرت
مات بعد سنة	ابو قتادہؓ سے ممکن ہے کیونکہ
عشرين ومائة وله	محمد بن عمرو ۱۲۰ھ کے بعد فوت
نيف وثمانون سنة	ہوئے ہیں اور ان کی کل عمر
وقيل مات أبو قتادة	اسّی سال اور چند سال ہیں۔
في خلافة عليؓ	اور کہا گیا ہے کہ حضرت ابو قتادہؓ
ولا يمكن على هذا	حضرت علیؓ کی خلافت میں فوت
أن محمداً أدركه	ہوئے ہیں تو اس روایت کی
لأن علياً قتل في	بناء پر ممکن ہی نہیں کہ محمد بن
سنة أربعين وقد	عمروؒ حضرت ابو قتادہ کو پا سکا

اجيب عن هذا	ہو کیونکہ حضرت علیؓ ۴۰ھ
انه صح موته في	میں شہید ہوئے ہیں۔ اور
خلافة علي فلعل	بے شک اس کا جواب یہ ہے کہ
من ذكر	حضرت ابو قتادہؓ کی وفات صحیح
مقدار عمر محمد	روایت کے مطابق حضرت علیؓ کی
او وقت وفاته	خلافت میں ہی ہوئی ہے پس شاید
وهم۔	محمد بن عمروؒ کی کل عمر بتانے میں
(نیل الاوطار ص۱۸۵ ج۲)	یا ان کے وقت وفات کے
	بیان کرنے میں غلطی ہوئی ہو۔

حضرت قاضی صاحب نے یہ اقرار کر لیا کہ حضرت ابو قتادہؓ حضرت علیؓ کی خلافت میں فوت ہوئے ہیں اور یہی روایت صحیح ہے اور اس روایت کی بنار پر محمد بن عمروؒ کی ملاقات حضرت ابو قتادہؓ سے ناممکن ہے اور دوسری روایت ۵۴ھ والی غلط ہے پھر حضرت قاضی صاحب نے اپنی طرف سے جواب بنانے کی کوشش کی ہے لیکن شاید کہہ کر جو شک پر دلالت کرتا ہے اور شک یقین کو زائل نہیں کر سکتا جناب قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ غیر مقلد لکھتے ہیں۔ ابو قتادہ انصاری اسلمیؓ۔ سب کا اتفاق ہے کہ امیر المؤمنین علیؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی نماز جنازہ میں سات یا چھ تکبیریں ادا کی تھیں، اہل بدر کی نماز جنازہ اسی طرح پڑھی جایا کرتی تھی (الی) ۴۰ھ میں انتقال فرمایا رضی اللہ عنہ (اصحاب بدر ص۱۲۸) امام طحاوی فرماتے ہیں۔

حدثنا ابن ابي داؤد قال ثنا	کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو قتادہؓ
يحيى قال ثنا اسمعيل قال	کی نماز جنازہ پڑھائی تو سات
ثنا موسى بن عبد الله	تکبیریں ادا کیں۔ امام طحاویؒ فرماتے

ان علیاً صلی علی ابی قتادۃ فکبر علیہ سبعاً۔ قیل لہ ان علیاً انما فعل ذالک لان اھل بدر کان کذالک حکمھم فی الصلوۃ علیھم یزاد فیھا من التکبیر علی مایکبر علی غیرھم من سائر الناس۔ (طحاوی صفحہ ۲۲۳ ج ۱ کتاب الجنائز)

ہمیں معترض کو جواب دیا جائے گا کہ حضرت علیؓ نے یہ تکبیریں زائد اس لیے کہیں کہ اہل بدرؓ کا جنازہ اسی طرح پڑھایا جاتا تھا۔

امام بخاریؒ کے استاد محدث ابو بکرؒ فرماتے ہیں۔

حدثنا عبد اللہ بن نمیر و وکیع قال حدثنا اسماعیل بن ابی خالد عن موسیٰ ابن عبد اللہ بن یزید قال صلی علیؓ علی ابی قتادۃ فکبر علیہ سبعاً (ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۰۴ ج ۳)

کہ ہمیں ابن نمیر اور وکیعؒ نے بتایا وہ فرماتے تھے ہمیں اسماعیل نے بتایا موسیٰؒ سے وہ فرماتے تھے کہ حضرت علیؓ نے ابو قتادہ کی نماز جنازہ پڑھائی پس اس پر سات تکبیریں ادا کیں۔

خلیب بغدادیؒ اپنی سند سے بیان فرماتے ہیں:

اخبرنا ابن الفضل نبأنا عبد اللہ بن جعفر نا یعقوب بن سفین نا عبید اللہ بن موسیٰ عن اسماعیل بن ابی خالد عن موسیٰ بن عبد اللہ بن یزید ان علیاً صلی علی ابی قتادۃ فکبر علیہ سبعاً وکان بدریاً (تاریخ بغداد صفحہ ۱۶۱ ج ۱)

کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو قتادہؓ پر نماز جنازہ سات تکبیریں ادا کر کے پڑھایا اور حضرت ابو قتادہؓ بدری تھے۔

امام بیہقیؒ نے سنن کبریٰ ج۳ ص۳۶ تا ص۳۷ میں خطیب بغدادیؒ والی بعینہ اسی سند سے حضرت علیؓ کا نماز جنازہ پڑھانا حضرت ابو قتادہؓ پر سات تکبیروں سے بیان کیا ہے اور یہ کہ حضرت ابو قتادہؓ بدری تھے۔ اس کے بعد امام بیہقیؒ فرماتے ہیں

وھو غلط لان ابا قتادۃ رضی	یہ غلط ہے اس لیے کہ حضرت
اللہ عنہ بقی بعد علی رضی	ابو قتادہؓ حضرت علی کے بعد عرصہ
اللہ عنہ مدۃ طویلۃ۔	دراز تک زندہ رہے۔

امام بیہقیؒ نے باسند بات کو رد کر دیا اور محمد بن عمر واقدی کذاب کی روایت کو قبول کر لیا (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) حافظ ابن حجرؒ امام بیہقی کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

قُلْتُ وَھٰذِہٖ عِلَّۃٌ	میں (ابن حجرؒ) کہتا ہوں کہ امام
غَیْرُ قَادِحَۃٍ لِاَنَّہٗ	بیہقیؒ کی یہ جرح درست نہیں
قَدْ قِیْلَ اِنَّ اَبَا قَتَادَۃَ	کیونکہ کہا گیا ہے کہ بے شک
قَدْ مَاتَ فِیْ خِلَافَۃِ	حضرت ابو قتادہؓ حضرت علیؓ کی
عَلِیٍّ وَھٰذَا ھُوَ الرَّاجِحُ۔	خلافت میں فوت ہوئے ہیں
(تلخیص الحبیر ص۱۴۲ ج۲)	اور یہی بات راجح و درست

حافظ ابن حجر کی پریشانی

حضرت حافظ صاحب بہت پریشان ہیں کبھی ۵۴ھ والی روایت کو زیادہ مشہور اور صحیح کہہ دیتے ہیں (تقریب ص۴۲۲) کبھی فرماتے ہیں ابو قتادہؓ سے محمد بن عمروؒ کی ملاقات نہیں اور یہ روایت مرسلہ (منقطعہ) ہے (تہذیب ص۳۷۴ ج۹) کبھی فرما دیتے ہیں کہ محمد بن عمروؒ کی ملاقات ثابت ہے یہ تابعی کبیر ہے (تلخیص الحبیر ص۲۲۳ ج۱) کبھی

امام شعبیؒ پر گرفت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شعبیؒ کی کسی نے بھی موافقت اس بات میں نہیں کی کہ حضرت ابو قتادہؓ جنگ بدر میں شریک ہوئے ظاہر یہ ہے کہ یہ غلطی شعبیؒ سے نہیں بلکہ نیچے والے راوی سے ہے (تہذیب ص ۲۰۵ / ۱۲) حالانکہ موسیٰؒ بن عبد اللہ نے بھی یہ بات کی ہے جیسا کہ تاریخ بغداد و بیہقی کے حوالہ سے گذر چکا ہے امام طحاویؒ بھی بدری کہتے ہیں۔ امام بخاریؒ بھی بدری لکھتے ہیں دیکھئے (التاریخ الصغیر ص ۵۵) اور طبرانی صغیر ص ۲۴۸ میں سند سے یہ روایت موجود ہے کہ حضرت ابو قتادہؓ نے جنگ بدر کی رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلح پہرہ دیا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ احْفَظْ اَبَا	اے اللہ تعالیٰ ابو قتادہؓ کی
قَتَادَۃَ کَمَا حَفِظَ	اس طرح حفاظت فرما جس طرح
نَبِیَّکَ ھٰذِہِ	اس نے تیری نبیؐ کی حفاظت
اللَّیْلَۃَ۔	اس رات کی ہے۔

نیز حضرت حافظ صاحبؒ نے الاصابہ ص ۱۵۶ / ۲ حرف القاف میں بھی حضرت ابو قتادہؓ کا ترجمہ نقل کیا ہے لیکن کوئی فیصلہ نہیں دیا۔ علامہ ذہبیؒ نے بھی الکاشف ص ۲۲۵ / ۳ میں ہتھیار ڈال دیئے ہیں بس اتنا فرماتے ہیں فی وفاتہ اختلاف کہ اس کی وفات میں اختلاف ہے۔

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ اس روایت میں ابو قتادہؓ کا ذکر کرنا صحیح نہیں چنانچہ امام ابو داؤدؒ عبد الحمید کی روایت کے بعد فرماتے ہیں: حدثنا عیسیٰ بن ابراھیم المصری نا ابن وھب عن اللیث عن یزید بن محمد القرشی و یزید بن ابی حبیب عن محمد بن عمرو بن حلحلۃ عن محمد بن عمرو بن عطاء انہ کان جالسا مع نفر من اصحاب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھذا الحدیث ولم یذکرا ابا قتادۃ الخ

(ابو داؤد ص ۱۰۵ ج ۱ طبع مجتبائی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ اس سند سے محمد بن عمرو بن عطاء سے یہ حدیث بیان کی گئی ہے اس میں محمد بن عمرو بن عطاء نے حضرت ابو قتادہؓ کا ذکر نہیں کیا (امام ابو داؤدؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عبد الحمید بن جعفر نے غلطی و خطاء کا ارتکاب کیا ہے کہ حضرت ابو قتادہؓ کا ذکر کر دیا ہے) قاضی شوکانی صاحب غیر مقلد نے بھی نیل الاوطار ص ۱۸۷ ج ۲ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معارضہ میں پندرہ صحابہ کا نام لیا ہے جن سے رفع یدین کی روایت پیش کی جاتی ہے (جبکہ حضرت حکیم صاحب پچاس صحابہ سے فرضی معارضہ بناتے ہیں) لیکن حضرت قاضی صاحب نے معارضہ میں حضرت ابو قتادہؓ کا ذکر نہیں کیا جس سے ثابت ہوا کہ حضرت ابو قتادہؓ کا اس روایت میں ذکر کرنا سخت غلطی ہے۔ امام بخاریؒ نے بھی صحیح بخاری ص ۱۱۴ ج ۱ میں حضرت ابو حمید الساعدیؓ کی یہ روایت پیش کی ہے لیکن اس میں ابو قتادہؓ کا کوئی ذکر نہیں۔ رفع یدین بھی صرف تکبیر احرام کے وقت ہے۔ عبد الحمید بن جعفر بدعتی ہے قَدَرِی یعنی تقدیر خداوندی کا منکر ہے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے ایسے ایک شخص کے متعلق فرمایا ہے:

اِنَّہٗ قَدْ اَحْدَثَ فَلَا تُقْرِأْہُ	بے شک وہ بدعتی بن گیا ہے
مِنِّی السَّلَامَ۔	(یعنی تقدیر کا منکر ہو گیا ہے)
(ترمذی وقال ھذا حدیث	اس کو میرے سلام نہ
حسن صحیح غریب ابواب القدر)	کہنا۔

نیز عبد الحمید بن جعفر کو امام نسائیؒ ابو حاتمؒ امام سفیان ثوریؒ محدث یحییٰ بن سعید القطانؒ امام طحاویؒ سب ضعیف قرار دیتے ہیں حافظ ابن قیم حنبلیؒ بھی ائمہ کرام

سے اس راوی پر جرح نقل کرتے ہوئے اس کی ایک حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں دیکھئے نور الصباح حصہ اول ص۲۰۳ تا ص۲۰۴۔ حافظ ابن حجر ایک روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

وتکلم فیہ ابن الجوزی	اور اس روایت میں محدث
من اجل عبد الحمید	ابن الجوزیؒ نے کلام کیا ہے
بن جعفر فان فیہ مقالۃ	عبد الحمید بن جعفر کی وجہ سے
(تلخیص الجبیر ص۲۲۳ ج۱)	کیونکہ اس میں یقیناً کلام ہے

نیز حافظ ابن حجرؒ تلخیص الجبیر ص۱۱ ج۲ میں اور قاضی شوکانی صاحب غیر مقلد نیل الاوطار ص۲۳۱ ج۱ میں ایک روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

وقال ابن المنذر	اور ابن المنذر محدث فرماتے
لا یثبتہ اہل النقل	ہیں کہ عبد الحمید بن جعفر کو محدثینؒ
وفی اسنادہ مقال	مضبوط نہیں مانتے اور اس
	روایت کی سند میں جرح ہے۔

مولانا شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد نے بھی عبد الحمید بن جعفرؒ کے بارے میں ائمہ محدثین کرامؒ سے جرح و توثیق کا اختلاف نقل کیا ہے دیکھئے (التعلیق المغنی باب من ذکر وغیرہ ص۱۵۱ ج۱) امام دارقطنی ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ عبد الحمید بن جعفر نے عروہ تابعیؒ کے قول کو حضرت بسرہؓ کی مرفوع حدیث میں درج کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بنا دیا ہے (اِنّا لِلّٰہ وانا الیہ راجعون) دیکھئے دارقطنی ص۱۴۸ ج۱)

نیز سنن دارقطنی ص۳۱۲ ج۱ میں ہے ابو بکر الحنفی کہتے ہیں کہ مجھے عبد الحمید بن جعفر نے نوح بن ابی بلال سے ایک روایت عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللّٰہ

صلی اللہ علیہ وسلم (مرفوع حدیث) بیان کر دی جب میں خود نوح بن بلی بلال کو ملا اور اس سے یہ روایت پوچھی تو اس نے مجھے یہ بات حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہ بنایا۔ یعنی عبدالحمید بن جعفر نے حضرت ابوہریرہؓ کے فرمان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بنا دیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) ان دلائل سے معلوم ہوا کہ عبدالحمید بن جعفر کا کوئی اعتبار نہیں جب تک کہ کوئی دوسرا اس کی تائید نہ کرے۔ جو حضرات ۵۴ھ میں حضرت ابوقتادہؓ کی وفات کے قائل ہیں ان کے پاس کوئی صحیح روایت نہیں۔ اگر بالفرض حضرت ابوقتادہؓ کی وفات ۵۴ھ میں بھی مان لی جائے تب بھی اس روایت میں ابوقتادہؓ کا ذکر کرنا درست نہیں یہ صرف عبدالحمید بن جعفر کی کاروائی ہے کوئی دوسرا راوی حضرت ابوقتادہؓ کا ذکر نہیں کرتا۔

(۴) حضرت ابوحمید الساعدیؓ سے بھی رفع الیدین عندالرکوع پیش کیا جاتا ہے (شمس الضحٰی صـــ بحوالہ صحیح ابن خزیمہ صـــ ۲۹۸ وجزء خالد صـــ ۱۳۸ بحوالہ ابوداؤد)۔

الجواب

اس روایت کی سند میں بھی عبدالحمید بن جعفر ہے جس کا ابھی تذکرہ ہو چکا ہے۔

الجواب نمبر ۲

حضرت ابوحمیدؓ کا یہ کہنا میں تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جانتا ہوں اور صحابہؓ کا جواباً یہ کہنا کہ تم نہ ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے تھے اور نہ ہم سے پہلے مسلمان ہوئے ہو۔ یہ بات درست نظر نہیں آتی کیونکہ ابوحمید الساعدیؓ کی اسی حدیث کے بعض طرق سے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ان دس میں سے ابواسید الساعدیؓ اور محمد بن مسلمہ اور حضرت ابوہریرہؓ اور سہل بن سعد الساعدیؓ بھی تھے (ابوداؤد وغیرہ) حضرت ابوحمید الساعدیؓ

جنگ احد اور اس کے بعد دوسری اسلامی جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے جب کہ حضرت ابو ہریرہؓ سنہ ۷ھ میں اسلام لائے اور سہل بن سعد الساعدیؓ کسی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہ تھے۔ کیونکہ یہ صغار صحابہؓ میں سے ہیں فلہذا حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت سہلؓ کس طرح حضرت ابو حمیدؓ کو کہہ سکتے ہیں کہ آپ ہم سے پہلے اسلام نہیں لائے اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ صحبت اختیار کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عبد الحمید بن جعفر کے حافظہ کی خرابی کی وجہ سے یہ جھوٹی بات اس روایت میں آگئی ہے ورنہ صحابہ کرامؓ سب عدول اور سچے ہیں صحابہ کرامؓ کے سچے ہونے کی گواہی خود قرآن مجید میں موجود ہے فلہذا یہ روایت قطعاً غلط ہے۔

جواب نمبر ۳

محمد بن مسلمہ بدری صحابی ہیں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: مات بعد الاربعین (تقریب ص ۳۱۹) یعنی سنہ ۴۰ھ کے بعد فوت ہوئے ہیں اور قرۃ العینین ص ۵۲ والرسائل طبع اول ص ۲۸۲ میں سنہ ۴۳ھ میں وفات لکھی ہے جبکہ محمد بن عمرو بن عطاء سنہ ۴۲ھ یا سنہ ۴۳ھ میں پیدا ہوئے فلہذا یہ روایت بالکل بے بنیاد ہے جبکہ غیر مقلدین حضرات محمد بن مسلمہؓ کو بھی رفع الیدین عند الرکوع کے راویوں میں شمار کرتے ہیں (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم) اس لیے محمد بن عمرو بن عطاء کی صحیح روایت وہ ہے جو بخاری شریف ص ۱۱۴ میں حضرت ابو حمید ساعدیؓ سے روایت کی گئی ہے اور اس میں رفع الیدین صرف عند الافتتاح ہے۔ کیونکہ اس میں عبد الحمید بن جعفر نہیں ہے۔

دوسری سند

حدثنا علی بن حسین بن ابراہیم حدثنا ابو بدر حدثنی زھیر ابو خیثمۃ حدثنا الحسن بن الحر حدثنی عیسی بن

عبد اللہ بن مالک عن محمد بن عمرو بن عطاء احد بنی مالک عن عباس او عیاش بن سہل الساعدی انہ کان فی مجلس فیہ ابوہ الخ (ابوداؤد بحوالہ جزء خالد صت۱)

اس سند سے بھی حضرت ابوحمیدؓ وابو اسیدؓ وابوہریرہؓ و سہل بن سعد الساعدی سے رفع الیدین عند الرکوع بیان کیا گیا ہے۔

الجواب

اس سند میں تو کافی گڑ بڑ اور اضطراب ہے۔ ابوداؤد صفحہ ۱۱۴ ج ۱ کی اس سند میں محمد بن عمرؓ کا استاذ عباس یا عیاش بن سہل الساعدی شک کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں ایسی مجلس میں موجود تھا جس میں اس کا باپ بھی موجود تھا۔ سنن بیہقی صفحہ ۷۲ ج ۲ میں ہے محمد بن عمرو اخبرنی مالکؒ عن عیاش او عباس بن سہل الساعدی انہ کان فی مجلس فیہ ابوہ۔ اس میں محمد بن عمرو بن عطاء کا استاذ مالک ہے عیاش یا عباس نہیں۔ البتہ عیاش یا عباس (شک کے ساتھ) وہ مالک کا استاذ ہے۔ طحاوی صفحہ ۱۲۸ ج ۱ میں ہے:

محمد بن عمرو بن عطاء	محمد بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ مجھے
قال حدثنی رجل انہ	ایک شخص مجہول نے یہ حدیث
وجد عشرۃ من اصحاب	بتائی جس نے دس صحابہؓ کو پایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	تھا۔

تو یہ سند کا اضطراب ہے جس کی وجہ سے حدیث ضعیف ہو جاتی ہے اور پھر یہ شکی بات ہے کہ راوی اس حدیث کا عیاش بن سہل ہے جو مجہول ہے اس لیے وہاں حدثنی رجل (کہ مجھے ایک نامعلوم شخص نے یہ حدیث بیان کی) ہے فلہذا اس سند سے بھی رفع یدین عند الرکوع ثابت کرنا قطعاً بے بنیاد ہے۔

دوسرا اضطراب

محمد بن عمرو بن عطاء، کا شاگرد عیسیٰ بن عبد اللہ بن مالک الدار العمری ہے جس کو بعض راوی عبد اللہ بن عیسیٰ بھی کہہ دیتے ہیں۔ یہ کبھی اس روایت کو محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت کرتا ہے (ابو داؤد ص۱۱۷ ج۱ و بیہقی ص۱۰۱ ج۲) اور کبھی براہ راست العباس بن سہل الساعدی عن ابی حمیدؓ سے روایت کرتا ہے (ابو داؤد ص۱۱۷ ج۱) درمیان میں محمد بن عمرو الخ کا واسطہ چھوڑ دیتا ہے امام بخاریؒ کے استاذ علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ راوی عیسیٰ بن عبد اللہ مجہول ہے۔ اور ابن حبانؒ اس کو ثقات میں ذکر کرتے ہیں (تہذیب التہذیب ص۲۱۷ ج۸) امام بخاریؒ نے بھی اس راوی کا ذکر التاریخ الکبیر ص۳۸۹ تا ص۳۹۰ المجلد السادس القسم الثانی ج۳ میں کیا ہے اور اس راوی کے اس اضطراب کا اشارہ بھی کیا ہے۔ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں:

ورواہ عتبۃ بن ابی	کہ عتبہ بن ابی حکیم نے عبد اللہ
حکیم عن عبد اللہ بن عیسیٰ	بن عیسیٰ سے انہوں نے العباس
عن العباس بن سہل عن	بن سہل سے انہوں نے ابو حمیدؓ
ابی حمید ولم یذکر محمداً	سے روایت کی ہے لیکن درمیان
فی اسنادہ والصحیح ان	میں محمد بن عمروؒ کا ذکر نہیں کیا
محمد ابن عمرو بن عطاء	سند میں جو صحیح نہیں یہ صحیح یہ ہے
فلم یشہدہ من ابی حمید	محمد بن عمرو اس واقعہ کا ابو حمید
الساعدی (بیہقی ص۱۰۲ ج۲)	الساعدیؓ سے خود راوی ہے۔

نیز اس سند میں عتبہ نے عیسیٰ بن عبد اللہ کو عبد اللہ بن عیسیٰ بنا دیا ہے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

عتبۃ بن ابی حکیم صدوق	عتبہ سچا تو ہے لیکن بہت

یخطئ کثیراً (تقریب ص۱۴۳)   خطاء کار ہے۔

اور ابوداؤد ص۱۱۲ ج۱ و بیہقی ص۱۰۱ ج۲ میں ابوبدر شجاع بن الولید حدثنی زهیر ابو خیثمة حدثنا الحسن بن الحر حدثنی عیسی بن عبد اللہ بن مالک عن محمد بن عمرو بن عطاء۔ یہ سند مذکور ہے جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اس سند میں ابوبدر شجاع بن الولید کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔

صدوق له اوهام   سچا ہے لیکن اس سے کئی
(تقریب ص۱۴۴)   اغلاط کا صدور ہوا ہے۔

اور یہی بات مولانا مبارکپوری صاحب غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص۱۲۹ میں لکھتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان خطار کار راویوں نے اصل حدیث کا حلیہ ہی بگاڑ دیا ہے اصل صحیح حدیث وہی ہے جو محمد بن عمروؒ حضرت ابوحمید الساعدیؓ سے ذکر کرتا ہے جو بخاری ص۱۱۴ ج۱ و بیہقی ص۸۴ ج۲ و ص۱۲۷ ج۲ میں موجود ہے جس میں رفع الیدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہے۔

تیسری سند

حدثنا محمد بن بشار حدثنا ابوعامر ثنا فلیح بن سلیمن ثنا عباس بن سهل الساعدی قال اجتمع ابوحمید وابواسید الساعدی وسهل بن سعد و محمد بن مسلمة الخ (ابن ماجه ص۶۲)

اس سند سے بھی رفع الیدین عند الرکوع کا ذکر موجود ہے۔

الجواب

یہ سند بھی دوسری سند سے نکلی ہے جس کا ابھی ذکر ہوا گویا یہ سند اس کا بچہ ہے کیونکہ فلیح بن سلیمن کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث عباس بن سہل سے خود سُنی تھی۔

فلم احفظه فحدثنيه اراه ذکر عیسیٰ ابن عبد الله انهٗ سمعهٗ من عباس بن سهل قال حضرت ابا حمید الساعدی (ابوداؤد ص۱۰۰) لیکن میں یاد نہ رکھ سکا تو مجھے یہ حدیث بتائی (عبد اللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ اس عیسیٰ بن عبد اللہ کا ذکر کیا) انہوں نے عباس بن سہل سے سنا کہ انہوں نے کہا میں حضرت ابوحمیدؓ کے پاس حاضر ہوا۔

اس سے معلوم ہوا کہ فلیح بن سلیمن نے خود عبد اللہ بن مبارک کے سامنے انکشاف کیا کہ یہ حدیث جو عباس بن سہل سے میں نے سنی تھی وہ مجھے بھول گئی تو اب ان کا استاذ عیسیٰ بن عبد اللہ ہے اور وہ عباسؒ سے یہ حدیث نقل کرتا ہے اور درمیان میں محمد بن عمرو بن عطار کا واسطہ چھوڑ دیتا ہے اور امام بیہقیؒ سے منقول ہے کہ یہ سند درست نہیں ہے جیسا کہ ابھی مذکور ہوا۔ فلہذا یہ سند الگ نہیں ہے بلکہ دوسری سند سے نکلی ہے۔ ابوداؤد میں گرچہ عبد اللہ بن مبارک کی یہ بات جو انہوں نے فلیح کے بارے میں بتائی ہے معلق ہے لیکن التاریخ الکبیر للبخاری المجلد السادس القسم الثانی ج ۳ ص۲۹ میں متصل سند سے امام بخاریؒ نے ذکر فرمائی ہے ملاحظہ ہو۔

وقال محمد اخبرابن المبارك	اور محمد بن مقاتلؒ نے فرمایا
اخبرنا فليح سمعت عباس	مجھے عبد اللہ بن مبارک نے خبر
بن سهل فلم احفظ فحدثني	دی انہوں نے فرمایا کہ مجھے فلیح
اراه قال عيسىٰ بن عبد الله	بن سلیمان نے بتایا کہ یہ حدیث
انهٗ سمعه من عباس	میں عباس بن سہل سے خود سنی
بن سهل انه حضرابا حميد الخ	تھی لیکن مجھے بھول گئی تھی الخ

فلہذا فلیح بن سلیمن کا اپنے استاذ عیسیٰ بن عبد اللہ (مجہول) کو چھپا کر عباس بن سہل سے براہ راست یہ روایت نقل کرنا غلط طریقہ ہے جو قطعاً درست نہیں۔

فلیح بن سلیمٰن سخت ضعیف ہے

امام[۱] نسائیؒ فرماتے ہیں لیس بالقوی (قوی نہیں ہے) سنن نسائی ص۲۵۷ ج۱ (ثواب من صلی فی الیوم واللیلۃ ثنتی عشرۃ رکعۃ) وکتاب الضعفاء والمتروکین نسائی ص۲۵

امام[۲] یحیی بن معینؒ فرماتے ہیں قوی نہیں ہے اس کی روایت کو حجت نہ بنایا جائے قابل اعتماد نہیں اس کی حدیث سے پرہیز کیا جائے (کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم الجزء السابع۔ قسم ۲ ج ۳ ص۸۵ ومیزان الاعتدال ص۳۶۷ ج۳ وطبع ۲۳۶ ج۲)

امام[۳] ابو حاتمؒ فرماتے ہیں قوی نہیں ہے (کتاب الجرح والتعدیل ایضاً ومیزان ص۲۳۶ ج۲)

محدث[۴] ابو کامل مظفر بن مدرکؒ فرماتے ہیں تین آدمیوں کی حدیث سے پرہیز کیا جائے یعنی محمد بن طلحۃ بن مصرف۔ اور ایوب بن عتبہ اور فلیح بن سلیمان (میزان ص۳۶۷ ج۳ وص۲۳۶ ج۲ ومقدمہ فتح الباری ص۴۳۹)

امام[۵] ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث سے حجت نہ پکڑی جائے (میزان)

محدث[۶] آجریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو داؤدؒ کو کہا کہ امام یحیی بن معینؒ فرماتے ہیں کہ عاصم بن عبید اللہ اور ابن عقیل اور فلیح بن سلیمان کی حدیث سے حجت نہ پکڑی جائے تو امام ابو داؤدؒ نے فرمایا کہ یحیی بن معینؒ نے سچ فرمایا ہے (تہذیب التہذیب ص۳۰۴ ج۸)

امام[۷] حاکم ابو احمدؒ فرماتے ہیں کہ محدثین کرامؒ کے ہاں متین (یعنی مضبوط) نہیں ہے۔

امام بخاریؒ کے استاد علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں کہ عبدالحمید بن سلیمان اور فلیح بن سلیمان دونوں بھائی ضعیف ہیں الخ۔

محدث ساجیؒ کہتے ہیں کہ سچا ہے لیکن بھول جاتا ہے اور

محدث الرملیؒ امام ابوداؤدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ لیس بشئی ہے (یعنی کچھ نہیں) (تہذیب التہذیب ص۳۰۴ ج۸)

امام طحاویؒ فرماتے ہیں فلیح بن سلیمان لیس معہ من الاتقان ولا من التثبت فی الروایۃ کما مع الذی روی الحدیث وھو حماد بن سلمۃ عن ثابت البنانی (مشکل الآثار ص۳۴۴ ج۲) کہ فلیح بن سلیمن میں وہ مضبوطی وقوت نہیں روایت میں جو حماد بن سلمہؒ کو ثابت بنانی کی روایت میں حاصل ہے

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: صدوق کثیر الخطاء (تقریب ص۲۷۷) کہ سچا ہے لیکن بہت خطاء کار ہے اور یہی بات مولانا مبارکپوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں دیکھئے (تحفۃ الاحوذی ص۲۲۴ ج۱ و ص۲۴۱ ج۱)

البتہ بعض حضرات نے اس کو ثقہ بھی قرار دیا ہے۔ ابن حبانؒ نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے دارقطنیؒ نے لا بأس بہ کہا ہے۔ ابن عدیؒ فرماتے ہیں اس کی حدیثیں اچھی مضبوط ہیں بعض کمزور بھی ہیں میرے نزدیک لا بأس بہ ہے امام مسلمؒ نے اس سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے اور وہ حدیث الافک ہے۔

امام بخاریؒ صحیح بخاری میں انکی کئی حدیثیں لائے ہیں، اس لیے علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں وماھو بالمتین (الیٰ) وحدیثہ فی رتبۃ الحسن (تذکرۃ الحفاظ ص۲۰۷ ج۱) یہ راوی مضبوط نہیں مگر اس کی حدیث حسن درجہ کی ہے (حسن کا درجہ صحیح حدیث سے کم ہوتا ہے لیکن علامہ ذہبیؒ الکاشف ص۲۳۲ ج۲ میں توثیق نقل نہیں کرتے بلکہ لکھتے ہیں قال ابن معین وابو حاتم والنسائی لیس بالقوی ابن معین و

ابوحاتمؒ و نسائیؒ تینوں امام فرماتے ہیں کہ یہ راوی قوی نہیں ہے۔ حضرت امام بخاریؒ پر بعض محدثینؒ نے اعتراض کیا ہے کہ فلیح بن سلیمن اس درجہ کا راوی نہیں تھا کہ وہ صحیح بخاری کی زینت بنتا۔ اس لئے حافظ ابن حجرؒ جواب میں لکھتے ہیں:

قلت لم يعتمد عليه البخاري اعتمادهٗ على مالك و ابن عيينة واضرابهما و انما اخرج له احاديث اكثرها في المناقب وبعضها في الرقاق۔ (مقدمہ فتح الباری ص۴۳۵)

کہ میں (ابن حجرؒ) کہتا ہوں کہ امام بخاریؒ کا فلیح پر اعتماد ایسا نہیں جیساکہ امام مالکؒ وسفیان بن عیینہؒ وغیرہما پر ہے صرف چند حدیثیں صحیح بخاری میں اس کی ذکر کی ہیں اکثر تو مناقب میں ہیں اور بعض دل کو نرم کرنے والی چیزوں کے بیان میں ہیں۔

لیکن حافظ ابن حجرؒ کا یہ جواب ناقص ہے کیونکہ فلیح بن سلیمان رافضی ہے۔

چنانچہ علامہ ذھبیؒ لکھتے ہیں۔

واصعب ما رمي به ما ذكر عن ابن معين عن ابي كامل قال كنا نتهمه لانه تناول من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم (میزان ص۳۶۶ ج۲)

اور بہت سخت الزام اس پر وہ ہے جو امام یحیی بن معینؒ محدث ابو کاملؒ سے نقل کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ فلیح متہم ہے کیونکہ یہ صحابہ کرامؓ کی برائی بیان کرتا تھا۔

صحیح بخاری ص۱۷۹ ج۱ میں روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی کو دفنانے کے لیے قبرستان میں حاضر تھے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس بیٹھے تھے آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے آپ نے پوچھا کیا تم میں سے ایسا بھی کوئی شخص ہے جس نے گذشتہ رات مقارفت نہ کی ہو تو حضرت ابو طلحہؓ نے کہا میں ہوں تو آپ نے فرمایا اس کی قبر میں تو اتر پس وہ قبر میں اترے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ (اس حدیث کا راوی) فلیح بن سلیمان کہتا ہے کہ میرا خیال یہ ہے کہ مقارفت کا معنی ذنب (گناہ) ہی مراد ہے۔

اب اس حدیث کی تشریح میں شارحین حدیث بہت پریشان نظر آتے ہیں بعض حضرات کہتے ہیں کہ مقارفت کا معنی جماع کا ہے اور اس میں لطیف اشارہ تھا کہ حضرت ام کلثومؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس رات کو فوت ہوئیں اس رات میں حضرت عثمانؓ نے اپنی کسی لونڈی سے جماع کیا تھا تو ان کو جماع کا خیال تو تھا لیکن حضرت ام کلثومؓ کی مرض شدید کا احساس نہ تھا۔ پھر بعض حضرات نے حضرت عثمانؓ کی طرف یہ عذر پیش کیا ہے کہ حضرت ام کلثومؓ کی مرض عرصہ دراز سے تھی اور حضرت عثمانؓ کافی عرصہ سے جماع سے رکے ہوئے تھے تو بمجبوراً اپنی لونڈی سے جماع کر لیا ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ اس رات میں فوت ہو جائے گی۔ بعض حضرات نے اور بھی تفسیریں و تشریحات لکھی ہیں لیکن اس حدیث کا راوی فلیح بن سلیمن اس کی تفسیر ذنب (گناہ) سے کرتا ہے یہ حضرت عثمانؓ پر کوئی خطرناک الزام لگانا چاہتا ہے (اگرچہ شارحین نے اس کی بات کو نہیں مانا) فلیح رافضی کی اس تفسیر سے نتیجہ اخذ کرتے ہوئے ایک رافضی غلام حسین نجفی نے اپنے رسالہ السہم المسموم فی نکاح ام کلثوم میں لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت ام کلثومؓ سے مرض کی حالت میں جماع کیا اور ان کو مار دیا اور مرنے کے بعد ان کی مردہ لاش کو بھی معاف نہ کیا گیا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

فلہذا ایسے رافضی کی روایت اور اس کی تفسیر کو صحیح بخاری میں جگہ دینا کسی طرح مناسب نہیں (رسالہ سامحہ اللہ وعفا عنہ) اہل سنت کے لیے اس کا جواب آسان ہے

محدثین کرامؒ کا اجماعی ضابطہ ہے کہ کسی بدعتی کی روایت جو اس کے مذہب کے مؤید ہو قابل قبول نہیں بدعتی کی (بشرطیکہ وہ سچا ہو) صرف وہ روایت قابل قبول ہے جو ان کے مذہب کی مؤید نہ ہو۔ اب خلاصہ یہ نکلا کہ ان تین سندوں میں سے کوئی سند بھی اعتبار کے قابل نہیں صرف بیہقی ص۷۲ ج۲ و بخاری ص۱۱۴ ج۱ والی سند قابل اعتبار ہے جس میں رفع الیدین صرف عند الافتتاح مروی ہے۔ پس معلوم ہوا حضرت ابو حمیدؓ و ابو اسید الساعدیؓ و محمد بن مسلمہؓ و سہل بن سعد الساعدیؓ میں سے کسی سے بھی رفع الیدین عند الرکوع ثابت نہیں ہے تو صحابہ کرام کی تعداد ۲۴ ہو گئی جس کے جواب سے ہم فارغ ہو چکے ہیں۔

(۲۴) حضرت ابو موسی الاشعریؓ سے بھی رفع الیدین عند الرکوع پیش کیا جاتا ہے (شمس الضحیٰ ص۷ بحوالہ سنن دارقطنی ص۱۰۹ و جزء خالد ص۱۸۳)

الجواب

اس روایت کا جواب ہم نور الصباح ص۲۳۴ تا ص۲۳۶ میں دے چکے ہیں مگر ان بے چاروں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور نہ دے سکتے ہیں۔

اس روایت کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے لیکن یہ روایت نہ تو مرفوعاً صحیح ہے نہ موقوفاً۔

موقوف روایت کی دو سندیں ہیں۔ دوسری سند یوں ہے کہ حدثنا دعلج بن احمد نا جعفر بن احمد الشامالی نا محمد بن حمید ثنا زید بن الحباب عن حماد بن سلمۃ الخ سنن دارقطنی ص۲۹۳ ج۱ اس سند میں محمد بن حمید سے مراد محمد بن حمید الرازی ہے (التعلیق المغنی ص۲۹۲ ج۱ شمس الحق غیر مقلد) اور محمد بن حمید الرازی سخت قسم کا ضعیف ہے بعض نے تو اسے بہت بڑا جھوٹا قرار دیا ہے فلہذا اس سند سے یہ روایت پیش کرنے کے قابل ہی نہیں۔

دوسری خرابی

دوسری خرابی اس سند کا دارومدار حماد بن سلمۃ المتوفی ۱۶۷ھ پر ہے اور ان کا آخری عمر میں حافظہ (یادداشت) خراب ہو گئی تھی اس لیے متقدمین تلامذہ کی بات کا اعتبار ہوگا لیکن متاخرین تلامذہ کی روایت قابل قبول نہ ہو گی جب کہ زید بن الحباب کی وفات ۲۰۳ھ میں ہوئی ہے اور یہ متاخرین تلامذہ میں سے ہے اس لیے یہ روایت اس سند سے قطعاً بے بنیاد ہے۔

پہلی سند

یوں ہے حدثنا علی بن احمد ثنا عبد اللہ بن بشیر دیسہ ثنا اسحاق بن راھویہ نا النضر بن شمیل نا حماد بن سلمۃ الخ اس میں ایک خرابی تو وہی ہے کہ اس سند کا دارومدار حماد بن سلمہؒ پر ہے جن کی وفات ۱۶۷ھ میں ہوئی ہے جن کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا اور ان سے روایت کرنے والا شاگرد النضر بن شمیل ہے جس کی وفات ۲۰۳ھ میں ہوئی ہے جو متاخر سماع والا ہے فلہذا یہ روایت قابل قبول نہیں ہے۔

دوسری خرابی

اس سند میں نضر بن شمیلؒ کا شاگرد امام اسحٰق بن راھویہ ہے جو بہت بڑے ثقہ اور جلیل القدر محدث تھے لیکن ان کا بھی آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا ان کی وفات ۲۳۸ھ میں ہوئی ہے امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں:

اسحاق بن راھویہ تغیر	کہ اسحٰق بن راھویہؒ فوت ہونے
قبل ان یموت بخمسۃ	سے پانچ ماہ قبل متغیر الحافظہ ہو
اشھر وسمعت منہ فی	گئے تھے اور میں نے ان سے
تلک الایام فرمیت بہ	اسی زمانہ میں حدیثوں کا سماع

تہذیب التہذیب صـ۲۱۸ ج۱) کیا تھا اس لئے میں نے ان حدیثوں کو رد کر دیا تھا۔

یہ بات یاد رہے کہ امام ابوداؤدؒ کی وفات ۲۷۵ھ میں ہوئی ہے (تہذیب التہذیب صـ۱۷۲ ج۴) جبکہ مذکورہ سند میں امام اسحٰق بن راہویہ کا شاگرد عبداللہ بن شیرویہ ہے جس کی وفات ۳۰۵ھ میں ہوئی ہے دیکھئے شذرات الذھب صـ۲۴۶ ج۲ فلھذا یہ سند بھی استدلال کے قابل نہیں۔ حماد بن سلمہؒ کے یہ دو شاگرد زید بن الحباب اور نضر بن شمیل اس روایت کو مرفوعاً بیان کر رہے تھے جس کی حقیقت قارئین کرام پر واضح ہو چکی ہے موقوف اثر کی کیا سند ہے جس کو عبداللہ بن المبارکؒ اپنے استاذ مکرم حماد بن سلمہؒ سے بیان کرتے ہیں وہ فی الحال معلوم نہیں اگر غیر مقلدین حضرات کو اس سند کی ضرورت ہے تو وہ خود تلاش کر کے ہمارے سامنے پیش کریں پھر اس کا جواب نقد ہوگا ادھار نہیں۔

مولانا خالد صاحب کی بددیانتی و جہالت

خالد صاحب لکھتے ہیں۔ دوسری حدیث بھی اسی طرح ہے۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں مرفوع اور موقوف دونوں طرح ثابت ہیں۔ حماد نے مرفوع بیان کیا ہے۔ دوسروں نے موقوف (تحفہ خالد صـ۱۸۳)

الجواب

امام دارقطنیؒ نے ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ یہ حدیثیں مرفوع و موقوف دونوں طرح ثابت ہیں یہ خالد صاحب کا محض جھوٹ افترا ہے۔ بلکہ امام دارقطنیؒ اس روایت کے مرفوع و موقوف ہونے کا اختلاف بیان کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

رفعه هذا ان عن حماد و وقفه غيرهما عنه۔ (دارقطنی ص۲۹۲)

کہ یہ دو شاگرد (زید بن الحباب و نضر بن شمیلؒ) اپنے استاذ حماد بن سلمہ سے اس روایت کو مرفوع بیان کرتے ہیں جبکہ ان دو کے علاوہ دوسرے شاگرد اپنے استاذ حماد بن سلمہؒ سے اس روایت کو موقوف بیان کرتے ہیں۔

یعنی اس روایت کے مرفوع و موقوف ہونے میں حماد بن سلمہؒ کے شاگردوں کا آپس میں جھگڑا و اختلاف ہے۔ یہی بات امام دارقطنیؒ بتانا چاہتے ہیں۔ اتنی بات بتلانے سے یہ کیسے ثابت ہوگیا کہ امام دارقطنیؒ مرفوع و موقوف دونوں کو ثابت مانتے ہیں۔ (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم) پھر جہالت یہ ہے کہ خالد صاحب فرماتے ہیں حماد نے مرفوع بیان کیا ہے دوسروں نے موقوف۔ حالانکہ بات صرف حماد کی ہے کبھی یہی حمادؒ اس روایت کو مرفوع بیان کرتا ہے کبھی موقوف۔ معلوم ہوتا ہے تغیر حافظہ کی وجہ سے روایت ان پر رل مل گئی تھی۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ سے رفع یدین عندالرکوع قطعاً ثابت نہیں ہے۔

(۴۵) حضرت ابوہریرہؓ سے بھی رفع الیدین عندالرکوع پیش کیا جاتا ہے۔ (شمس الضحیٰ ص۷ بحوالہ جزء رفع یدین بخاری ص۲۷ و جزء خالد ص۱۸۵ بحوالہ نسائی وابوداؤد)۔

الجواب

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کے متعلق راقم الحروف نے نور الصباح ص۲۲۱ تا ص۲۲۲ میں بحث کی ہے اور ابن ماجہ والی روایت اور ابوداؤد والی روایت کا اس میں مفصل جواب دیا ہے جس کا جواب ان بے چاروں سے قیامت تک نہیں

ہو سکا انشاء اللہ تعالیٰ خالد صاحب نے حضرت ابو ہریرہؓ سے رفع یدین عند الافتتاح کی روایتیں بھی نقل کی ہے چنانچہ وہ خود اقرار کرتے ہیں۔ تیسری حدیث کہ لوگ رفع الیدین چھوڑ گئے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ پہلی رفع یدین بھی چھوڑ گئے تھے جو کہ متنازع فیہ نہیں سمجھی جاتی (جز خالد ص۱۸۹) خالد صاحب سے گذارش ہے کہ جب لوگ پہلی رفع یدین چھوڑ گئے تھے تو رکوع کے وقت تو یقیناً چھوڑ گئے تھے تو حضرت ابو ہریرہؓ کا پہلی رفع یدین کے چھوڑنے پر ملامت کرنا اور کرنے کو سنت بتانا مگر رکوع کی رفع یدین کے چھوڑنے پر اعتراض نہ کرنا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ رکوع کے وقت رفع یدین یقیناً منسوخ ہو چکا تھا۔

دار قطنی والی روایت کا جواب

اس کی سند یوں ہے حدثنا ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ حدثنا اسمعیل بن عیاش عن صالح بن کیسان عن الاعرج عن ابی ھریرۃ وعن صالح بن کیسان عن نافع عن ابن عمرؓ الخ (دار قطنی ص۲۹۵/ج۱ تا ص۲۹۶)

اس کی سند میں اسمٰعیل بن عیاش ہے اس کی روایت عند الجمہور اس وقت قابل قبول ہو سکتی ہے جبکہ یہ شامی راویوں سے روایت کرے ورنہ بالاتفاق مردود ہے اور اس مقام پر یہ صالح بن کیسان سے روایت کر رہا ہے جو شامی نہیں بلکہ مدنی ہے دیکھئے تقریب ص۱۵۰ علاوہ ازیں اسمٰعیل بن عیاش مدلس بھی ہے اور یہ روایت عن صالح بن کیسان کہہ کر روایت کر رہا ہے فلہٰذا اس سند سے بھی یہ روایت قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ جزء رفع یدین بخاری تو قابل اعتماد ہی نہیں کیونکہ اس کے

راوی اور جامع حضرت محمود بن اسحٰق الخزاعی مجہول ہیں اور جھوٹ بولنے کے عادی ہیں علاوہ ازیں اس کی سند میں بھی اسمٰعیل بن عیاش حدثنی صالح بن کیسان واقع ہے یعنی اسمٰعیل کی روایت صالح بن کیسان مدنی سے مردود ہے گرچہ تحدیث کر رہا ہے جیسا کہ جمہور کے ضابطہ کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے دو اثر بھی خالد صاحب نے لکھے ہیں ایک کی سند میں محمد بن اسحٰق مشہور کذّاب اور دجّال موجود ہے۔ حضرت محمود بن اسحٰق جزء رفع یدین بخاری کا راوی قابل اعتماد نہیں اور محمد بن اسحٰق مدلس تو بالاتفاق ہے یہ اثر وہ عن عبدالرحمٰن کہہ کر روایت کر رہا ہے جو قابل قبول نہیں۔

(لطیفہ)

دوسری سند میں سلیمن بن حرب واقع ہے گرچہ یہ ثقہ ہے شیخ البخاریؒ ہے مگر حکیم صاحب اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے مکہ کے قاضی سلیمن بن حرب کو کہا کہ اہل الرائے سے الگ ہو جا اور اسے مکہ میں فتوٰی دینے سے روک دیا (شمس الضحٰی صت ۱۱۵) یہ جواب راقم نے الزامی طور پر نقل کیا ہے ورنہ سلیمن بن حرب کو نہ تو حضرت عبداللہ بن زبیر نے اہل الرائے سے الگ ہو جا کہا ہے اور نہ فتوٰی دینے سے روکا ہے یہ حضرت حکیم صاحب کی زبردست جہالت ہے بات کچھ ہوتی ہے حضرت حکیم صاحب کچھ اور ہی سمجھ لیتے ہیں۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ آگے آرہی ہے۔

دوسرا راوی اس کی سند میں قیس بن سعید ہے یہ مجہول ہے۔ اگر اس راوی سے مراد قیس بن سعد ہو اور قیس بن سعید نقل کرنا محمود بن اسحٰق کی کارروائی اور غلطی ہو تو جزء رفع یدین امام بخاریؒ کی طرف منسوب کرنا یہ بھی محمود کی کارروائی ہے یہ کس طرح قابلِ اعتماد ہو سکتی ہے۔ فلہٰذا حضرت ابوہریرہؓ رفع الیدین عندالرکوع کی کوئی سند بھی ثابت نہیں البتہ رفع الیدین عندالافتتاح کی سندیں صحیح ہیں اور وہی

قابل اعتماد ہیں۔

(۲۶) حضرت انسؓ سے بھی رفع الیدین عند الرکوع پیش کیا گیا ہے (شمس الضحیٰ ص۱۷۰ بحوالہ ابن ابی شیبہ ص۲۳۵ ج۱ وجزء خالد ص۱۹۰)

الجواب

راقم الحروف نے اس کا جواب نور الصباح ص۲۲۶ تا ص۲۲۸ میں دیا ہے لیکن ان بے چاروں سے اس کا جواب نہیں ہو سکا اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

مختصراً دوبارہ ملاحظہ ہو۔ یہ روایت رفع یدین عند الرکوع کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا درست نہیں کیونکہ محدثین کرامؒ اس کو مرفوع تسلیم نہیں کرتے (دیکھئے طحاوی ص۱۱۱ ج۱ وسنن دارقطنی ص۲۹۰ ج۱)

نمبر۲: اس کی سند میں حمید راوی مدلس ہے اور یہ روایت وہ عنْ سے بیان کرتا ہے اور مدلس راوی کا عنعنہ سے روایت کو بیان کرنا محدثین کرامؒ کے ہاں قابل قبول نہیں دیکھئے (طبقات المدلسین لابن حجرؒ ص۱۲ والتعلیقات السلفیہ لعطاء اللہ حنیف غیر مقلد مرحوم ص۱۲۹ ج۱)

نمبر۳: ابن ماجہ کی روایت مختصر ہے اس میں دو مقام پر رفع یدین کرنے کا ذکر ہے یعنی افتتاح کے وقت اور رکوع کرتے وقت۔ دارقطنی میں یہ روایت مکمل ہے وہاں چار مقام میں رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔

(۱) نماز میں داخل ہوتے وقت

(۲) رکوع کرتے وقت

(۳) رکوع سے سر اٹھاتے وقت

(۴) سجدہ کرتے وقت۔

اور ابن ابی شیبہ ص۲۳۵ ج۱ میں یہ روایت یوں ہے:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں اور سجدہ میں رفع یدین کرتے تھے۔

یہ یاد رہے کہ دارقطنی وابن ابی شیبہ کی روایتیں بھی حمید راوی سے مروی ہیں فلہذا غیر مقلدین پر لازم ہے کہ وہ سجدہ کرتے وقت بھی رفع یدین کریں جس کے وہ قائل نہیں ہیں۔

مولانا خالد کی خیانت و بددیانتی

مولانا خالد صاحب سنن دارقطنی کی حدیث کا ترجمہ کرتے وقت وَاِذَا سَجَدَ کے الفاظ کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے جبکہ اصل حدیث میں وَاِذَا سَجَدَ کے الفاظ نقل بھی کئے ہیں اور خالد صاحب امام دارقطنیؒ سے نقل کرتے ہیں حمید سے سوائے عبدالوہاب کے کسی نے مرفوع بیان نہیں کیا۔ یہی درست ہے کہ یہ حضرت انس کا اپنا فعل ہے (جزء خالد ص۱۹۱) آپ خالد صاحب اگر حضرت انسؓ کا یہ اپنا فعل ہے تو آپ نے اس پر عمل کرنا ہے یا نہیں۔ اگر عمل نہیں کرنا تو اس کو پیش کرنے کا کیا فائدہ محض اس خیانت کرنے کے لیے کہ مسلمانوں کو دھوکا میں ڈالا جائے اور اِذَا سَجَدَ کا ترجمہ چھوڑ دیا جائے تاکہ مسلمان آسانی سے دھوکہ کھا سکیں لیکن ابن ابی شیبہ کی روایت کا ترجمہ آپ نے یوں کیا ہے۔ کہ آپؐ رکوع سجود کے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے (جزء خالد ص۱۹۱) فلہذا یہ روایت آپ کے نزدیک صحیح ہے مگر آپ سجدہ میں رفع یدین نہیں کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کے ساتھ استہزاء کرنا جائز نہیں۔ جبکہ دوسرے غیر مقلدین حضرات اس روایت کو پیش ہی نہیں کرتے

جیسا کہ عبدالرشید صاحب انصاری اور اس کے معاونین نے دارقطنی اور ابن ابی شیبہ والی اس روایت کو الرسائل میں پیش نہیں کیا بلکہ اس کی تردید لکھی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں تنقید۔

(۱) اس کی سند صحیح نہیں کیونکہ اس میں حمید الطویل مدلّس ہے وہ حضرت انسؓ سے عَن کے ساتھ روایت کرتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ طبقات المدلسین" میں فرماتے ہیں حمید الطویل حضرت انسؓ کا مشہور ساتھی اور کثیر التدلیس ہے یہاں تک کہا گیا ہے کہ اس کی اکثر احادیث بواسطہ ثابت اور قتادہ ہیں اور امام نسائیؒ نے اسے مدلس کہا ہے (ابکار المنن ص۲۰۶)

(۲) حمید کے شاگرد حفاظ اسے حضرت انسؓ سے موقوف بیان کرتے ہیں اور صرف عبدالوہاب ثقفی ہی مرفوع بیان کرتا ہے صحیح بات یہ ہے کہ یہ حضرت انسؓ کا قول ہے مرفوع حدیث نہیں (ابکار المنن ص۲۰۶)

الغرض سجدوں کی حالت میں رفع یدین حضور اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں اس لیے مصنّف کا اہل حدیث پر طعن کرنا کہ وہ احادیث کے باوجود اس سنّت کے تارک ہیں درست نہیں (الرسائل ص۱۷۴ طبع سوم)

اور مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم نے بھی اس روایت کا ردّ لکھا ہے دیکھئے (التعلیقات السلفیہ ص۱۲۹) مگر مولانا سلفی مرحوم کے شاگردوں میں حیاء مفقود ہو چکی ہے۔

عبدالرشید انصاری اور اس کے معاونین بھی بے حیا ہیں

اس مقام پر حمید الطویل پر سخت جرح کر دی ہے جبکہ الرسائل ص۱۷۵ طبع سوم میں ابن ماجہ کی مختصر روایت کو حمید الطویل کی سند سے بطور حجت کے پیش کر دیا۔

(لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

حضرت انسؓ کا عمل

اس میں بھی بعض روایتیں رفع یدین بین السجدتین کی بھی مروی ہیں مثلاً ابن ابی شیبہ ص۲۷۱ ج۱ میں ہے :

حدثنا ابو بکر قال حدثنا وکیع عن حماد بن سلمۃ عن یحیٰی بن ابی اسحٰق عن انس انہ کان یرفع یدیہ بین السجدتین

کہ حضرت انسؓ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔

اور ابن ابی شیبہ ص۲۲۵ ج۱ میں حمید الطویل کی سند سے مروی ہے کہ حضرت انسؓ نماز میں داخل ہوتے وقت اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ اور حمید الطویل پر خود غیر مقلد جرح کرتے ہیں جیسا کہ گذرا اسی طرح جزء البخاری میں بھی رفع یدین بین السجدتین کا ذکر بھی ہے جس پر امام بخاریؒ کا اعتراض بھی منقول ہے دیکھئے جزء البخاری مترجم ص۷۸۔ ہمارے نزدیک یہ رسالہ قابل اعتماد نہیں کیونکہ اس کا راوی محمود مجہول ہے۔ فلہٰذا حضرت انسؓ سے رفع یدین عند الرکوع ذکر کرنا قطعاً غلط ہے۔ ہاں حضرت انسؓ سے رفع یدین عند الافتتاح مروی ہے اور وہ قابل اعتماد ہے کیونکہ وہ اجماعی مسئلہ ہے

(۴) حضرت ابو بکر صدیقؓ سے بھی رفع یدین عند الرکوع پیش کیا جاتا ہے (شمس الضحیٰ ص۶۹ بحوالہ سنن کبریٰ ص۲ ج۲ وجزء خالد ص۱۵۶)

الجواب

راقم الحروف نے نور الصباح ص۲۱۷ تا ص۲۱۹ میں اس کا مفصل جواب لکھا

ہے مگر مولانا سلفی مرحوم کے شاگرد جواب دینے کی صلاحیت سے محروم ہیں اور تا قیامت محروم ہی رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جواب نمبر ۱

اس کی سند میں امام حاکم ابوعبداللہ شیعہ ہیں اور شیعہ نماز میں رفع یدین کرتے ہیں محدثین کرام کا اصول ہے کہ شیعہ کی وہ روایت جو اُن کے مذہب کی تائید کرتی ہو قابل قبول نہیں چند حوالے ملاحظہ ہوں

حوالہ نمبر ۱

علامہ محمد بن ابراہیم الوزیر المتوفی سنہ ۸۴۰ھ لکھتے ہیں :

فانھم مجموعون علیٰ ان ابا	کہ محدثین حضرات کا اس بات
عبداللہ الحاکم بن البیع	پر اتفاق ہے کہ امام حاکم ائمہ
من ائمۃ الحدیث مع معرفتھم	حدیث میں سے ہیں باوجود
انہ من الشیعۃ۔	اس کے ان کو یہ بھی معلوم ہے کہ
(الروض الباسم ص ۱۲۲/۱)	وہ شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۲

غیر مقلدین حضرات کے مذہب کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب محدث ابن طاہرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے امام حاکمؒ کے متعلق محدث ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد الہرویؒ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ حدیث میں ثقہ ہے لیکن خبیث قسم کا رافضی ہے۔ نواب صاحب فرماتے ہیں وایں دلیل است برآنکہ شیعی غالی بود لیکن ذہبی گفتہ ھو شیعی لا رافضی (ھدایۃ السائل ص ۵۲۵)

حوالہ نمبر ۳

خطیب بغدادیؒ المتوفی سنہ ۴۶۳ھ لکھتے ہیں :

وكان ابن البيع يميل الى التشيع. فحدثني ابو اسحاق ابراهيم بن محمد الارموي بنيسابور وكان شيخا صالحا فاضلا عالما قال جمع الحاكم ابو عبد الله احاديث زعم انها صحاح على شرط البخاري ومسلم يلزمهما اخراجها في صحيحيهما. منها الحديث الطائر. ومن كنت مولاه فعلي مولاه. فانكر عليه اصحاب الحديث ذالك ولم يلتفتوا فيه الى قوله ولا صوبوه في فعله
(تاريخ بغداد ص ۴۷۴ ج ۵)

کہ امام حاکمؒ تشیع کی طرف میلان رکھتے تھے مجھے ابو اسحاق الارمویؒ جو نیک فاضل اور عالم شخص تھے نے بتایا کہ امام حاکمؒ نے (مستدرک میں) حدیثیں جمع کی ہیں کہ اس گمان پر کہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہیں امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کو ان کا بیان کرنا صحیحین میں لازم تھا ان حدیثوں میں سے حدیث پرندہ والی اور حدیث میں جس کا مولیٰ ہوں علیؓ بھی مولیٰ ہے۔ محدثین کرامؒ نے اس کاروائی کو غلط قرار دیا ہے اور امام حاکمؒ کی بات نہیں مانی۔

حوالہ نمبر ۴

یہی عبارت خطیب بغدادیؒ کی مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۶۷ میں نقل کرتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۵

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ:

هُوَ شِيْعِيٌّ مَشْهُوْرٌ بِذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ تَعَرُّضٍ لِلشَّيْخَيْنِ۔ (میزان ص۶۰۸ ج۳)	امام حاکمؒ مشہور شیعہ ہیں لیکن حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے خلاف کچھ نہیں کہتے۔

حوالہ نمبر ۶

محدث ابن طاہرؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابو اسمٰعیل عبداللہ انصاریؒ سے امام حاکمؒ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اِمَامٌ فِی الْحَدِیْثِ رَافِضِیٌّ خَبِیْثٌ (حدیث میں امام ہیں لیکن خبیث قسم کے رافضی ہیں) میزان ص۶۰۸ ج۳ وسیر اعلام النبلاء ص۱۷۴ ج۱۷۔ علامہ ذھبیؒ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انصاف کو پسند کرتا ہے یہ مرد امام حاکمؒ رافضی نہیں صرف شیعہ ہیں (میزان ص۶۰۸ ج۳ وسیر اعلام النبلاء ص۱۷۴ ج۱۷)

حوالہ نمبر ۷

ابن طاہرؒ فرماتے ہیں باطنی طور پر شیعہ کے سخت خلاف تھے اور ظاہری طور پر وہ سُنی ہونا ظاہر کرتے تھے اور خلافت خلفاء راشدینؓ کو بھی مانتے تھے لیکن حضرت معاویہؓ اور آپ کے خاندان سے بیزار تھے بلکہ ان کے خلاف سخت قسم کا بغض رکھتے تھے یہ بات علانیہ طور پر ظاہر کرتے تھے اور اس میں کوئی عذر نہ کرتے تھے۔

حوالہ نمبر ۸

شذرات الذہب ص۱۷۶ ج۳ میں ہے۔

وَكَانَ فِيْهِ تَشَيُّعٌ وَحَطٌّ عَلٰى مُعَاوِيَةَؓ وَهُوَ ثِقَةٌ حُجَّةٌ قَالَهٗ فِي الْعِبَرِ۔ امام حاکمؒ میں شیعت تھی اور حضرت معاویہؓ کی تنقیص کرتے تھے حدیث میں معتبر اور حجۃ تھے یہی بات علامہ ذھبیؒ نے عبر میں لکھی ہے۔

حوالہ نمبر ۹

شذرات الذہب ص۱۷۶ میں ابن ناصر الدینؒ کے حوالہ سے لکھا ہے۔

فِيهِ تَشَيُّعٌ وَتَصْحِيحُ وَاهِيَاتٍ۔	اس میں شیعیت تھی اور سخت قسم کی ضعیف روایات کو صحیح کہہ دیتے تھے۔

حوالہ نمبر ۱۰

ابو نعيم الحداد سمعت الحسن بن احمد السمرقندی الحافظ سمعت ابا عبد الرحمن الشاذ یاخی الحاکم یقول کنا فی مجلس السید ابی الحسن فسئل ابو عبد الله الحاکم عن حدیث الطیر فقال لا یصح ولو صح لما کان احد افضل من علیؓ بعد النبی صلی الله علیه وسلم فهذه حکایة قویة فما باله اخرج حدیث الطیر فی المستدرک فکانه اختلف اجتهاده۔ (سیر اعلام النبلاء ص۱۶۸ تا ص۱۶۹ ج۱۷)	ابو نعیم الحداد فرماتے ہیں میں نے حافظ سمرقندیؒ سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے ابو عبد الرحمن شاذیاخیؒ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سید ابو الحسنؒ کی مجلس میں تھے تو وہاں امام حاکمؒ سے سوال کیا گیا پرندے والی حدیث کے بارے میں تو انہوں نے فرمایا کہ صحیح نہیں اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علیؓ سے افضل کوئی نہ ہوتا۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں یہ واقعہ صحیح ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ امام حاکمؒ نے مستدرک میں یہ حدیث ذکر کر دی ہے شاید کہ ان کی تحقیق بدل گئی تھی۔

اس واقعہ کی بنا پر علامہ تاج الدین سبکیؒ نے امام حاکمؒ سے شیعیت کا دفاع کیا

ہے دیکھئے (طبقات سبکی صفحہ ۱۶۸ ج ۴ تا صفحہ ۱۶۹) لیکن امام حاکمؒ کا بعد میں اس روایت کو صحیح کہنا اور مستدرک میں لے آنا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ حضرت علیؓ کو حضرت صدیق اکبرؓ و حضرت عمر فاروقؓ سے بھی افضل جانتے تھے جیسا کہ خود ان کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے۔

نوٹ : حدیث الطیر کی تشریح یہ ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے وہ میرے پاس بھیج تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندے کا گوشت کھائے تو حضرت علی تشریف لائے اور آپ کے ساتھ پرندے کا گوشت کھایا۔ یہ حدیث سند کے لحاظ سے سخت ضعیف ہے جبکہ امام حاکمؒ بخاری و مسلم کی شرط پر مستدرک صفحہ ۱۳۲ ج ۳ میں اس کو صحیح کہتے ہیں پہلے خود کہا تھا کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

حوالہ نمبر ۱۱

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں دَفَعُوْا لَهُ اِنَّ عَلِيًّا وَصِيٌّ (میزان صفحہ ۶۰۸ ج ۱)

امام حاکمؒ حضرت علیؓ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی مانتے ہیں۔ شیعہ اپنی بے بنیاد اذان میں کہتے ہیں اَنَّ عَلِيًّا وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوشیدگی میں حضرت علیؓ کو بعض چیزیں بتائی تھیں اور وصیت فرمائی تھی کہ ان کو پوشیدہ رکھنا کسی کو نہ بتانا۔ حالانکہ ایسی کوئی بات ثابت نہیں یہ شیعہ کے خرافات میں سے ایک جھوٹی دمن گھڑت کہانی ہے۔

حوالہ نمبر ۱۲

شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ بیت اللہ شریف کے اندر پیدا ہوئے ہیں حالانکہ یہ بناوٹی بات ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے البتہ حضرت حکیم بن حزام کے متعلق صحیح مسلم صفحہ ۶ ج ۲ اور مستدرک صفحہ ۴۸۲ ج ۳ و صفحہ ۴۸۳ میں ہے کہ وہ کعبہ شریف کے اندر پیدا ہوئے ہیں۔

مصعبؒ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت حکیمؓ سے قبل یا اس کے بعد کوئی بھی بیت اللہ شریف کے اندر پیدا نہیں ہوا امام حاکمؒ گرفت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

وھم مصعب فی الحرف	مصعب آخری بات میں بھول
الاخیر فقد تواترت	گئے ہیں حالانکہ متواتر خبروں سے
الاخبار ان فاطمۃ بنت اسد	ثابت ہے کہ حضرت فاطمہ بنت
ولدت امیر المومنین علی بن	اسد حضرت علیؓ کی والدہ نے
ابی طالب کرم اللہ وجہہ	حضرت علیؓ کو کعبہ شریف کے
فی جوف الکعبۃ (مستدرک ص۴۸۳)	اندر جنا۔

کسی ایک خبر صحیح سے بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا چہ جائیکہ اخبار متواترہ سے اس کا ثبوت ہو اگر کوئی خبر ہوتی تو کم از کم امام حاکمؒ پر اس کا بیان کرنا لازمی تھا جب کہ ایسا نہیں کیا گیا۔ اس لیے محدثین کرامؒ کے ضابطہ کے پیش نظر امام حاکمؒ کی ہم وہ بات قبول کریں گے جو اُن کے مذہب کے مؤید نہ ہو ہاں اگر مسئلہ اجماعی ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے فلہٰذا یہ روایت بھی قابل قبول نہیں ہے۔

جواب نمبر۲

یہ روایت منقطع نظر آتی ہے کیونکہ ابو عبداللہ الصفار الزاہد نے اپنی کتاب سے املاء کراتے ہوئے کہا کہ ابو اسماعیل سلمیؒ نے کہا معلوم ہوا یہ روایت انہوں نے خود نہیں سُنی بلکہ کسی واسطہ سے ان تک پہنچی ہے علاوہ ازیں علامہ تاج الدین سُبکیؒ فرماتے ہیں۔

فذھب علمہ بدعاء	اس راوی پر اپنے شیخ نے
الشیخ علیہ۔	بد دعا کی جس کی وجہ سے اس کا
(طبقات الشافعیہ ص۱۶۷ ج۲)	علم ضائع ہو گیا۔

پس معلوم ہوا کہ ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور نسیان کا مرض لاحق ہو گیا تھا فلہذا یہ روایت بھی قابل اعتماد نہیں ہے۔

جواب نمبر۳

اس کی سند میں ابو اسمٰعیلؒ بھی متکلم فیہ ہے بعض محدثین کرامؒ نے اس پر کلام کیا ہے

جواب نمبر۴

محمد بن الفضل السدوسی العارم کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا فلہذا جب تک قدیم السماع راوی اس سے روایت نہ کرے قابل اعتماد نہیں دیکھئے نور الصباح ص۲۱۷ تا ص۲۱۸ حصہ اول۔

فتاویٰ ستاریہ ص۱۴۳ ج۳ میں ایک روایت کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ چار راوی مخدوش ہیں۔ ایک محمد بن فضل سدوسی عارم ہے جس کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا اور عقل زائل ہو گئی تھی جس کا سماع ۲۲۰ھ سے پہلے کا ہے وہ روایت اس کی معتبر ہو گی دوسری نہیں میزان الاعتدال وغیرہ ملاحظہ ہو پس مستدل پر لازم ہے کہ اس روایت کو قبل اختلاط و تغیر ثابت کرے ورنہ خرط القتاد۔ علامہ البانی غیر مقلد ایک روایت کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وفیہ عندی نظر لان فی	کہ میرے نزدیک اس حدیث کی
سندہ عارما ابا النعمان	صحت میں نظر ہے کیونکہ اس کی
واسمہ محمد بن الفضل و	سند میں ابو النعمان محمد بن فضل
کان تغیر فی اختلط فی	عارم واقع ہے جو آخری عمر میں خراب
آخر عمرہ۔	حافظہ والا ہو گیا تھا بلکہ حدیث

(سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ص۲۶۵ ج۲) اس پر رل مل گئی تھی۔

نیز ایک حدیث کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت وهذا اسناد معلول	کہ میں کہتا ہوں یہ سند میرے نزدیک
عندي بابي النعمان واسمه	ضعیف ہے کیونکہ ابوالنعمان کا نام
محمد بن الفضل السدوسي	محمد بن فضل سدوسی ہے اور اس
ولقبه عارم وهو وان كان	کا لقب عارم ہے وہ اگرچہ ثقہ
ثقة فقد كان اختلط وصفه	تھا لیکن آخری عمر میں اختلاط کا شکار
بذلك جماعة من الائمة	ہو گیا تھا یہ بات محدثین کرامؒ کی
منهم ابو داؤد والنسائي	ایک جماعت نے کہی ہے ان میں
والدارقطني وغيرهم قال	سے امام ابوداؤدؒ وامام نسائیؒ و
ابن ابي حاتم في الجرح والتعديل	محدث دارقطنیؒ وغیرہم ہیں امام
(۴/۱/۵۹) سمعت ابي يقول	ابوحاتمؒ کہتے ہیں کہ آخری عمر میں
اختلط في اخر عمره و زال	اس کا عقل بھی زائل ہو گیا تھا
عقله فمن سمع منه قبل الاختلاط	جس نے اختلاط سے پہلے سنا
فسماعه صحيح.	ہے اس کا سماع صحیح ہے۔

(سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ص۱۷۰ تا ص۱۷۱)

خلاصہ یہ ہے کہ محمد بن اسماعیل السلمیؒ کی وفات ۲۸۰ھ میں ہوئی ہے اور اس کے استاذ عارمؒ کی وفات ۲۲۴ھ میں ہوئی ہے اور ۲۲۰ھ میں اس پر حدیثیں خلط ملط ہو گئی تھیں تو سلمیؒ کا سماع ۲۲۰ھ سے پہلے اپنے استاذ سے قطعاً ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ درمیان میں ۶۰ ساٹھ سال کا فاصلہ ہے۔ اور ساٹھ سال سے پہلے سماع ثابت کرنا ناممکن ہے۔ بغیر جانچ پڑتال کے قبول نہیں کی جا سکتی۔

جواب نمبر ۵

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور اسی طرح ابوبکرؓ و عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے پس وہ پہلی تکبیر کے سوا رفع یدین نہ کرتے تھے (دارقطنی وغیرہ) پس حضرت ابوبکر صدیقؓ سے رفع یدین ثابت نہیں۔

(۴۸) حضرت مالک بن حویرث سے بھی رفع الیدین عند الرکوع پیش کیا جاتا ہے (شمس الضحیٰ ص۱۷ بحوالہ بخاری ص۱۰۲ ج۱ و جزء خالد ص۹۰)

الجواب

حضرت مالکؓ بن حویرث کی روایت جو بخاری ص۱۰۲ ج۱ میں آتی ہے اور راقم الحروف نے نور الصباح ص۲۲۹ میں اس کا جواب دیا ہے۔ اس کے متعلق خود حضرت حکیم صاحب لکھتے ہیں: چودھویں دلیل بخاری شریف سے لی وہ بھی حدیث نہیں مالک بن حویرث کا اثر ہے (شمس الضحیٰ ص۱۱۲) حکیم صاحب نے مان لیا کہ بخاری شریف کی مذکورہ روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے ماشاء اللہ ہمیں تو ایسے قسم کے حکیموں کی ضرورت ہے جو اپنے مذہب کے دلائل کی خود تردید کریں اس میں علامہ البانی غیر مقلد کی تحقیق یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے کیونکہ حدثٰ کے اندر جو ضمیر ہے اس کا مرجع ابو قلابہؒ تابعی ہیں حضرت مالکؓ نہیں۔ دیکھئے تعلیقات مشکوٰۃ ص اور مرسل روایت بھی غیر مقلدین حضرات کے ہاں قابل حجت نہیں چنانچہ الرسائل ص۱۵۰ طبع سوم میں ہے اور محدثین کے نزدیک مرسل حدیث قابل حجت نہیں ہوتی۔ پھر اس حدیث میں رفع یدین سجدہ کرتے ہوئے اور سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے بھی موجود ہے (جس کے غیر مقلدین حضرات منکر ہیں) ملاحظہ ہو۔

حدیث نمبر۱

اخبرنا محمد بن المثنی	محمد بن المثنی۔ معاذ بن ہشام
قال حدثنا معاذ بن ہشام	ہشام۔ قتادہ۔ نصر بن عاصم

قال حدثنی ابی عن قتادة عن	مالک بن الحویرث سے بے شک نبی
نصر بن عاصم عن مالك بن	اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رفع
الحویرث ان النبی صلی اللّٰہ	یدین کرتے تھے جب نماز
علیه وسلم کان اذا دخل فی	میں داخل ہوتے اور جب رکوع
الصلوٰة یعنی رفع یدیه واذا رکع	کرتے اور جب رکوع سے سر
فعل مثل ذالك واذا رفع راسهٗ	اٹھاتے اور جب سجدہ سے
من الرکوع فعل مثل ذالك واذا	سر اٹھاتے ان سب مقاموں
رفع راسه من السجود فعل	میں رفع یدین کرتے
مثل ذالك کلّه یعنی رفع یدیه	تھے۔

(نسائی مع التعلیقات السلفیہ ص ۱۲۵ ج ۱ باب رفع الیدین)

اس حدیث میں سجدہ سے سر اٹھانے کے وقت بھی رفع یدین موجود ہے

اس حدیث کو خالد صاحب گھرجاکھی نے بھی ذکر کیا ہے اور ترجمہ یوں کیا ہے اور جب سجدوں سے سر اٹھاتے اسی طرح رفع الیدین کرتے دیکھئے جزء خالد ص ۹۲ ج ۱

حدیث نمبر ۲

اخبرنا محمد بن المثنی حدثنا	محمد بن المثنیؒ۔ ابن ابی عدیؒ
ابن ابی عدی عن شعبة	شعبہؒ۔ قتادہؒ۔ نصر بن عاصمؒ
عن قتادة عن نصر بن عاصم	مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ
عن مالك بن الحویرث انّهٗ	دیکھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ
رأی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم	وسلم کو رفع یدین کرتے ہوئے
رفع یدیه فی صلوته	رکوع کرتے وقت اور رکوع
اذا رکع واذا رفع رأسهٗ	سے سر اٹھانے کے وقت اور

من الرکوع واذا سجد واذا رفع رأسہ من السجود حتی یحاذی بھما فروع اذنیہ۔ | سجدہ کرتے وقت اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت دونوں کانوں کی لو کے برابر۔

(نسائی مع التعلیقات السلفیہ ص ۱۲۹/۱ج)

اس حدیث میں سجدہ کرتے وقت اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کا ذکر موجود ہے خالد صاحب گھرجاکھی نے جزء رفع الیدین ص ۹۲ میں ۱۷۳ پر اس حدیث کو ذکر کیا ہے مگر ترجمہ نہیں کیا شاید شیعہ کے تقیہ والے مسلک پر عمل کرتے ہوئے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

حدیث نمبر ۳

اخبرنا محمد بن المثنی حدثنا عبد الاعلی حدثنا سعید عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انہ رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فذکر مثلہ (نسائی مع التعلیقات ص ۱۲۹/۱ باب رفع الیدین للسجود)

اس کا ترجمہ حدیث نمبر ۲ کی طرح ہے اس حدیث کا تذکرہ بھی خالد صاحب نے جزء ص ۹۳ نمبر ۱۷۴ میں کیا ہے مگر ترجمہ نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۴

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا محمد بن جعفر ثنا سعید عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انہ رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ اذا اراد ان یرکع واذا رفع رأسہ واذا رفع رأسہ من السجود حتی یحاذی بھما فروع اذنیہ

(مسند احمد ص ۴۳۶/۳ج)

اس حدیث کا ترجمہ پہلی حدیث کی طرح ہے البتہ اس میں تکبیرہ تحریمہ کے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں ہے لیکن اس میں سجدہ سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کا ذکر ہے خالد صاحب گھرجاکھی نے بھی اس کو جزء رفع الیدین ص۹۴ میں ع۱۷ کے تحت ذکر کیا ہے مگر محبوط الحواس نے حوالہ مسند احمد ص۵/۵۳ کا دیا ہے حالانکہ وہاں یہ حدیث موجود ہی نہیں پھر تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کا ذکر کر دیا ہے حالانکہ تکبیرہ تحریمہ کے وقت رفع الیدین کا ذکر اس حدیث میں نہیں ہے۔ اور سجدوں سے سر اٹھاتے ہوئے ترجمہ کیا ہے۔

حدیث نمبر ۵

حدثنا عبد الله حدثنی ابی ثنا محمد بن ابی عدی عن سعید عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انہ رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی صلوتہ اذا رفع رأسہ من الرکوع واذا سجد واذا رفع رأسہ من سجودہ حتی یحاذی بھما فروع اذنیہ (مسند احمد ص۳/۴۳۶)

اس حدیث میں رفع یدین رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور سجدہ کرتے وقت اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت کا ذکر ہے۔ مگر خالد صاحب نے یوں ترجمہ کیا ہے آپ رکوع و سجود میں کانوں تک رفع الیدین کرتے (جزء خالد ص۹۵)

حدیث نمبر ۶

حدثنا عبد اللہ حدثنی	عبد اللہ۔ امام احمد بن حنبلؒ عفانؒ
ابی ثنا عفان ثنا ھمام ثنا قتادۃ	ہمامؒ۔ قتادہؒ۔ نصر بن عاصم۔
عن نصر بن عاصم عن مالک	مالک بن الحویرث بے شک
بن الحویرث ان النبی صلی اللہ	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع

علیہ وسلم کان یرفع یدایہ	میں اور سجدہ میں کانوں کی لو
حیال فروع اذنیہ فی الرکوع	کے برابر رفع یدین کرتے
والسجود (مسند احمد ص ۳۵۵ ج ۵)	تھے۔

اس کا ذکر بھی خالد صاحب نے جزء رفع الیدین ص ۹۵ میں کیا ہے۔

حدیث نمبر ۷

حدثنا الصائغ بمکة قال حدثنا عفان قال حدثنا همام قال انبأنا قتادة باسناده ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حیال اذنیہ فی الرکوع والسجود (صحیح ابوعوانہ ص ۹۵ ج ۲)

اس حدیث کا ترجمہ بعینہٖ اوپر والی حدیث کی طرح ہے۔ اس کا ذکر بھی خالد صاحب نے کیا ہے (جزء خالد ص ۱۰۳)

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری ص ۱۷۲ ج ۲ میں لکھتے ہیں۔ بہت زیادہ صحیح حدیث جس پر میں مطلع ہوا ہوں نسائی کی روایت ہے جس میں رفع الیدین سجدہ میں کرنے کا ذکر ہے اس میں سعید بن ابی عروبہؒ منفرد نہیں بلکہ ہمام عن قتادہؒ اس کے متابع موجود ہیں جیسا کہ صحیح ابوعوانہ میں موجود ہے۔

اس حدیث میں قتادہؒ کے بہت سے شاگرد سجدہ کرتے وقت یا سجدہ سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کا بیان کرتے ہیں۔

(۱) نسائی کی پہلی حدیث جو ہم نے اس مقام پر بیان کی ہے اس میں ہشامؒ نے اپنے استاذ قتادہؒ سے رفع یدین بین السجدتین کا ذکر کیا ہے۔

(۲) دوسری حدیث میں شعبہؒ نے قتادہؒ سے یہی بات نقل کی ہے۔

(۳) تیسری اور چوتھی اور پانچویں حدیث میں سعیدؒ اپنے استاد قتادہؒ سے رفع یدین بین السجدتین کا ذکر کرتے ہیں۔

(۴) حدیث نمبر ۵ و نمبر ۶ میں ہمامؒ اپنے استاد قتادہؒ سے رفع یدین بین السجدتین کا ذکر کرتے ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے سعیدؒ کا ایک متابع ہمامؒ بتایا ہے ابوعوانہ کے حوالہ سے حالانکہ یہ ہمامؒ مسند احمد ص۵۳ ج۵ میں بھی ہیں اس کے علاوہ سعیدؒ کے متابع شعبہؒ اور ہشامؒ بھی خود نسائی میں موجود ہیں جن پر حضرت حافظ صاحبؒ کی نظر نہیں پڑی۔

بہر حال خالد صاحب نے بھی یہ سات حدیثیں نقل کی ہیں لیکن عمل ان کا ان کے خلاف ہے جب یہ حدیثیں خالد صاحب کے ہاں صحیح ہیں تو خالد صاحب ان پر عمل کیوں نہیں کرتا کیا انکار حدیث کسی اور چیز کا نام ہے۔

خالد صاحب کا ایک لحاظ سے ہم شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مسلک کی جڑوں کو اکھاڑنے کے لیے ان حدیثوں کو صحیح سمجھ کر روایت کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو مزید توفیق عطاء فرمائے کہ وہ غیر مقلدین کے مسلک کی دھجیاں اڑاتے ہوئے فضاء آسمانی میں بکھیر دیں۔

ع۔ عدو سے شر برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

حضرت حکیم صاحب نے بھی مولانا خالد صاحب کی اس کتاب جزء رفع الیدین کی بہت تعریف کی ہے دیکھئے (شمس الضحیٰ ص۱۳)

غیر مقلدین حضرات کی زبردست پریشانی

بعض غیر مقلدین حضرات نے تو ان حدیثوں کو صحیح سمجھ کر سجدوں میں رفع یدین کرنا بھی شروع کر دیا چنانچہ علامہ احمد محمد شاکرؒ غیر مقلد فرماتے ہیں کہ ابن حزمؒ نے رفع یدین بین السجدتین کی روایات کو صحیح قرار دیا ہے محدث ابن القطانؒ نے بھی صحیح قرار دیتے ہیں۔

وھو الحق الصواب الذی	اور یہی حق اور صواب ہے
نأخذ بہ و انظر تعلیقنا	جس پر ہمارا عمل ہے محلّی ابن
علی المحلّی فی المسئلۃ	حزم صـ۸۷ ج۴ تا صـ۹۵ کے
کلہا (صـ۸۷ ج۴ ۔ صـ۹۵) تعلیقات	مقام پر ہماری تعلیقات کا
شاکر علی الترمذی صـ۴۲ ج۲ تا صـ۴۳	مطالعہ کرو۔

اور فتاویٰ علمائے حدیث صـ۳۰۵ ج۴ تا صـ۳۰۷ میں اس مسئلہ کی تائید کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے یہ حدیث رفع یدین سجدوں میں کرنے کی صحیح ہے متروک العمل نہیں اس حدیث پر کوئی جرح نہیں اس حدیث کا کوئی ناسخ نہیں بعض صحابہؓ اور تابعینؒ نے بھی اس پر عمل کیا ہے اس حدیث کے صحیح ہونے میں شک نہیں ہے اس حدیث میں سوائے تدلیس قتادہ کے اور کوئی جرح نہیں۔ لیکن شعبہ کے قول سے یہ تدلیس مرتفع۔ شعبہ کی عادت تھی کہ قتادہ سے مدلس حدیث کو روایت نہیں کرتا تھا اور یہاں خود راوی ہے اس حدیث کا یہ رفع یدین منسوخ نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کا آخری فعل ہے اس رفع یدین کا عامل مردہ سنّت کو زندہ کر رہا ہے جو مستحق ہے سو اجر شہید کے ملنے کا۔

یہ غیر مقلدین حضرات کے علماء کے فیصلے ہیں جن کا خلاصہ ہم نے پیش کیا ہے۔

اب بہتر تو یہی رہے گا کہ سب غیر مقلدین حضرات اس رفع یدین پر عمل کریں اور ان کے بزرگوں اور علماء کے بارے میں فیصلہ کیا جائے کہ وہ بہت ساری حدیثوں کے منکر تھے اور اسی حالت میں مر گئے۔

اگر غیر مقلدین حضرات ان حدیثوں کو نہیں مانتے تو اس کا جو جواب وہ دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے رفع یدین عند الرکوع

کا تصور کر لیں۔

نواب صدیق حسن خان صاحب کا جواب

یہ روایت نصر بن عاصم سے مروی ہے اور یہ نصر بن عاصم ضعیف ہے پھر بعض روایتوں میں رفع یدین بین السجدتین کا ذکر نہیں ہے بعض میں ہے چنانچہ ثابت ہوا کہ مالک بن حویرث کی روایت میں اضطراب ہے اور یہ اضطراب ضعف روایت کا باعث ہے (دلیل الطالب ص۲۹۵ تا ص۲۹۶ ملخصاً) بحوالہ فتاوی علمائے حدیث ص۲۲۸ ج۲ تا ص۲۲۹) نواب صاحب کے نزدیک یہ روایت اضطراب کی وجہ سے بھی ضعیف ہے۔

عبدالرشید صاحب انصاری اور اس کے معاونین نے نصر بن عاصم کو ثقہ قرار دیا ہے اور اس کے حوالے کتب اسماء الرجال سے نقل کئے ہیں دیکھئے الرسائل ص۲۶۸ تا ص۲۶۹ طبع سوم لیکن ان ناعاقبت اندیش افراد نے الرسائل ص۴۷ میں قتادۃ پر جرح کر دی ہے جو نصر بن عاصم کا شاگرد ہے جب کہ قتادہ عن نصر بن عاصم کی سند سے رفع یدین عندالرکوع کی روایات کو بطور حجت کے الرسائل کے مختلف مقامات میں ذکر بھی کر دیا ہے ملاحظہ ہو الرسائل ص۲۲۶ وص۲۴۳ وص۲۴۵ وص۲۴۶ وص۲۴۷ وص۲۵۴ وص۲۷۸ وص۲۸۸ وص۳۰۷ وص۳۰۸ وص۳۱۴ وص۳۱۶ وص۳۱۸ وص۳۲۷ وص۳۲۸ وص۳۲۹ وص۳۴۸ وص۳۵۰ وص۳۵۵ وص۳۶۰ وص۳۶۱ (ڈبل) وص۳۷۱ وص۳۷۶ یہ طبع سوم کے صفحات ذکر کئے گئے ہیں۔

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد تحفۃ الاحوذی اور ابکار المنن میں قتادہ پر تدلیس کا الزام لگاتے ہوئے حدیث کو رد کرتے ہیں۔ لیکن یہ بات

درست نہیں ہے قتادہؒ کا شاگرد جب شعبہؒ ہو تو وہ حدیث سماع پر محمول ہوگی ہے تدلیس کا الزام ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ فتاوی علمائے حدیث کے حوالہ سے گذرا ہے نیز دیکھئے طبقات المدلسین لابن حجرؒ صلا وتحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۱۵۸ فلہذا قتادہؒ کی وہ حدیثیں جو شعبہؒ کے طریق سے مروی ہیں صحیح ہیں جن میں صرف رکوع کے وقت رفع یدین ہے وہ ادھوری ہیں اور جن میں شعبہؒ کے طریق سے سجدہ میں بھی رفع یدین کا بیان ہے وہ مکمل ہے فلہذا اس روایت کا جواب تدلیس والا درست نہیں رہے گا پس جو جواب سجدہ میں رفع یدین کا ہوگا وہی جواب رکوع میں رفع یدین کا ہماری طرف سے تصور فرما لیں اگر سجدہ میں رفع یدین منسوخ ہے تو رکوع میں منسوخ ہوگا اگر یہ جواب دینا ہے (جیسا کہ علامہ سندھیؒ اور مولانا عبد التواب غیر مقلد نے دیا ہے) کہ اصل رفع یدین نہ کرنا ہے فلہذا ترک رفع یدین پر عمل ہوگا بعینہٖ یہی جواب ہماری طرف رفع یدین عند الرکوع میں ہے۔

(۴۹) حضرت وائلؓ بن حجر سے رفع یدین عند الرکوع پیش کیا جاتا ہے (شمس الضحیٰ ص۷ بحوالہ مسند احمد ص۳۱۸ ج۴ وجزء خالد ص۱۰)

الجواب نمبرا

حضرت ابراہیم نخعی تابعیؒ کے سامنے جب اس روایت کو پیش کیا گیا تو حضرت ابراہیمؒ نے فرمایا:

اَحَفِظَ وَائِلٌ وَنَسِيَ	کیا حضرت وائلؓ نے نبی
ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَكَانَ	اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز
يَحْفَظُهُ اِنَّمَا رَفْعُ	کو یاد رکھا ہے اور حضرت
الْيَدَيْنِ عِنْدَ افْتِتَاحِ	عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

الصَّلٰوۃِ۔ بھول گئے ہیں اور یاد نہ رکھ

(مسند ابویعلیٰ بحوالہ سکے حالانکہ رفع یدین صرف

التعلیق الممجد ص ۹۳) اور صرف ابتداء نماز میں ہے۔

نیز حضرت ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں حضرت وائل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک دن نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے تو کیا حضرت وائلؓ نے رفع یدین عندالرکوع کو یاد رکھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد نہ رکھ سکے ہیں نے ان میں سے کسی سے نہیں سنا کہ وہ رفع یدین عندالرکوع کرتے ہوں وہ صرف ابتداء نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے (موطا محمد ص ۹۳)۔

اور طبرانی ص ۱۲ ج ۲۲ میں ہے۔

هُوَ اَعْلَمُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْ عَبْدُ اللّٰهِ - فَاِنَّمَا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ۔

کیا حضرت وائلؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو زیادہ جاننے والے ہیں یا حضرت ابن مسعودؓ حالانکہ حضرت ابن مسعودؓ صرف ابتداء میں رفع یدین کرتے تھے۔

نیز دیکھئے دارقطنی ص ۲۹۱ ج ۱ و سنن بیہقی ص ۸۱ ج ۲۔ حضرت ابراہیمؒ حدیث کی پہچان میں صراف تھے چنانچہ امام احمدؒ فرماتے ہیں:

عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ صَيْرَفِيًّا

کہ امام اعمشؒ فرماتے تھے حضرت نخعیؒ حدیث کی

فِي الْحَدِيْثِ۔ پہچان میں صراف تھے۔

(کتاب العلل ومعرفۃ الرجال[۱۴])

اسی طرح علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ صـ۶۹ ج۱ میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نخعیؒ حدیثوں کو پرکھنے میں صراف اور نقاد تھے اور بلند پایہ علماء اور محدثین میں سے تھے الخ۔ اس بلند پایہ صراف اور نقاد کا فیصلہ یہ ہے کہ رفع یدین صرف تکبیرہ تحریمہ کے وقت ہے اس کے علاوہ درست نہیں ہے۔

امام شافعیؒ کا اعتراض

مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم لکھتے ہیں کہ امام بیہقیؒ کتاب المعرفۃ میں حضرت امام شافعیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ بہتر بات یہ ہے کہ حضرت وائلؓ کی بات کو اختیار کیا جائے کیونکہ وہ جلیل القدر صحابیؓ ہیں پس ان کی حدیث کو اس شخص کے قول سے کس طرح رد کیا جا سکتا ہے جو مرتبہ میں ان سے کم ہے (التعلیق الممجد صـ۹۳)

الجواب

امام بیہقیؒ نے جو امام شافعیؒ سے اعتراض نقل کیا ہے اس کی نسبت امام شافعیؒ کی طرف درست نہیں کیونکہ یہاں مقابلہ ابراہیم نخعیؒ اور حضرت وائلؓ کا نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اور حضرت وائلؓ کا ہے اور یقینی بات ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کا مقام اور مرتبہ حضرت وائلؓ سے زیادہ ہے فلہذا بات حضرت عبداللہ عنہ کی قابل اعتماد ہو گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت ابراہیم تابعیؒ ہیں بلند پایہ محدث ہیں

ان کی بات کو تسلیم کرنا امام شافعیؒ کے قول سے بہتر ہے کیونکہ امام شافعیؒ نہ تو تابعی ہیں اور نہ کسی تابعی کے شاگرد ہیں اور نہ کسی محدث نے امام شافعیؒ کو حدیث پرکھنے کا صراف قرار دیا ہے تو صراف کے مقابلہ میں غیر صراف کی بات کس طرح درست ہو سکتی ہے۔

امام احمدؒ کے ہاں حضرت وائلؓ کی حدیث قابلِ عمل نہیں ہے

حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ لکھتے ہیں:

قیل لابی عبد اللہ	کہ امام احمدؒ سے پوچھا گیا کہ
نذھب رفع الیدین	دوسری رکعت سے اٹھنے
فی القیام من اثنتین	وقت بھی ہم رفع یدین کریں.
ایضاً قال لا۔ انا	تو فرمایا نہ کرو میں (امام احمدؒ)
اذھب الی حدیث	سالم عن عبداللہ بن عمرؓ کی
سالم عن ابیہ	حدیث پر عمل کرتا ہوں وائلؓ
ولا اذھب الی حدیث	بن حجرؓ کی روایت پر عمل نہیں
وائل بن حجر لانہ	کرتا کیونکہ اس کے الفاظ
مختلف فی الفاظہ	مختلف ہیں۔ عاصم بن کلیب
حدیث عاصم بن کلیب	کی حدیث کے الفاظ عمرو بن
خلاف حدیث عمرو بن	مرہ کی حدیث کے خلاف
مرۃ (التمھید ص ۲۲۴ ج ۹)	ہیں۔

یعنی وائلؓ بن حجرؓ کی روایت میں اضطراب اور اختلاف ہے اس لیے قابل عمل نہیں ہے۔ غیر مقلدین حضرات دوسری رکعت کے تشہد

کے بعد جب تیسری رکعت کے لیے اٹھتے ہیں تو اس وقت بھی رفع الیدین کرتے ہیں حتیٰ کہ اس کو بھی متواتر کہہ دیتے ہیں حالانکہ ائمہ اربعہؒ کا اجماع ہے کہ اس مقام پر رفع یدین نہیں ہے۔

امام احمدؒ کا فیصلہ وائلؓ بن حجر کی روایت کے بارے میں قارئین کرام کی خدمت پیش کر دیا گیا ہے اور اس سے پہلے حضرات حدیث حضرت ابراہیم نخعیؒ کا فیصلہ ذکر ہو چکا ہے۔

جواب نمبر ۲

حضرت وائلؓ کی بعض روایتوں میں رفع یدین بین السجدتین کا ذکر بھی موجود ہے دیکھئے ابو داؤد صفحہ ۱۰۵ ج ۱ والتمہید صفحہ ۲۲۷ ج ۹۔

جب کہ غیر مقلدین حضرات اس کے قائل نہیں ہیں۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ وائلؓ کی روایت میں ہمامؒ نے رفع الیدین بین السجدتین کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن امام ابو داؤدؒ نے جو روایت ذکر فرمائی ہے اس میں رفع یدین بین السجدتین کا ذکر موجود ہے اور عبد الوارث بن سعید اس روایت کا راوی ثقہ ہے اس کے علاوہ حضرت وائلؓ کی روایت میں تو ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کا ذکر بھی موجود ہے دیکھئے مسند احمد صفحہ ۳۱۶ ج ۴ وطبرانی صفحہ ۳۳ ج ۲۲ وابو داؤد الطیالسی بحوالہ جزء خالد صفحہ ۱۲۰ وسنن دارمی بحوالہ جزء خالد صفحہ ۱۲۳۔ مولانا صاحب گھر جاکھی اس حدیث کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ وائل کہتے ہیں آپؐ ہر اٹھنے بیٹھنے پر تکبیر کہتے اور رفع الیدین کرتے (جزء خالد صفحہ ۱۲۰)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اٹھتے بیٹھتے وقت تکبیر کہتے اور تکبیر کے ساتھ رفع یدین بھی کرتے (جزء خالد صفحہ ۱۲۳)

اب غیر مقلدین حضرات کو چاہیے کہ وہ ہر تکبیر کے وقت رفع الیدین

کریں جب کہ ان کا عمل اس حدیث پر نہیں ہے۔

حافظ ابن عبد البرؒ کا فیصلہ

قال ابو عمر زيادة وائلؓ بن حجر في حديثه رفع اليدين بين السجدتين قد عارضه في ذلك ابن عمر بقوله وكان لا يرفع بين السجدتين والسنن لا تثبت اذا تعارضت وقد اوقفت ووائل بن حجر انما رآه اياماً قليلة في قدومه عليه وابن عمر صحبه الى ان توفي صلى الله عليه وسلم فحديث ابن عمر اصح عندهم واولى ان يعمل به من حديث وائل بن حجر۔

(التمهید ص ۲۲۷ / ۹ج)

ابو عمرؒ کہتا ہے کہ وائلؓ بن حجر کا اپنی حدیث میں رفع یدین بین السجدتین کا اضافہ کرنا حضرت ابن عمرؓ کے قول کے معارض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے تھے اور جب روایتوں میں تعارض ہو تو سنتیں ثابت نہیں ہو سکتیں اور وائلؓ نے چند دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے تھے جب کہ ابن عمرؓ تا وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ساتھ رہے ہیں پس ابن عمرؓ کی حدیث وائلؓ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔

پس حافظ ابن عبد البرؒ امام احمدؒ و حضرت ابراہیم نخعیؒ کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ حدیث قابل عمل نہیں ہے۔

جواب نمبر ۳

پہلی مرتبہ حضرت وائلؓ سنہ ۹ھ میں تشریف لائے تھے اس وقت رفع یدین پر تکبیر وغیرہ کے وقت ان کی روایت میں مذکور ہے لیکن جب دوبارہ سنہ ۱۰ھ میں تشریف لائے تو اس وقت رفع یدین صرف تکبیرہ تحریمہ کے وقت تھا اس کے علاوہ نہیں تھا۔

چنانچہ ابوداؤد شریف صفحہ ۱۱۲ ج ۱ میں ہے:

ثم اتیتھم فرایتھم	کہ پھر میں (وائلؓ) ان صحابہ
یرفعون ایدیھم	کرامؓ کے پاس دوبارہ آیا
الی صدورھم	تو ان کو رفع یدین کرتے
فی افتتاح الصلوٰۃ	دیکھا وہ ابتداء نماز میں سینوں
وعلیھم برانس	تک رفع یدین کر رہے
واکسیۃ	تھے دراں حالیکہ ان پر برانڈیاں
	اور چادریں تھیں۔

مولانا خالد صاحب گھر جاکھی غیر مقلد بھی اس روایت کا ذکر کرتے ہوئے ترجمہ یوں تحریر کرتے ہیں۔ پھر میں دوبارہ آیا تو سینہ تک ہاتھ اٹھاتے تھے شروع نماز میں اور ان پر بڑے کوٹ اور اونی چادریں تھیں۔ (جز خالد صفحہ ۱۱۱) اور عبد الرشید انصاری اور اس کے معاونین اس کا ترجمہ اس طرح لکھتے ہیں۔

پھر میں ان کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو سینے

تک شروع نماز میں اٹھاتے اور ان پر برانڈیاں اور چادریں تھیں۔ (الرسائل طبع اوّل ص۲۱۲)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رفع یدین عند الرکوع ۱۰ھ میں منسوخ ہو گیا تھا۔ یہی بات جب راقم الحروف نے عبد الرشید انصاری کو لکھ کر بھیجی تو انھوں نے الرسائل طبع دوم ص۳۱۸ میں اس روایت کو کاٹ دیا ہے۔ یہ ہے غیر مقلدین حضرات کی دیانتداری (خدا تعالیٰ ان کے شر سے پناہ دے) اس حدیث کا ذکر شرح السنّۃ میں امام بغویؒ نے بھی کیا ہے دیکھئے ص۲۸ ج۳۔

خالد صاحب کی خیانت و بددیانتی

سنن دار قطنی ص۲۹۱ ج۱ میں حضرت وائلؓ کی حدیث کا جواب دیتے ہوئے حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں:

اِنَّمَا رَفْعُ الْیَدَیْنِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ۔ لَفْظُ جَرِیْرٍ۔ (کہ رفع یدین صرف ابتداء نماز کے وقت ہے اس کے علاوہ نہیں ہے یہ لفظ جریر محدثؒ نے اپنی روایت میں ذکر کئے ہیں)

مولانا خالد صاحب اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ اور افتتاح کی رفع الیدین کے الفاظ جریر کے ہیں (جزء خالد ص۱۲۵) یہ بات کیا تھی اور خالد صاحب نے تحریف کا ارتکاب کرتے ہوئے کہا بنا دی ہے (لاحول ولا قوۃ الاّ باللہ)

وضاحت

اس روایت کی سند میں حصینؒ کے دو شاگرد ہیں (۱) ہشیمؒ (۲) جریرؒ۔ تو جریرؒ اپنی اس روایت انما رفع الیدین عند افتتاح الصلوٰۃ

کے الفاظ نقل کرتا ہے جب کہ ہشیمؒ نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے۔ لیکن طبرانی صفحہ ۱۲ میں حصینؒ کا ایک شاگرد زائدہؒ بھی ہے اور وہ یہ الفاظ جریرؒ کی طرح نقل کرتا ہے۔

بہر حال راقم الحروف نے نور الصباح حصہ اوّل صفحہ ۲۲۳ تا صفحہ ۲۲۴ میں دلیل نمبر ۱۵ کے تحت جو اس روایت پر بحث کی تھی اور اس کا جواب دیا تھا اس کا جواب مولانا اسماعیل سلفی مرحوم کے ناخلف شاگردوں یعنی حکیم محمود صاحب اور خالد صاحب گھرجاکھی صاحب نے نہیں دیا اور نہ قیامت تک دے سکتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۵۰) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے بھی رفع الیدین عند الرکوع پیش کیا جاتا ہے (دیکھیے شمس الضحیٰ صفحہ ۷۲ بحوالہ بخاری صفحہ ۱۰۲/۱ وجزء رفع خالد صفحہ ۱۶)

الجواب

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت میں سخت اضطراب ہے رفع یدین بین السجدتین کی روایات بھی ان سے مروی ہیں اور ان کا عمل بھی منقول ہے کہ وہ سجدہ کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ	نافعؒ حضرت عبد اللہ بن
اَنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ	عمرؓ سے روایت کرتے
يَدَيْهِ اِذَا دَخَلَ فِي	ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ جب
الصَّلٰوةِ وَاِذَا رَكَعَ	نماز میں داخل ہوتے تو
وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ	رفع یدین کرتے تھے اور
لِمَنْ حَمِدَهٗ وَاِذَا	جب رکوع کرتے اور جب
سَجَدَ وَبَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ	سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور

يَرْفَعُهُمَا إِلَى ثَدْيَيْهِ	جب سجدہ کرتے اور دو
قَالَ عَلِيٌّ هٰذَا الْإِسْنَادُ	رکعتوں کے درمیان سینہ تک
لَا دَاخِلَةَ فِيهِ	رفع یدین کرتے تھے (ابن
وَمَا كَانَ ابْنُ عُمَرَ	حزم ؒ) نے کہا کہ اس روایت
لِيَرْجِعَ إِلَى خِلَافِ	کی سند میں کوئی خرابی نہیں ہے
مَا رَوَى مِنْ تَرْكِ الرَّفْعِ	اور ابن عمرؓ کا اپنی روایت
عِنْدَ السُّجُودِ إِلَّا وَقَدْ	ترک رفع یدین عند السجود
صَحَّ عِنْدَهُ فِعْلُ النَّبِيِّ	سے رجوع کرنا یہ دلیل ہے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	اس بات کی کہ نبی اکرم صلی اللہ
وَسَلَّمَ لِذٰلِكَ۔	علیہ وسلم سے رفع یدین
	عند السجود ابن عمرؓ کے ہاں
(مُحَلّٰی ابن حزم ص ۲۹۷ / ج ۲)	صحیح طور پر ثابت ہے۔

اور مزید روایات رفع یدین بین السجدتین کی راقم نے نور الصباح حصہ اوّل ص ۱۹۱ میں ذکر کر دی ہیں۔

دوسرا اضطراب

ابن عمرؓ کی ایک روایت میں دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع یدین کا ذکر بھی ہے (بخاری ص ۱۰۲) جبکہ ائمہ اربعہؒ کا اتفاق ہے کہ اس مقام پر رفع یدین نہیں ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

قَدْ رَوَى يَحْيَى الْقَطَّانُ عَنْ مَالِكٍ	حضرت امام مالکؒ عن نافع عن
عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا	ابن عمرؓ (مرفوعاً) نقل کرتے ہیں۔

هذا الحديث وفيه ولا يرفع بعد ذالك أخرجه الدارقطني في الغرائب بأسناد حسن وظاهره يشمل النفي عما عدا المواطن الثلاثة

(فتح الباری ص ۳۶۳/۲)

اس حدیث کو اور اس حدیث میں ہے کہ اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے امام دارقطنیؒ نے غرائب میں حسن سند سے اخراج کیا ہے اور اس حدیث میں بظاہر تین مقام (عند الافتتاح عند الرکوع بعد الرکوع) کے سوا سب مقامات میں رفع یدین کرنے کی نفی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع یدین نہیں ہے جبکہ غیر مقلدین اس پر عمل کرتے ہیں۔

تیسرا اضطراب

بعض روایات میں رکوع کرتے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں ہے چنانچہ امام مالکؒ اپنے اسناد ابن شہاب زہریؒ سے سالمؒ سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی اسی طرح رفع یدین کرتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور سجدہ میں رفع یدین نہ کرتے تھے (مؤطا مالک)

امام مالکؒ سے امام شافعیؒ بہ روایت اسی طرح نقل کرتے ہیں دیکھئے

صحیح ابوعوانہ ص۹۱ ج۲ وسنن بیہقی ص۶۹ ج۲ ۔ عبداللہ بن مسلمہ القعنبیؒ بھی کبھی امام مالکؒ سے اس مقام پر رفع یدین کا ذکر نہیں کرتے (بیہقی ص۹۳ ج۲، ص۶۹ ج۲) اور کبھی ذکر کر دیتے ہیں (صحیح بخاری)۔

اور سنن نسائی ص۱۲۶ مع التعلیقات میں یحیی بن سعیدؒ بھی امام مالکؒ سے رفع یدین عند الرکوع کا ذکر نہیں کرتے نیز دیکھئے جزء خالد ص۲۳ ۔

اور ابن عمرؓ کی موقوف روایت میں امام مالکؒ سے رفع یدین عند الرکوع ذکر نہیں کرتے (موطا مالک وابوداؤد ص۱۱۵ ج۱ نیز دیکھئے الرسائل ص۲۴۱) اور استذکار ابن عبدالبر میں یہ روایت امام مالکؒ سے اسی طرح ذکر کی گئی ہے دیکھئے جزء خالد ص۲۵ چنانچہ خالد صاحب اس کا ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی اسی طرح کرتے۔ نیز دیکھئے جزء خالد ص۲۸ وص۱۴ وص۶۰ علامہ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں:

ھکذا رواہ یحیی عن	اسی طرح امام مالکؒ سے
مالك لم یذکر فیه الرفع	یحییؒ نے روایت کیا ہے
عند الانحطاط الی الرکوع	اور رکوع کرتے وقت رفع
وتابعه علی ذالك جماعة	یدین کا ذکر نہیں کیا اور
من الرواة للموطا عن	موطا مالک کے بہت سے
مالك منهم القعنبي و	راویوں نے اسی طرح روایت
ابومصعب وابن بکیر و	کیا امام مالکؒ سے ان میں
سعید بن الحکم بن ابی	سے قعنبیؒ ابومصعبؒ ابن
مریم ومعن بن عیسیٰ	بکیرؒ سعید بن الحکمؒ معنؒ۔

والشافعي ويحيى بن يحيى النيسابوري واسحاق بن الطباع وروح بن عبادة وعبد الله بن نافع الزبيري وكامل بن طلحة واسحاق بن ابراهيم الحنيني وابو حذافة احمد بن اسماعيل وابن وهب في روايته عن اخيه عنه۔

(التمهيد ص ۲۱۰ / ج ۹)

اور امام شافعیؒ ویحیٰیؒ نیسابوری، اسحٰقؒ بن الطباع روحؒ بن عبادۃ عبد اللہؒ زبیریؒ۔ کاملؒ بن طلحہ۔ اسحاقؒ الحنینی ابو حذافۃ احمد بن اسماعیل ابن وھب بھتیجے کی روایت ہیں جو اس سے مروی ہوئی ہے۔

۔ ان روایت میں سے ابو حذافہ احمد بن اسماعیل السہمی المدنی امام مالکؒ سے مؤطا روایت کرنے والا آخری شاگرد ہے دیکھئے تہذیب التہذیب ص ۱۵ ج ۱ ۔ اور اس کی روایت میں رفع یدین عند الرکوع نہیں ہے

خالد صاحب گھرجاکھی کا جھوٹ و بددیانتی

خالد صاحب لکھتے ہیں ۔ مؤطا امام مالک کو امام صاحب سے نقل کرنے والے قریبًا ایک ہزار سے کچھ اوپر شاگرد ہیں جو نسخہ ہمارے ہاتھوں میں ہے یہ یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر بن وسلاس ابو محمد اللیثی کا نسخہ ہے یہ حدیث امام دارقطنی بہت سی سندوں سے امام مالک سے روایت کرتے ہیں ۔ اس میں یہ لفظ بھی ہیں واذا رکع کہ رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے بھی رفع الیدین کرتے جزء خالد ص ۲۸ ۔ نیز لکھتے ہیں

اور دراصل بات یہ ہے کہ ناقل سے لفظ واذا رکع رہ گئے ہیں ورنہ یہ حدیث وہی ہے جس کا دوسری کتابوں میں ذکر ہو رہا ہے (حجۃ خالد ص ۶۹)

خالد صاحب کی بات سے واضح ہوتا ہے کہ مؤطا مالک کے راوی یحیی بن یحیی اللیثی کی غلطی سے واذا رکع کے لفظ رہ گئے ہیں ورنہ امام مالکؒ کے تمام شاگرد واذا رکع کے الفاظ ذکر کرتے ہیں اور تمام کتابوں میں یہ الفاظ موجود ہیں حالانکہ یہ خالد صاحب کا نرا جھوٹ اور بد دیانتی ہے جیسا کہ قارئین کرام کو اچھی طرح معلوم ہو چکا ہے۔ علامہ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں:

وقال جماعۃ	اور اہل علم کی ایک جماعت
من اھل العلم ان	نے کہا ہے کہ رفع یدین
اسقاط ذکر الرفع	رکوع کرتے وقت ذکر نہ
عند الانحطاط فی	کرنا اس حدیث میں یا تو
ھذا الحدیث انما اتی	امام مالکؒ سے سہواً ہوا
من مالک وھو الذی	ہے اور بات بھی یہی درست
ربما وھم فیہ	ہے کیونکہ امام مالکؒ کے
لان جماعۃ حفاظاً	شاگرد جو بہت حافظ الحدیث
رووا عنہ الوجھین	ہیں وہ رفع یدین کرنا اور
جمیعاً۔	نہ کرنا دونوں قسم کے الفاظ
(التمھید ص ۲۱۱ ج ۹ تا ص ۲۱۲)	امام مالکؒ سے ذکر کرتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ حفاظ حدیث کی ایک جماعت امام مالکؒ سے اس

حدیث میں رفع یدین عند الرکوع کا ذکر کرتی ہے اور حفاظ حدیث کی دوسری جماعت امام مالکؒ سے رفع یدین عند الرکوع کا ذکر نہیں کرتی اس لیے شاگردوں پر الزام نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ وہ پوری ایک جماعت ہیں۔ فلہٰذا امام مالکؒ سے سہو واقع ہوا ہے یہ ابن عبد البرؒ کی تحقیق انیق ہے۔ لیکن ابن عبد البرؒ کا امام مالکؒ پر سہو کا الزام لگانا درست نہیں ہے کیونکہ اصل گڑبڑ اوپر سے ہے جس طرح امام مالکؒ اپنے استاذ زہریؒ سے رفع یدین عند الرکوع کا ذکر نہیں کرتے اسی طرح زہریؒ کے بعض دوسرے شاگرد بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں مثلاً

(۱) معمرؒ کی روایت عبد الرزاق ص۶۷ ج۲ میں یوں ہے۔

۲۵۱۷ اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزهری عن سالم عن ابن عمر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یرفع یدیه حین یکبر حتی یکونا حذو منکبیه او قریباً مِنْ ذالِکَ وَاِذَا رَفَعَ رَأسَهُ من الرکعة رفعهما ولا یفعل ذالک فی السجود۔

عبد الرشید انصاری اور اس کے معارضین نے بھی یہ روایت الرسائل ص۳۱۸ تا ص۳۱۹ طبع اول میں ذکر کی تھی لیکن طبع دوم ص۳۱۹ میں اس کو کاٹ دیا گیا ہے۔ خالد صاحب اس روایت کا ترجمہ یوں تحریر کرتے ہیں کہ جب تکبیر کہتے قیام کی تو کندھوں تک یا اس کے قریب تک ہاتھ اٹھاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی اٹھاتے اور سجدوں میں نہ اٹھاتے (جزء خالد ص۶۳)

(۲) یونس بھی اپنے استاذ زہریؒ سے رفع یدین عند الرکوع روایت

نہیں کرتے چنانچہ جزء رفع یدین جو امام بخاریؒ کی طرف منسوب ہے اس میں یہ بات موجود ہے دیکھئے جزء رفع الیدین مترجم ص۵ وجزء خالد ص۴۶۔ وجزء رفع یدین مترجم ص۶۸ وجزء خالد ص۷۷۔

علامہ محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں:

قد تابع مالکاً ابن عیینة ویونس وغیرهما عن الزهری (معارف السنن ص۲/۴۷۷) بے شک امام مالکؒ کی اس بات میں ابن عیینہؒ اور یونسؒ وغیرہ نے زہریؒ سے روایت کرنے میں موافقت کی ہے۔ چنانچہ ابن عیینہ کی یہ روایت زہریؒ سے جزء رفع الیدین مترجم کے ص۱ میں موجود ہے۔ تو اصل گڑبڑ مرفوع روایت میں اور ابن عمرؓ کے موقوف اثر میں ہے جزء رفع الیدین مترجم از المنسوب للبخاریؒ) کے مزید صفحات ملاحظہ کریں ص۴۶ وص۴۷ وص۴۸ وص۵۳۔

فلہذا یہ اضطراب حدیث کو ناقابل عمل بنا دیتا ہے چنانچہ امام مالکؒ نے اس حدیث پر باب افتتاح الصلوٰۃ باندھ کر یہ حقیقت واضح فرما دی ہے کہ رفع یدین صرف افتتاح کے وقت کیا جائے۔

امام مالکؒ کا فیصلہ

علامہ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں:

واختلف العلماء فی	کہ نماز میں رفع الیدین
رفع الیدین فی الصلوٰۃ	کرنے میں علماء کرام نے
فروی ابن القاسم	اختلاف کیا ہے۔ محدث
وغیرہ عن مالک انہ	عبدالرحمٰن بن القاسمؒ وغیرہ

کان یریٰ رفع الیدین فی	نے امام مالکؒ سے روایت ؛
الصلوٰۃ ضعیفاً الا فی	کیا ہے کہ تکبیرہ تحریمہ کے سوا
تکبیرۃ الاحرام وحدھا	نماز میں رفع یدین کرنا ضعیف
وتعلق بھذہ الروایۃ عن	ہے اور اکثر مالکیوں کا عمل
مالک اکثر اصحابہ -	اسی پر ہے -

(التمہید ص ۲۱۲/ ج ۹)

اسی طرح امام مالکؒ کا یہ فیصلہ کہ نماز میں رفع یدین کرنا ضعیف ہے مالکیوں کی مستند و معتبر کتاب مدونہ کبریٰ ص ۶۸/ ج ۱ مطبع سعادۃ مصر سنہ ۱۳۲۳ھ میں بھی منقول ہے۔ خالد صاحب کے ابا جان مولوی نور حسین صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔ امام مالکؒ تو وہ تمام عالموں اور محدثوں کے پیشوا ہیں (قرۃ العینین ص ۲)

امام مالکؒ جس روایت میں گڑبڑ اور اضطراب دیکھتے تھے اس پر عمل نہ کرتے تھے گرچہ اس کو خود روایت بھی کیا ہو چنانچہ مزدلفہ کے مقام پر مغرب و عشاء کی نماز کو جمع کرتے وقت اذان واقامت کے مسئلہ میں امام مالکؒ نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت کو ترک کر دیا ہے حالانکہ اس کو خود روایت کیا تھا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کیا ہے حالانکہ اسی کو روایت نہیں کیا دیکھئے (التمہید ص ۲۶۸/ ج ۹)۔

علامہ زرقانی مالکیؒ اس مقام پر لکھتے ہیں :

للہ در مالک ما ادق	کہ اللہ تعالیٰ بھلائی کرے
نظرہ لما اختلفت الروایات	امام مالکؒ کے لیے کیا ہی
عن ابن عمر لم یاخذ بہ	دقیق نظر تھی ان کی جب

واخذ بما جاء عن عمرو ابن مسعود لاعتضاده كما قال ابن عبد البر۔ من جهة النظر۔ (زرقانی شرح مؤطا بحوالہ حاشیہ التمہید صـ ۲۶۸/۹)	ابن عمرؓ کی روایت میں اختلافات واقع ہوئے تو اس پر عمل نہ کیا اور حضرت عمرؓ و ابن مسعودؓ کے فرمان پر عمل کیا بوجہ مضبوطی کے جیسا کہ ابن عبد البرؒ نے کہا ہے کہ جہتہ نظر کی بناء پر امام مالکؒ کا یہ فیصلہ ہے۔

حضرت ابن عمرؓ کی حدیث رفع یدین میں کافی اضطرابات اور گڑبڑ ہے اور دلی زبان میں خالد صاحب کو بھی اس کا اعتراف ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

"چونکہ اس حدیث کو بہت زیادہ راویوں نے بیان کیا ہے اس لئے ان کے الفاظ میں بھی کچھ نہ کچھ معمولی اختلاف ہے۔"

(جزء خالد صـ ۱۱)

اس لیے امام مالکؒ نے اس روایت کو ترک کر دیا ہے۔ حدیث کے نقّاد و صرّاف حضرت ابراہیم نخعیؒ۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ۔ امام مالکؒ کے ہاں جب رفع یدین کی حدیثیں قابل عمل نہیں تو بعد میں پیدا ہونے والے حضرات ان کو روایت کر کے صحیح کہنا شروع کر دیں تو اس سے اصل اضطراب و گڑبڑ اٹھ نہیں سکتا۔ دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا ائمہ اربعہ کے ہاں بالاتفاق متروک ہے قابلِ عمل نہیں مگر امام بخاریؒ نے شفقت فرماتے ہوئے رفع یدین کی یہ روایت بھی صحیح بخاری صـ ۱۰۲ میں درج فرما دی ہے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قرار دیا ہے جب کہ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے نبی کی حدیث نہیں ہے۔

(ابوداؤد ص۱۰۸) مزید تفصیل نور الصباح حصہ اوّل ص۱۹۴ و ص۱۹۵ میں دیکھیں۔

چوتھا اضطراب

ابن عمرؓ کی بعض روایتوں میں رفع یدین عند الرکوع کی نفی موجود ہے اور آپ کا عمل (یعنی ابن عمرؓ) کا ترک رفع یدین بھی کئی سندوں سے مروی ہے جیسا کہ نور الصباح حصہ اول میں اس کی بحث گزر چکی ہے۔ فلہذا ابن عمرؓ کی وہ حدیثیں جن میں رفع یدین صرف عند الافتتاح مروی ہے قابل عمل ہیں کیونکہ اس رفع یدین پر امت مسلمہ کا اتفاق واقع ہوا ہے۔ راقم الحروف نے نور الصباح حصہ اوّل ص۱۸۹ تا ص۱۹۹ میں اس روایت پر طویل بحث کی ہے اور اس کے چودہ۱۴ جوابات ذکر کئے ہیں۔ مگر حکیم محمود صاحب اور خالد صاحب نے اپنی بھینگی آنکھوں سے دیکھ کر جواب دینے کی ہمت نہیں کر سکے اور نہ قیامت تک ان سے جواب ہو سکے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ پچاس صحابہؓ سے رفع یدین عند الرکوع کا ڈھونگ رچانے والوں کو ہم نے بے نقاب کر کے قارئین کرام کی عدالت میں حاضر کر دیا ہے ان حضرات کی اپنی مرضی ہے جس بات کو پسند کریں۔

ع پسند اپنی اپنی مزاج اپنا اپنا

ترکِ رفع یدین کی روایات پر اعتراضات کے جوابات

اعتراض نمبر ۱

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے حکیم محمود صاحب لکھتے ہیں:

"ثُمَّ لَا یَعُوْدُ کے الفاظ صرف نسائی شریف میں موجود ہیں باقی کسی کتاب میں موجود نہیں (شمس الضحیٰ ص ۶۰)

الجواب

کتابیں لکھنا اہل علم کو زیب دیتا ہے اس سے مسلک کو فائدہ پہنچتا ہے جاہل آدمی کو میدان میں نہیں آنا چاہیے کسی جاہل کی مدد سے رسالہ تیار کر لینا دینی خدمت نہیں بلکہ مسلک کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ کے الفاظ محلّیٰ ابن حزم ص ۱۷۲ ج ۳ و ص ۲۹۲ ج ۴ میں بھی موجود ہیں طحاوی ص ۱۵۴ ج ۱ میں ثم لا یعود کے لفظ موجود ہیں اسی طرح مسند امام اعظم ص ۳۵۵ ج ۱ میں بھی یہ لفظ مذکور ہیں۔ کتاب العلل لابن ابی حاتم ص ۹۶ ج ۱ میں ثم لم یعد کے الفاظ مروی ہیں۔ بہر حال اگر لم یعد کے الفاظ مروی نہ ہوتے تب بھی متن حدیث سے ترک رفع الیدین عند الرکوع واضح ہے کیونکہ اس کا معنیٰ یوں بنتا ہے نماز پڑھی پس نہ رفع یدین کیا مگر ابتداء نماز میں۔

چنانچہ عبدالرشید انصاری اور اس کے معاونین حضرات اس حدیث کا ترجمہ یوں تحریر کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پہلی مرتبہ ہی (یعنی عندالافتتاح) رفع یدین کیا ہے (الرسائل طبع دوم وسوم ص۲۶۵) تو ثم لا یعود بطور تاکید و توضیح کے ہے اور اس کے بغیر بھی مطلب حدیث واضح ہے۔ مثلاً ایک آدمی کہتا ہے فلاں آدمی نے جھوٹے غیر مقلد کو صرف ایک تھپڑ ہی رسید کیا پھر نہیں مارا۔ دوسرا آدمی کہتا ہے فلاں آدمی نے جھوٹے غیر مقلد کو صرف ایک تھپڑ ہی رسید کیا ہے۔ آگے یہ دوسرا آدمی پھر نہیں مارا کے الفاظ نقل نہیں کرتا تو اس کے ان الفاظ کے ذکر نہ کرنے سے کوئی عقل مند یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ دوسرے تھپڑ کی نفی نہیں ہے۔ کیونکہ حصر والے کلام کا تو مقصد ہی باقی کی نفی کرنا ہوتا ہے چنانچہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تو دوسرے کے الٰہ بننے کی صراحۃً نفی موجود ہے۔ اس کے آگے وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لگا دیا جائے تو مزید تاکید و توضیح ہے اگر نہ لگایا جائے تب بھی اصل کلمہ کی تشریح و توضیح واضح ہے ان الفاظ کے نہ لگانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا فلہذا یہ اعتراض کہ لا یعود کے الفاظ نسائی شریف میں موجود ہیں باقی کسی کتاب میں نہیں یہ خالص جھوٹ ہے اور بالکل فضول اعتراض ہے سینہ کے اندر جو کینہ اور حسد کا گند بھرا ہوا ہے یہ اعتراض اس کا نتیجہ ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

اعتراض نمبر ۲

حکیم محمود صاحب لکھتے ہیں۔ ان پچاس صحابہ کے مقابل صرف حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کی کوئی حیثیت نہیں جس کا متن مضطرب

ہے اور سنداً بھی ضعیف ہے۔ متن میں اختلاف۔ جب سند کے راوی ایک ہی ہیں تو متن کے الفاظ میں اختلاف کیوں ہے۔ ترمذی شریف میں آتا ہے کہ ابن مسعودؓ نے پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھائے پھر دوبارہ نہیں اٹھائے۔ بیہقی میں آیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے صرف ایک دفعہ ہاتھ اٹھائے۔ ایک ہی راوی بار بار متن کے الفاظ تبدیلی کر رہے ہیں اس میں اضطراب ہے۔ ہر روایت میں مختلف الفاظ استعمال کرتا ہے یہ روایت مضطرب المتن ہے نصف صد صحابہ کی تقریباً چار صد روایات کو صرف ایک حضرت ابن مسعود کی روایت سے جو مضطرب المتن ہے۔ مسترد کر دینا بڑی دیدہ دلیری ہے (شمس الضحٰی ص۱۷ تا ص۲۷)

الجواب

جب جاہل آدمی میدان علمی میں قدم رکھتا ہے تو کئی شگوفے چھوڑتا ہے اور اہل علم کے لیے ہنسی و حیرت کا باعث بنتا ہے چنانچہ حکیم صاحب نے بھی کئی جہالتوں کا ارتکاب کیا ہے۔

جہالت نمبرا

پچاس صحابہؓ سے رفع یدین عند الرکوع بسندِ صحیح ماننا بہت بڑی جہالت اور بے عقلی ہے۔ راقم الحروف نور الصباح حصہ اول کے مختلف مقامات میں بار بار لکھ چکا ہے کہ پچاس صحابہؓ سے رفع یدین عند الرکوع بیان کرنا دھوکہ ہے غلط ہے بے سند بات ہے دیکھئے نور الصباح ص۲۴ تا ص۲۶ لیکن حکیم محمود صاحب لکھتے ہیں اب رہے وہ صحابہ جو رفع یدین کرنے کی روایات کے راوی ہیں تو ان کی فہرست حاضر خدمت ہے نہ تو یہ دعویٰ بقول حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی) بلا سند ہے کہ سستی شہرت

کے لیے کیا جا رہا ہے بلکہ یہ امر واقع ہے (شمس الضحیٰ صف ۶۹) حکیم صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ پچاس صحابہؓ سے رفع یدین عندالرکوع سند سے ثابت ہے اور امر واقع ہے یعنی صحیح ہے لیکن اس کے باوجود سند بیان نہیں کرتے۔ علامہ وحید الزمان غیر مقلد رافضی کی کتاب تسہیل القاری کا حوالہ دے دیتے ہیں جس میں کوئی سند کا بیان نہیں ہے یا جزء رفع یدین سبکی مقلد شافعی کا حوالہ دے دیتے ہیں جو ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جس کی غیر مقلد نے اردو ترجمہ کے ساتھ لاہور سے شائع کیا ہے اس کے کل صفحات لکھے ہوئے تیرہ ۱۳ ہیں اگر اردو ترجمہ ہٹا دیا جائے تو عربی مضمون کے کل پانچ یا چھ صفحات باقی رہ جائیں گے یہ پمفلٹ ہے جو سندوں سے محروم ہے اس لیے محروم البصیرت آدمی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں کیونکہ غیر مقلدین کے مذہب کی دار و مدار ہی دجل و فریب دھوکہ اور فراڈ پر ہے یہی دجل ہی ان کی ایمان داری کا پردہ چاک کر دیتا ہے عام مسلمان اگر صرف اسی بات پر گرفت کریں کہ ان پچاس صحابہؓ سے سند سے روایتیں بیان کرو تو غیر مقلدین کا دجل و فریب عام مسلمانوں پر بھی ظاہر ہو جائے گا اور وہ ان کے جھوٹے مذہب سے اچھی طرح واقف ہو جائیں گے۔ اس لیے راقم الحروف نے پچاس صحابہؓ کا باقاعدہ ذکر کر کے اس کا جواب بیان کر کے غیر مقلدین کے دجل و فریب کو خاک میں ملا دیا ہے لیکن پھر بھی ڈھیٹ ہیں

سے دنیا میں ڈھیٹ اور بے حیا اور بھی دیکھے ہیں
لیکن سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

جہالت نمبر ۲

حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ متن مضطرب ہے اور سنداً بھی ضعیف ہے۔
نیز حکیم صاحب لکھتے ہیں کہ عاصم بن کلیب کی وجہ سے ضعیف ہے۔
(شمس الضحیٰ ص۱۱۰)

نیز لکھتے ہیں "مگر اس حدیث میں عاصم بن کلیب ضعیف ہے۔
(شمس الضحیٰ ص۱۱۱) لیکن حکیم صاحب یہاں دروغ گو را حافظہ نباشد کے مصداق ہو گئے ہیں چنانچہ پہلے خود لکھ آئے ہیں کہ سند کے لحاظ سے یہ حدیث پرکھنے کے بعد امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور ابن حزم نے تصحیح کی ہے مگر مذکورہ بالا ستہ محدثین کے مقابلہ میں ان کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ سند پر کسی نے جرح نہیں کی انہوں نے متن حدیث سے اختلاف کیا ہے (شمس الضحیٰ ص۶۳ تا ص۶۴)

جب یہ اجلہ محدثین اس حدیث کی سند پر جرح نہیں کرتے اور سند کو صحیح مانتے ہیں تو حکیم صاحب کس باغ کی مولی ہیں کہ وہ عاصم بن کلیب کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں اور سنداً بھی ضعیف ہے۔ کچھ شرم و حیا بھی چاہیے۔ جب کہ حکیم صاحب سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایت کو صحیح سمجھتے ہیں حالانکہ اس میں بھی یہی عاصم بن کلیب موجود ہے اور مؤمل بن اسماعیل بھی سخت قسم کا ضعیف راوی اس حدیث کی سند میں موجود ہے آپ کے والد محترم بھی اس روایت کو صحیح لکھتے ہیں دیکھئے رسول اکرم کی نماز ص۶۲۔
اب محترم حکیم صاحب سے گزارش ہے کہ جب عاصم بن کلیب ضعیف ہے اور سینہ پر ہاتھ باندھنے والی روایت میں موجود ہے اور آپ کے والد محترم اس حدیث کو صحیح لکھ رہے ہیں تو آپ کے والد صاحب سچے ہیں

با آپ۔ فیصلہ آپ پر چھوڑا جاتا ہے کیونکہ یہ آپ کے گھر کا معاملہ ہے نیز حکیم صاحب خود لکھتے ہیں "حافظ (محمد حبیب اللہ ڈیروی) صاحب کو ابوداؤد کی رفع یدین قبل الرکوع و بعد الرکوع کی سترہ احادیث جو بالکل صحیح ہیں نظر نہیں آئیں۔ (شمس ص۱۱۱) گرچہ ابوداؤد میں سترہ احادیث کے بالکل صحیح ہونے کا دعویٰ کرنا نرا جھوٹ ہے مگر ہمارا سوال حکیم صاحب سے اس مقام پر یہ ہے کہ کیا ان احادیث کی وہ سندیں جن کا دارومدار عاصم بن کلیب پر ہے وہ بھی بالکل صحیح ہیں یا نہیں اگر وہ بالکل صحیح ہیں تو پھر عاصم بن کلیب کو ضعیف کہنا آپ کا نرا جھوٹ ہوگا اگر بالکل صحیح نہیں تو آپ کا ان کو بالکل صحیح کہنا جھوٹ شمار ہو گا اب خود ہی بتائیں کہ آپ کی کونسی بات سچی ہے۔ بہرحال آپ کا جھوٹا ہونا یقینی ہے لاشک فیہ۔

جہالت نمبر ۳

متن کے اختلاف کے بارے میں حکیم صاحب کا یہ لکھنا کہ ترمذی شریف میں آتا ہے کہ ابن مسعودؓ نے پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھائے پھر دوبارہ نہیں اٹھائے بیہقی میں آیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے صرف ایک دفعہ ہاتھ اٹھائے۔ حکیم صاحب کے پہلے اعتراض میں گذر چکا ہے کہ لم یعد کے الفاظ نسائی شریف میں موجود ہیں باقی کسی کتاب میں نہیں۔ اور اب حکیم صاحب ترمذی شریف کے حوالہ سے بھی بیان کر رہے ہیں۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ لیکن حکیم صاحب نے اس مقام پر اپنے جاہل ساتھی کے تعاون کے باوجود جہالت کا ارتکاب کیا ہے یہ اعتراض دراصل پیر بدیع الدین شاہ صاحب غیر مقلد کی کتاب جلاء العینین ص۸۹ سے نقل کر رہے ہیں چونکہ وہ عربی میں ہے اس لیے یہ جاہل اصل بات ہی نہیں سمجھ

سکے اور پھر ترمذی کی حدیث بیہقی کے حوالہ سے ذکر کر دی اور بیہقی کی ترمذی کے حوالہ سے ذکر کر دی یعنی الٹا کر دیا۔ اور پھر شاہ صاحب جس بات میں اضطراب کا ذکر کر رہے ہیں اس کو بھی یہ صاحبان نہیں سمجھ سکے، حالانکہ جس بات میں حکیم صاحب اضطراب بنا رہیں وہ بن ہی نہیں سکتا جیساکہ اعتراض ۱۰ کے جواب میں ہم نے ابھی ذکر کر دیا ہے اور شاہ صاحب جس بات میں اضطراب کا ذکر رہے ہیں اس کا جواب الگ مستقل آرہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جہالت نمبر۴

حکیم صاحب کا یہ لکھنا کہ نصف صد صحابہ کی تقریباً چار صد روایات۔ یہ حکیم صاحب کا خالص جھوٹ ہے اور خالد صاحب کی جھوٹی باتوں کی حکیم صاحب اندھی تقلید کر رہے ہیں۔ خالد صاحب لکھتے ہیں (نوٹ) حدیث: صرف اس کتاب سے نقل کی جائے گی جو بالاسناد ہو مشکوۃ وغیرہ جن کی سندیں بیان نہیں کی گئیں وہ حدیثیں یہاں بیان نہیں ہوں گی (جزء خالد ص۱۷) لیکن خالد صاحب نے اپنی کتاب جزء رفع یدین کو ان کتابوں کے حوالوں سے بھر دیا ہے جن میں سندوں کا نام و نشان تک نہیں ملتا مثلاً

(۱) عشرہ مبشرہؓ سے رفع یدین عند الرکوع کی حدیث کی کوئی سند بیان نہیں کی اور تلخیص الحبیر کا حوالہ دے دیا ہے۔ (جزء خالد ص۱۸۰)

(۲) ابان المحاربیؓ کی حدیث کی بھی کوئی سند بیان نہیں کی اور الاصابہ کے حوالہ سے نقل کر دی ہے۔ (جزء خالد ص۱۸۰)

(۳) ابو امامہ باہلیؓ کی حدیث تسہیل القاری و ابن الجوزی کے حوالہ سے ذکر کر دی (جزء خالد ص۱۸۰)

(۴) ابو مسعود انصاریؓ کی حدیث بھی تسہیل القاری سے (جزء خالد ص۱۸۳)

(۶) حسن بن علیؓ کی حدیث بھی تسہیل القاری سے۔
(۷) حسین بن علیؓ کی حدیث بھی تسہیل القاری سے (جزء خالد ص۱۹۷)
(۸) حکمؓ بن عمیر کی حدیث التعلیق الممجد حاشیہ موطا محمد سے (جزء خالد ص۱۹۷)
(۹) زیادؓ بن الحارث
(۱۰) زیادؓ بن ثابت۔
(۱۱) سلمان فارسیؓ کی احادیث بھی تسہیل القاری سے (جزء خالد ص۱۹۸)
(۱۲) حضرت عائشہؓ کی حدیث بھی تسہیل القاری سے (جزء خالد ص۱۹۹)

یہ جزء رفع الیدین خالد صاحب کا جھوٹ اور فراڈ کی آمیزش سے بھرا ہوا ہے۔ اور پہلے ہم پچاس صحابہؓ کے ضمن کے تحت ان باتوں کی تفصیل بیان کر چکے ہیں۔

اعتراض نمبر ۳

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں۔ ابن مسعودؓ کی حدیث کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف پہلی مرتبہ رفع یدین کرتے تھے ثابت نہیں (شمس الضحیٰ ص۵۹)

الجواب

جرح درست نہیں ہے حضرت عبداللہ بن مبارک ترک رفع یدین کی حدیث کے خود راوی ہیں دیکھیے سنن نسائی ص۱۵۸ یہ سند اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے جب کہ جرح والی سند بہت گھٹیا درجہ کی ہے وہ اس صحیح حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی اگر یہ حدیث عبداللہ بن مبارکؒ کے ہاں ثابت نہ ہوتی تو وہ اس کو ہرگز روایت نہ کرتے۔

سند کا بیان

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی حدیث جو ترک رفع الیدین میں مروی ہے اس کی سند یوں ہے اَخْبَرَنَا سُوَیْدُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عبد اللّٰہ بن المُبَارَکْ عَنْ سُفْیَانَ الخ (نسائی شریف) امام نسائیؒ اعلیٰ درجہ کے ثقہ محدث عظیم ہیں وہ اپنے استاد سوید بن نصر سے یہ روایت کرتے ہے اور سوید بن نصر حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے یہ روایت بیان کرتے ہے۔ سوید بن نصر بھی اعلیٰ درجہ کا ثقہ ہے۔ عبداللہ بن مبارکؒ کے علاوہ اس کے اساتذہ میں سے ابن عیینہؒ اور علی بن الحسین بن واقدؒ اور ابو عصمہؒ اور عبدالکبیر بن دینار الصائغؒ کا نام بھی آتا ہے اور اس کے شاگردوں میں سے امام نسائیؒ کے علاوہ امام ترمذیؒ محمد بن حاتمؒ امام بخاریؒ۔ امام مسلمؒ محدث احمد بن رافعؒ۔ اسحاق بن ابراہیم القاضیؒ الحسن بن الطیب البلخیؒ۔ الحسین بن شقیق المروزیؒ کا نام بھی آتا ہے ان کے علاوہ بھی ایک جماعت محدثین کی سوید بن نصرؒ سے حدیث کی روایت کرتی ہے۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ سوید بن نصرؒ ثقہ ہے ابن حبانؒ بھی ثقات میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کی وفات ۲۴۰ھ میں ہوئی وَکَانَ مُتْقِنًا (اور مضبوط تھے) محدث مسلمہؒ فرماتے ہیں کہ ثقہ ہے (تہذیب التہذیب ص۲۸۰ ج۴) علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں ثقۃؒ (الکاشف ص۲۳ ج۱) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں ثقۃؒ (تقریب) محدث منذریؒ فرماتے ہیں ثقۃؒ (الترغیب و الترہیب ص۲۲۸ ج۴)۔

الغرض اس حدیث کی سند عبداللہ بن مبارکؒ سے نیچے کی طرف سے بھی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے۔ اب عبداللہ بن مبارکؒ کی جرح والی سند پر ذرہ

نظر ڈالیں۔ اس کی ایک سند تو سنن دار قطنی صفحہ ۲۹۲ ج ۱ میں ہے (اور اسی کو کچھ تغیر سے امام بیہقیؒ صفحہ ۷۹ ج ۲ میں ذکر کیا ہے) اور وہ یوں ہے۔

حدثنا ابو سعید محمد بن عبد اللہ بن ابراھیم بن مشکان المروزی نا عبد اللہ ابن محمود ثنا عبد الکریم بن عبد اللہ عن وھب بن زمعۃ عن سفیان بن عبد الملک عن عبد اللہ بن المبارک۔ اس سند میں عبدالکریم بن عبداللہ السکری مجہول ہے اس کا ترجمہ کتب اسماء الرجال سے ہمیں نہیں مل سکا پھر اس سند میں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا شاگرد سفیان بن عبدالملک ہے جس کا ترجمہ عنقریب ہم ذکر کرتے ہیں۔ دوسری سند ترمذی میں یوں ہے۔

حدثنا بذالک احمد بن عبدۃ الآملی ثنا وھب بن زمعۃ عن سفیان بن عبد الملک عن عبد اللہ بن المبارک۔ اس سند میں احمد بن عبدہ الآملی ہے جو امام ترمذیؒ کا استاذ ہے اس کے حالات معلوم نہیں ہیں نہ اس کی ولادت معلوم ہے نہ وفات معلوم ہے اندازہ یہ ہے کہ یہ تیسری صدی میں فوت ہوا ہے اس زمانہ میں نہ تو کسی شاگرد نے اس کی توثیق و تعریف بیان کی ہے نہ کسی اور معاصر نے بلکہ آٹھویں صدی تک کسی محدث نے بھی اس کی تعریف نہیں کی البتہ آٹھویں صدی میں علامہ ذہبیؒ المتوفی ۷۴۸ھ نے اس کو صدوق (سچا) کہا ہے دیکھیے (الکاشف صفحہ ۲۳ ج ۱ و تہذیب صفحہ ۵۹ ج ۱)۔

نیز حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ راوی کی توثیق صدوق کے لفظ سے جو کی جاتی ہے اس کا درجہ ثقہ اور متقن کے الفاظ سے کم ہے۔ فلہذا جرح کی سند گھٹیا درجہ کی ہے جب کہ حدیث ترک رفع یدین کی سند اعلیٰ درجہ

صدوق راوی ضعیف بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ مولانا ارشاد الحق اثری لکھتے ہیں لیس بالقوی کا لفظ صدوق کیلئے استعمال ہوتا ہے (توضیح الکلام ۱۶۸/۱) اور الحسن بن ابی جعفر الجعفری کے متعلق محدث فلاسؒ نے کہا ہے۔ صدوق منکر الحدیث (تحفۃ الاحوذی ج ۱۲۷/۴) اور احمد بن عبدۃ مصحف ومحرف بھی ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ اس راوی نے ایک حدیث جس میں رحراح کا لفظ تھا اس کو زجاج سے بدل ڈالا ہے (فتح الباری ج ۳۰۴/۱۴) تو گھٹیا درجہ کی سند کو قبول کرنا اور اعلیٰ درجہ کی سند کو چھوڑ دینا انصاف کے خلاف ہے نیز عبداللہ بن مبارکؒ کے شاگرد سفیان بن عبدالملک محدثین کرام سے حدیث بیان نہیں کرتے یہ صرف ابن مبارک سے روایت کرتے ہیں دیکھئے (خلاصہ تہذیب الکمال ص ۴۴۵) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ راوی ۲۰۰ھ سے بھی پہلے فوت ہوا ہے یہ ابن مبارکؒ سے روایت کرنے میں قدیم السماع ہے یہ بھی کہا گیا ہے (مجہول کے صیغہ سے) کہ یہ راوی ابو معاویہ الضریرؒ سے بھی روایت کرتا ہے (تہذیب التہذیب ج ۱۱۶/۴) تو جرح کی سند ترک رفع یدین کی سند کا مقابلہ ہرگز نہیں کر سکتی۔

اب حکیم محمود صاحب کے چند جھوٹ و الزامات

نقل کئے جاتے ہیں۔

جھوٹ نمبر ۱۔ تمام مسلمان رفع الیدین کرتے ہیں۔ اختلاف صرف اس قدر ہے کہ احناف صرف ایک دفعہ رفع الیدین کرتے ہیں اور باقی تمام مسلمان شافعی، حنبلی، مالکی وغیرہ اس سنت رسول پر رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع الیدین کرتے ہیں۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۱) حکیم صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حنفی مسلمان نہیں کیونکہ وہ رکوع کرتے وقت رفع الیدین نہیں کرتے تو کیا نواب صدیق حسن

خانؒ غیر مقلد اور شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلویؒ جو آپ کے والد مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے ہاں اہلحدیث مذہب کے مجدد ہیں (ملاحظہ ہو حاشیہ مشکوۃ مترجم اردو ج اص ۱۰۰) وہ مسلمان ہیں کیونکہ وہ بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے چنانچہ مولانا عبدالحی حسنی تلمیذ شیخ الکل لکھتے ہیں۔ والعجب انهٗ کان یصلّی علی طریقة الاحناف فلا یرفع الایدی فی المواضع غیر تکبیرة التحریمة ولا یجهر بآمین بعد الفاتحة ولا یضع یدهٗ علی صدره (نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۱۹۱ تا ۱۹۲) اور تعجب کی بات یہ ہے کہ نواب صدیق حسن خان احناف کے طریقہ پر نماز پڑھتا تھا پس رفع الیدین تکبیر تحریمہ کے سوا نہ کرتا تھا اور آمین بالجہر سورۃ الفاتحہ کے بعد بھی نہ کہتا تھا اور اپنے ہاتھ سینے پر نہ رکھتا تھا۔ اور شیخ الکل نذیر حسین دہلوی بھی رفع الیدین آخر زندگی کے چند سالوں کے علاوہ نہ کرتا تھا دیکھئے (موج کوثر ص ۶۹ تا ص ۷۰ از شیخ محمد اکرام صاحبؒ) تو کیا یہ مسلمان نہ تھے اور ساتھ ہی یہ جھوٹ بھی بول دیا کہ مالکی رفع الیدین کرتے تھے حالانکہ امام مالکؒ کے ہاں تکبیر تحریمہ کے سوا رفع الیدین کرنا ضعیف ہے۔ (مدونہ کبریٰ اص ۶۸) علامہ ابوالولید الباجی المالکیؒ المنتقی شرح مؤطا (امام مالک) ج اص ۱۴۲ میں فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب مالکیہ حضرات کا عمل ابن قاسمؒ کی روایت پر ہے۔ جو مدونہ میں امام مالکؒ سے مروی ہے کہ رفع یدین تکبیر تحریمہ کے سوا ضعیف ہے۔ علامہ عبدالرحمٰن الجزیری المالکیؒ فرماتے ہیں المالكية قالوا رفع اليدين حذوا لمنكبين عند تكبيرة الاحرام مندوب و فيما عدا ذالك مكروه (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج اص ۲۵۰) مالکی حضرات فرماتے ہیں کہ رفع یدین تکبیر تحریمہ کے وقت کاندھوں

کے برابر کرنا مستحب ہے اور اس کے ماسوا رفع یدین کرنا مکروہ ہے اور علامہ ابوالبرکات محمد بن احمد الدردیر المالکیؒ الشرح الصغیر الیٰ اقرب المسالک الی مذہب الامام مالک ج ۱ ص ۳۲۳ و ۳۲۴ میں فرماتے ہیں کہ رفع یدین تکبیر تحریمہ کے وقت مستحب ہے اور عند الرکوع مستحب نہیں ہے۔ علامہ المحقق ابوالحسن الشاذلی المالکیؒ فرماتے ہیں نماز میں مستحبات تیس ۳۰ سے زائد ہیں دوسرا مستحب رفع الیدین کرنا صرف تکبیر تحریمہ کے وقت (متن المقدمۃ العزیہ للجماعۃ الازہریہ فی مذہب المالکیہ طبع مصر ص ۵۷) اس کی شرح میں علامہ الشیخ عبدالسمیع الآبی المالکیؒ لکھتے ہیں کہ دوسرا مستحب رفع یدین ہے اور یہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہے نہ اس سے قبل مستحب ہے نہ اس کے بعد مستحب ہے الجوھر المضیۂ شرح متن العزیہ ص ۵۷) امام مالکؒ اور مالکیہؒ کے مذہب کی تفصیل نور الصباح ج ۱ ص ۳۷ تا ۴۱ اور نور الصباح حصہ دوم (اظہار الحق علیٰ تلبیسات ارشاد الحق میں ملاحظہ کریں)

جھوٹ نمبر ۲۔ سیدؒ اسماعیل شہیدؒ جنہوں نے سب سے پہلے رفع یدین ہندوستان میں شروع کی لوگوں نے ان کے استاد محترم سے شکایت کی مگر استاد محترم نے نہ روکا۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے یہ گپ سب سے پہلے تصنیف کی کہ شاہ صاحب نے رفع یدین چھوڑ دی تھی مگر اسی وقت مولانا مسعود عالم ندوی نے جواب دیا کہ یہ روایت شاذ ہے اور ناقابل اعتماد ہے۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۲۳) الجواب اولاً تو پہلا مسلمان شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ ہوا حکیم محمود صاحب کے نزدیک کیونکہ انہوں نے رفع الیدین عند الرکوع شروع کیا باقی حضرات سب غیر مسلم تھے (اناللہ وانا الیہ راجعون) وثانیاً حکیم صاحب کا یہ کہنا کہ مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے سب سے پہلے گپ تصنیف کی کہ شاہ محمد اسماعیلؒ نے رفع یدین

چھوڑ دیا تھا۔ حالانکہ یہ حکیم صاحب کا خالص جھوٹ ہے بلکہ مولانا کرامت علی جونپوری ذخیرہ کرامت ج ۲ ص ۲۲۴ میں یہ رجوع نقل کیا ہے جبکہ مولانا عبیداللہ سندھیؒ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے دیکھئے نور الصباح حصہ اول ص ۲۸۔

جھوٹ نمبر ۳۔ ابو حاتم رازی مصنف کتاب الجرح والتعدیل ۹ جلد (شمس الضحی ص ۲۹) الجواب کتاب الجرح والتعدیل کا مصنف عبدالرحمٰن بن ابی حاتم ہیں نہ کہ ابو حاتمؒ ہیں۔

جھوٹ نمبر ۴۔ پہلے پورا زور صرف کر دیا کہ مسند الحمیدی اور مسند ابوعوانہ کی سب حدیثیں صحیح ہیں۔ شمس الضحی ص ۱۲۱۔ الجواب۔ راقم الحروف نے کہیں بھی نہیں لکھا کہ مسند حمیدی کی سب حدیثیں صحیح ہیں۔ یہ حکیم صاحب کا خالص افتراء ہے۔

جھوٹ نمبر ۵۔ نصف صد صحابہ کی تقریباً چار صد روایات ہیں (شمس الضحی ص ۴۷) مولانا خالد صاحب نے جزء رفع الیدین میں چار سو تریسٹھ احادیث و آثار جمع کیے ہیں۔ جو ۵۰ صحابہؓ سے مروی ہیں۔ شمس الضحی ص ۹۷۔ اہل حدیث کے دلائل کی تردید میں بھی چالاکی سے کام لیا گیا ہے۔ حافظ صاحب چار صد پینسٹھ احادیث و آثار میں سے ۱۵ احادیث و آثار منتخب کیے۔ شمس الضحی ص ۱۱۲۔ الجواب۔ نصف صد صحابہؓ کی تقریباً چار صد روایات کہنا خالص جھوٹ ہے۔ اور ۴۶۳ یا ۴۶۵ احادیث و آثار کہنا بھی خالص جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۶۔ حالانکہ اگر وہ کسی کتاب کو نہیں مانتے تو اپنی کتاب شرح وقایہ ج اول ص ۶ کھول کر دیکھتے وہاں لکھا ہے کہ صحیح حدیث کے کئی درجے ہیں۔ شمس الضحی ص ۵۴۔ الجواب۔ یہ بھی خالص جھوٹ ہے شرح وقایہ میں یہ نہیں لکھا ہوا باقی راقم الحروف ہر کتاب کو مانتا ہے بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت کے مطابق ہو۔

جھوٹ نمبر ۷۔ اس کے علاوہ طحاوی میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ حافظ صاحب نے خود تسلیم کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ علاوہ ازیں یہ حدیث مسند امام ابوحنیفہؒ میں بھی موجود ہے۔ مگر حافظ صاحب نے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ مسند احمد میں بھی یہ حدیث دو جگہ میں موجود ہے۔ اس کو بھی حافظ صاحب نے نظر انداز کر دیا۔ شمس الضحیٰ ص ۵۶ تا ۵۷۔

الجواب۔ راقم الحروف نے یہ تسلیم نہیں کیا کہ طحاوی کی حدیث صحیح نہیں۔ یہ خالص جھوٹ ہے بلکہ راقم الحروف نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند بھی صحیح ہے۔ دیکھئے نور الصباح ج ۱ ص ۱۴۷۔ اور ج ۱ ص ۸۷ میں ہے کہ حضرت ابن المبارک کی جرح بھی اسی حدیث کے بارے میں ہے اور اس کا جواب وہاں دیا جائے گا۔ نیز دیکھئے شمس الضحی ص ۵۹۔ اور نور الصباح ج ۱ ص ۸۸ میں ہے اس میں اعتراض کی کون سی بات ہے باقی رہی یہ بات کہ مسند ابوحنیفہ کے حوالے سے بھی راقم الحروف نے یہ حدیث نور الصباح ج ۱ ص ۸۷ اور جلد ۱ ص ۱۵۵ میں ذکر کی ہے۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ حکیم محمود صاحب کو مسند اعظم اور مسند ابو حنیفہؒ کے درمیان کوئی تمیز نہ ہو۔ (والجہل لیس بشئی)

اور راقم الحروف نے مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۸ اور ج ۱ ص ۴۴۲ کا حوالہ بھی نور الصباح ج ۱ ص ۸۹ میں دیا ہے۔ اور حکیم محمود نے بھی شمس الضحی کے ص ۱۰۸ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ مگر ع۔ دروغ گو را حافظہ نہ باشد۔ اور شمس الضحی ص ۱۱۱ میں بھی مسند احمد کا ذکر ہے۔

جھوٹ نمبر ۸۔ بیہقی نے روایت بیان کی ہے کہ حضورﷺ آخری وقت تک رفع الیدین کرتے رہے۔ اس حدیث کو اتنے محدثین بیان کرتے ہیں جن کے بیان کو جھٹلایا نہیں جا سکتا مگر اب یہ حدیث بیہقی میں موجود نہیں۔ آخر یہ نیک کام کس نے کیا ہے۔ اور یہی وہ گناہ ہے جو یہود کیا کرتے تھے۔ (شمس الضحی ص ۱۱۶ تا ۱۱۷)

الجواب: جھوٹ بولنا، خیانت کرنا، تحریف کرنا یہ وہی گناہ ہے جو غیر مقلد کرتے ہیں۔ یہ روایت نماز الت تلک صلوۃ الخ خلافیات بیہقی میں ہے جیسا کہ مولانا سید بدیع الدین الراشدی نے جلاء العینین میں بیان فرمایا ہے۔ باقی یہ روایت رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ ہے کیونکہ اس کی سند میں دو راوی وضاع اور کذاب ہیں۔ اور کئی راوی مجہول ہیں۔ راقم الحروف نے نور الصباح جلد اول کے آخر میں اس کو بیان کر دیا ہے۔ مگر جاہل حکیم محمود صاحب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ یہ ہے حکیم محمود کی ایمانداری و دیانتداری۔

جھوٹ نمبر ۹۔ اصل میں حافظ صاحب کو جوش میں ہوش نہیں رہا تو رسول خدا کی حیثیت امام ابو حنیفہؒ سے کم سمجھتے ہیں۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۰۵)

الجواب: اس کا بہتر جواب یہ ہے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین اور بس

جھوٹ نمبر ۱۰۔ اگر کوئی تعاقب کرتا ہے تو مولانا سرفراز صاحب فرماتے ہیں۔ بوڑھا ہوں عدیم الفرصت ہوں اور مولوی حبیب اللہ ڈیروی صاحب کو 18 صد روپے ڈکار کر بھی دو سال ہو گئے عبدالرشید کے چھ سوالوں کا جواب نہیں دے سکے۔ (شمس الضحیٰ ص ۳۵) انعام۔ اس بیچارے نے ان چھ اعتراض کا جواب لینے کیلئے مولانا کو 18 صد روپے تین سو روپے فی سوال دیے مولانا وہ روپے کھا کر سو گئے ہیں۔ عبدالرشید نے لکھا ہے ہر سوال کے صحیح حل کیلئے تین سو روپے انعام مقرر کیا ہے۔ چھ سوالوں پر 18 سو انعام دیا جائے گا۔ راقم الحروف (حبیب اللہ ڈیروی) نے کہا کہ اگر سوالات کے جوابات دفعۃً وحداۃً روانہ کر دیے تو آپ نے انعام نہیں بھیجنا لہذا جواب بھی قسط وار آئے گا اور انعام بھی قسط وار آنا چاہیئے۔ تمام سوالات کے جواب 12 فروری 1986ء کو

مکمل ہو کر جناب عبدالرشید انصاری صاحب کے پاس پہنچ گیا اور انعام کی آخری قسط تین سو روپے بذریعہ منی آرڈر بھی آ گیا۔ اللہ کے فضل سے 18 صد روپیہ انعام وصول ہو گیا۔ ذرا تأمل آپ محسوس کریں گے کہ عبدالرشید صاحب نے جوابات کیلئے تین سو روپے فی سوال کل اٹھارہ سو روپے انعام مقرر کیا سوال و جواب کا سلسلہ ابھی تک چل رہا ہے۔ تین سوالات میں وہ مولانا کو زیر کر چکا ہے اور باقی سوالات کے جواب مانگ رہا ہے۔ جواب نہیں مل رہے۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۰۲) عبدالرشید بے چارہ تیرہ رجسٹریاں کر چکا ہے جس کی رسیدات اس کے پاس موجود ہے اور آپ انعام حاصل کر کے انعام یافتہ تحریری مناظرہ رفع الیدین کے موضوع پر لکھ بھی چکے ہیں۔ لیکن جس کا وجود خارج میں موجود نہیں۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۰۴)

الجواب: اولاً تو مولانا سرفراز خاں صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ بوڑھا ہو گیا ہوں۔ عدیم الفرصت ہوں بلکہ عبدالرشید انصاری نے راقم الحروف سے زیورات کے مسئلہ میں سوال کیا تھا تو راقم الحروف نے اس کو جواب دیا تھا کہ مجھے فرصت نہیں ہے۔ چنانچہ عبدالرشید انصاری سے سوال ہوا کہ مولانا سرفراز صاحب کی وہ تحریر بھیجیں جس میں انہوں نے فرمایا ہو کہ میں بوڑھا ہوں عدیم الفرصت ہوں تو عبدالرشید انصاری نے راقم الحروف کی تحریر کی فوٹو کاپی بھیج دی جو زیورات کے مسئلہ کے بارے میں تھی۔ محترم محمد خالد صاحب گھر جاکھی نے حکیم محمود صاحب سے کہا کہ مولانا محمد سرفراز خان کا وہ خط دکھاؤ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ میں بوڑھا ہوں عدیم الفرصت ہوں تو حکیم محمود صاحب نے عبدالرشید انصاری کو لکھا کہ مولانا سرفراز خان کا خط دکھا دو تو عبدالرشید انصاری نے راقم الحروف کے خط کی فوٹو کاپی بھیج دی اس خط کی فوٹو کاپی لگائی جا رہی ہے۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ دیتے ہیں یہ دھوکا بازی گر کھلا

ھو الشافی

محمود زبدۃ الحکماء گولڈ میڈلسٹ

فون 74301
رجسٹرڈ: QH362/A

بادشاہ سانوالہ ○ گوجرانوالہ

تاریخ ______ نمبر ______ نام ______ عمر ______

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وثانیاً حکیم محمود نے خود نقل کیا ہے۔ کہ یہ مناظرہ قسط وار تین سالوں میں ہوا جو 12 فروری 1986ء کو مکمل ہو گیا۔ باقی عبدالرشید انصاری نے 13 رجسٹریاں بعد میں بھیجی تھیں۔ جس کی تاریخ انعام یافتہ تحریر مناظرہ کے بعد کی ہے۔ عبدالرشید انصاری نے نورالصباح طبع دوم کے مقدمہ کے جواب میں کچھ تحریر کی تھی۔ جس میں نورالصباح طبع دوم کے

مقدمہ کی کسی بات کو جھٹلایا نہیں تھا۔ اور کچھ رجسٹریاں محض فضول سوالات کیے تھے جس کا جواب راقم الحروف نے نہیں دیا۔ اور خود عبدالرشید انصاری کی رجسٹری ہمارے پاس موجود ہے جو تحریری مناظرہ کی تکمیل کے بعد آئی تھی جس میں انہوں نے کہا تھا کہ یہ آپ کی مرضی ہے جواب دیں یا نہ دیں۔ وثالثاً الرسائل فی تحقیق المسائل میں عبدالرشید انصاری نے راقم الحروف کے جوابات کو ادھورا اور نامکمل نقل کیا ہے۔ اور یہ کھلی بددیانتی ہے۔ ورابعاً حکیم محمود صاحب کہتے ہیں اس مناظرے کا خارج میں کوئی وجود نہیں حالانکہ عبدالرشید انصاری کی رجسٹریاں ہمارے پاس موجود ہیں اور ہماری اپنی تحریر بھی خارج میں موجود ہے البتہ طبع سے آراستہ نہیں ہوسکا (لعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً)

جھوٹ نمبر ۱۱۔ حالانکہ تمام مسلمان اسی صفت کی وجہ سے ان کی کتاب کو قرآن مجید کے بعد سب سے صحیح کتاب سمجھتے ہیں۔ اور اس کا نام ہی صحیح بخاری مشہور ہو گیا۔ (شمس الضحیٰ ص ۲۰)

الجواب: حضور ﷺ کے دور میں کیا صحیح بخاری کا وجود تھا؟ تو کیا صحابہ کرامؓ مسلمان نہیں ہیں؟ پھر صحابہ کرامؓ کے شاگردان یعنی تابعین کرام کے دور میں صحیح بخاری کا وجود تھا تو کیا تابعین کرامؒ مسلمان نہ تھے۔ پھر تبع تابعین کے دور میں کیا صحیح بخاری کا وجود تھا؟ کیا تبع تابعین بھی مسلمان نہیں تھے؟ کیا آئمہ اربعہ مسلمان نہیں تھے؟ کیونکہ امام شافعیؒ قرآن مجید کے بعد مؤطا امام مالک کو صحیح سمجھتے تھے۔ جبکہ امام بخاریؒ کی ولادت سن ۱۹۴ھ میں ہوئی ہے اور وفات ۲۵۶ھ میں جبکہ محدث ابو علی نیسابوری فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح صحیح مسلم ہے۔ کیا محدث ابو علی بھی مسلمان نہ تھے؟ اسی طرح دوسرے حضرات میں سے بعض کا بھی یہی خیال ہے۔ تو کس دور میں تمام مسلمانوں کا

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

محترم عبد الرشید صاحب انصاری

السلام مسنون۔ گزارش یہ عرض ہے کہ جناب کی پہلی رجسٹری و دوسری رجسٹری جو ہمارے شیخ استاذ مکرم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم کو ملی تھی جس میں ہمارے شیخ کے پاس وقت نہیں ہے ایک تو بوڑھے ہیں دوسرے بعض علمی تبصرے کے لیے دیگر علوم حدیث وغیرہ سے فراغ حاصل نہیں ہوتا اس لیے وہ تو جواب نہیں دے سکتے۔ البتہ راقم الحروف آپ کا ادنیٰ خادم ہے آپکی یہ علمی پیاس بجھا سکتا ہے بشرطیکہ مولانا البانی کی کتاب آداب الزفاف اور دوسرے غیر مقلد علماء کی تحریریں جو آپ نے اس مسئلہ پر بھیجی ہیں اور آپ کے جوابات بھی بذریعہ ڈاک بھیج دیں تو انشاء اللہ آپکی جو بھی غلط فہمیاں ہیں آپکو جواب تسلی بخش حاصل ہوگا

فقط والسلام

خادم حبیب اللہ ڈیروی عفی عنہ

مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

۲۳ نومبر ۱۹۸۸ء

اتفاق ہوا کہ صحیح بخاری کا قرآن مجید کے بعد نمبر ہے۔ جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت بے شمار ہو۔

جھوٹ نمبر ۱۲۔ چھپڑ والی مسجد کے مولوی سرفراز صاحب گکھڑوی نے کہا ہے۔ کہ امام بخاریؒ نا قابل اعتماد ہیں۔ (نور الصباح ص ۱۱۹، شمس الضحیٰ ص ۳۰)

الجواب: نہ تو مولانا سرفراز صاحب نے کہا ہے کہ بخاری نا قابل اعتماد ہے اور نہ نور الصباح ص ۱۱۹ میں اس کا کوئی ذکر ہے۔ (لعنت الله علی الکاذبین۔)

جھوٹ نمبر ۱۳۔ اپنے مطلب کی کمزور اور ضعیف حدیث بھی قبول کرلی ہے۔ اگر چہ اس کا تعلق رکوع سے نہیں سلام سے ہے۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۱۰)

الجواب: راقم الحروف نے ایسی کوئی حدیث کمزور تسلیم نہیں کی جس کا تعلق سلام سے ہو۔ یہ محض جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۴: رفع الیدین مفسد صلوٰۃ ہے (جیسا کہ حبیب اللہ ڈیروی کا خیال ہے)۔ شمس الضحیٰ ص ۳۷)

الجواب: راقم الحروف نے لکھا ہے کہ مؤلف کتاب ہذا کے ہاں راجح اور مرجوح کا مسلک پسندیدہ ہے (نور الصباح ص ۳۰) اس لیے حکیم محمود صاحب نے جھوٹ بولا ہے کہ راقم الحروف کے ہاں رفع الیدین مفسد صلوۃ ہے البتہ راقم الحروف اپنے اس نظریہ سے کہ راجح اور مرجوح کا مسلک پسندیدہ ہے سے رجوع کرتے ہوئے ناسخ و منسوخ کا مسلک پسند کرتا ہے۔ اور اسی کو ترجیح دیتا ہے۔ اس حکیم محمود کے جھوٹ بے شمار ہیں جن کا نقل کرنا دشوار ہے۔

حکیم محمود صاحب کا ایک تضاد: سند کے لحاظ سے یہ

حدیثیں پرکھنے کے بعد امام ترمذیؒ نے اس کو حسن کہا ہے اور امام ابن حزمؒ نے تصحیح کی ہے مگر مذکورہ بالا سترہ محدثین کے مقابلہ میں ان کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ سند پر کسی نے جرح نہیں کی۔

انہوں نے متن حدیث سے اختلاف کیا ہے۔ شمس الضحیٰ ص ۶۳ تا ۶۴ **خلاصۂ** ان پچاس صحابہؓ کے مقابل صرف حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کی کوئی حیثیت نہیں جس کا متن مضطرب ہے اور سنداً بھی ضعیف ہے۔ (شمس الضحیٰ ص ۷۱) اور ایک ایسی حدیث بھی ہے جو عاصم بن کلیب کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۱۰) مگر اس حدیث میں عاصم بن کلیب ضعیف ہے۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۱۱) مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم نے عجیب نسل پیدا کی ہے جو ہمارے سامنے حکیم محمود کی شکل میں ظاہر ہوئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جھوٹ نمبر ۱۵۔ پانچواں تضاد ص ۲۰۲ (نور الصباح) پر فرماتے ہیں مولوی خالد صاحب کی پیش کردہ حدیث کے متعلق امام ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث موضوع ہے (شمس الضحیٰ ص ۱۲۱)

الجواب: راقم الحروف نے مولوی خالد صاحب کی پیش کردہ حدیث کا کوئی ذکر نہیں کیا بلکہ مولوی نور حسین گھرجاکھی کا ذکر کیا ہے۔ ع۔ دروغ گو را حافظہ نہ باشد۔

جھوٹ نمبر ۱۶۔ اس حدیث کو امام ابو داؤد نے ذکر کر کے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ (شمس الضحیٰ ص ۸۵)

الجواب: امام ابو داؤدؒ یزید بن ابی زیاد کی حدیث کے بارے میں یہ نہیں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ انہوں نے ابن ابی لیلیٰ والی حدیث کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ صحیح

نہیں ہے۔ چنانچہ حکیم محمود صاحب شمس الضحیٰ ص ۸۸ لکھتے ہیں امام ابوداؤد فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں اور یہ محمد بن ابی لیلیٰ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۷۔ نور الصباح ص ۲۷ میں حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ مولانا عطاء اللہ صاحب (تعلیقات نسائی ج ۱ ص ۱۰۲) میں لکھتے ہیں کہ رفع الیدین اور ترک رفع الیدین دونوں سنت ہیں۔ حالانکہ مولانا عطاء اللہ تعلیقات سلفیہ ص ۱۲۳ میں فرماتے ہیں فالسنة هي الرفع لا الترك رفع الیدین سنت ہے ترک رفع الیدین سنت نہیں اور ڈیروی صاحب جو عبارت نقل کر رہے ہیں وہ علامہ انور شاہ کا قول ہے۔ جسے مولانا کی عبارت بنا دیا۔ شمس الضحیٰ ص ۱۲۴

الجواب: فالسنة هی الرفع لا الترك یہ عبارت علامہ سندھیؒ کی ہے انہوں نے فرمایا ہے ترك رفع اليدين عندالركوع و عندالرفع منه اما لكون الترك سنة كالفعل او لبيان الجواز فالسنة هي الرفع لا الترك والله اعلم (حاشیہ سندھی ج ۱ ص ۱۵۸) کہ ترک رفع الیدین عندالرکوع وبعدالرکوع یا تو اس لیے ہے کہ ترک رفع الیدین سنت ہے مثل رفع الیدین کے یا ترک رفع الیدین بیان جواز کیلئے ہے تو پس سنت رفع الیدین ہوا نہ کہ ترک۔ اب اس عبارت میں دو احتمال کا ذکر ہے اور یہی عبارت علامہ سندھیؒ کی مولانا عطاء اللہ صاحب حنیف نے نقل کی ہے۔ تو یہ فیصلہ نہیں لیکن حکیم محمود صاحب ایسا جاہل ہے کہ لکھتا ہے کہ وہ علامہ انور شاہ کا قول ہے۔ جسے مولانا کی عبارت بنا دیا۔ ع۔ بول میاں مٹھو چبل چبل۔

جھوٹ نمبر ۱۸۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ گوجرانوالہ میں کوئی اہل حدیث عالم اخلاق کے معیار سے گری ہوئی بات نہیں کرتا ہم نے کبھی کسی رفع الیدین نہ کرنے والے کو برا

نہیں کہا ہاں اگر کوئی بحث کرے تو نہایت پیار سے اس کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں
(شمس الضحی ص ۱۲)

الجواب: گوجرانوالہ میں کوئی اہل حدیث عالم اخلاق کے معیار سے گری بات نہیں کرتا دوسرے عالم کی بات چھوڑیے آپ اپنی بات کریں کہ آپ کتنے بداخلاق اور زبان دراز ہیں۔ آپ لکھتے ہیں

1. محدثین کے متعلق ایسی درشت بھونڈی اور غلیظ زبان استعمال کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ذخیرہ حدیث پر ایمان نہیں (شمس الضحی ص ۲۲) جس شخص کا ذخیرہ حدیث پر ایمان نہ ہو تو وہ کافر ہوا ماشاءاللہ کتنی پیاری زبان ہے اس کو چومنے کا شوق پیدا ہو رہا ہے۔

2. آپ نے زبان درازی ملاحظہ فرمائی یہ وہ بدقسمت لوگ ہیں جنہیں دین پڑھ کر بھی حدیث رسول پر ایمان نصیب نہیں ہوا۔ (شمس الضحی ص ۲۳) معلوم ہوا کہ ہم سلفی کافر ہیں کتنی پیاری زبان استعمال کی گئی ہے۔ جو تسنیم یا کوثر سے دھلی ہوئی ہے۔

3. ولی اللہ یونیورسٹی اب یہ لوگ ایک یونیورسٹی بنانے والے ہیں جس میں قرآن و حدیث کو مسترد کرنے کے طریقے بتائے جائیں گے۔ (شمس الضحی ص ۳۱) جو آدمی قرآن و حدیث کو مسترد کر دے وہ مسلمان کیسا رہا۔ ماشاءاللہ بہت پیاری زبان ہے جو عطر و گلاب سے دھلی ہوئی ہے۔

4. محدثین کے متعلق بدزبانی کرنا اور پھر ہمارے اکابر کے خلاف بدتمیزی کرنا شرافت اور اخلاق سے بعید اور نامناسب ہے۔ (شمس الضحی ص ۹۷ تا ۹۸)

5. حافظ (حبیب اللہ) صاحب فقہائے کوفہ کی رائے اور عمل کو حدیث رسول سے

مقدم اور برتر سمجھتے ہیں۔ میرے خیال میں کوئی مسلمان یہ سوچ بھی نہیں سکتا (شمس الضحی ص ۱۰۷) مطلب یہ نکلا کہ حبیب اللہ ڈیروی اور فقہائے کرام حدیث رسول کو نہیں مانتے یہی حال ہے حکیم محمود صاحب کے رسالے شمس الضحی کا جس میں اس بدزبان نے فتوے لگائے ہیں اور ہم مقلدین کو کافر کہا ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۹۔ اہل حدیث کے دلائل کی تردید میں بھی چالاکی سے کام لیا گیا ہے۔ حافظ صاحب چارسو پینسٹھ احادیث و آثار میں سے پندرہ احادیث و آثار منتخب کیے اور ان پر اعتراضات کیے۔ (شمس الضحی ص ۱۱۲)

الجواب: راقم نے نورالصباح میں اٹھارہ دلائل غیر مقلدین کے نقل کیے ہیں۔ سترہ نمبر پر اعرابی کی روایت نقل کی ہے اور اٹھارہ نمبر پر حدیث فما زالت تلک صلوتہ حتی لقی اللہ تعالی کی نقل کر کے اس کو اللہ کے رسول پر بہتان اور جھوٹ قرار دیا ہے دیکھئے نورالصباح حصہ اول ص ۲۳۶ تا ۲۳۷

مگر ع۔ دروغ گورا حافظہ نہ باشد

جھوٹ نمبر ۲۰۔ شمس الضحی ص ۱۰۸ میں نورالصباح سے دلیل نمبر ۱۱ ابوداؤد طیالسی سے ذکر کی ہے۔

الجواب: نورالصباح ص ۱۵۷ میں ابوداؤد کا ذکر ہے۔ مگر طیالسی کا لفظ یہ حکیم محمود صاحب کی کاروائی سے ہے۔ دروغ گورا حافظہ نہ باشد

جھوٹ نمبر ۲۱۔ شیخ عبدالرحمان بناء نے اسے فتح الربانی شرح مسند احمد میں ذکر کیا۔ (شمس الضحی ص ۱۱۶)

الجواب: شمس الضحی کی کسی نے تصحیح بھی کی ہے۔ وہ اس کے حاشیہ میں لکھتا ہے فتح

الربانی مسند کی ترتیب ہے شرح کا نام بلاغ الامانی ہے (مصحح) بہر حال حکیم محمود صاحب بہترین عالم ہیں گوہر فشانیاں کرتے رہتے ہیں۔

جھوٹ نمبر ۲۲۔ گوجرانوالہ میں بہت بڑی جماعت اہل حدیث موجود ہے۔ رفع الیدین کے موضوع پر پہلی تالیف مولانا نور حسین صاحب گرجاکھی کی ہے۔ جس کا نام قرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین ہے۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۳)

الجواب: حالانکہ گوجرانوالہ میں رفع الیدین کے موضوع پر پہلی تصنیف مولانا حافظ محمد گوندلوی مرحوم کی التحقیق الراسخ ہے جو انچاس ہجری میں شائع ہوئی ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۳۔ نمبر 7 ابن عبدالبر اپنی کتاب تمہید جلد ۲ ص ۲۲۰ میں فرماتے ہیں (پھر حوالہ دینے کے بعد) تمہید جلد ۱ ص ۲۲۱ میں لکھتے ہیں۔ (شمس الضحیٰ ص ۸۲، ۸۳)

الجواب: حکیم محمود مخبوط الحواس ہے جسے علم سے کوئی مس ہی نہیں۔

جھوٹ نمبر ۲۴: اپنی کتاب ص ۳۸ پر (ڈیروی صاحب) ایک حوالہ نقل کرتے ہیں احناف حضرات نسخ رفع الیدین کے قائل نہیں بلکہ ثبوت رفع الیدین عن النبی ﷺ کے منکر ہیں۔ اتنا بڑا جھوٹ شاید ہی کوئی بول سکے کہ رفع الیدین کا کوئی ثبوت ہی نہیں (نور الصباح ص ۲۷) (شمس الضحیٰ ص ۱۲۴)

الجواب: راقم الحروف نے نور الصباح ص ۲۸ میں مولانا حسین علیؒ کی تحریرات حدیث ص ۳۹ سے یہ حوالہ نقل کیا ہے۔ اور واقعی یہ حوالہ موجود ہے۔ اگر حوالہ نہ ہوتا تو پھر یہ جھوٹ بن سکتا تھا۔ ہاں یہ یوں جھوٹ ہو سکتا ہے۔ پہلے حکیم محمود صاحب نے نور الصباح ص ۳۸ کا حوالہ نقل کیا اور پھر نور الصباح ص ۲۷ کا لکھ دیا اور یہ بالکل جھوٹ ہے دونوں صفحات پر یہ حوالہ موجود نہیں۔ دروغ گورا حافظہ نہ باشد۔

جھوٹ نمبر ۲۵: شمس الضحیٰ ص ۹۷ اور ص ۱۱۰ میں رفع الیدین کی ترمذی سے ۹ حدیثیں لکھی ہیں۔

الجواب: یہ خالص جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۶۔ جب والد محترم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب ؒ (الیٰ ان قال) انہوں نے اختلافی مسائل کو بھی نہیں اچھالا اور نہ اس مسئلے پر کوئی رسالہ لکھا۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۲)

الجواب: جھوٹ بولنا شاید غیر مقلدین کے نزدیک جائز ہے ورنہ مولانا محمد اسماعیل صاحب نے اختلافی مسائل میں رسول اکرم ﷺ کی نماز لکھی ہے اور تحریک آزادی فکر لکھی ہے اور فتاویٰ سلفیہ لکھا ہے۔ مشکوٰۃ مترجم اردو جلد اول لکھی ہے۔ اس میں اختلافی مسائل پر خامہ فرسائی کی ہے۔ قربانی کے چار دن پر مضمون شائع کیا جو فتاویٰ علمائے حدیث میں درج ہے۔ بہر حال حکیم محمود کے اکاذیب سے شمس الضحیٰ بھری پڑی ہے۔

ایک اعتراض کا جواب: حافظ حبیب اللہ ڈیروی صاحب فرماتے ہیں کہ غیر مقلدین حضرات نے حضرت عبداللہ بن مسعود پر غلط اعتراضات کیے ہیں۔

عرضداشت: حافظ صاحب ہم تو عبداللہ بن مسعود کی جوتوں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہم کون ہیں ان پر اعتراض کرنے والے ہم تو صرف وہ الفاظ ذکر کرتے ہیں جو حدیث کی کتابوں کے مصنفین نے ان حدیثوں کو نقل کرنے کے بعد بطور تنقید لکھے ہیں۔ (شمس الضحیٰ ص ۶۴)

الجواب: اگر ہم محدثین کرام کے حوالے محدثین کے خلاف نقل کریں تو ہم بدزبان بن جائیں اگر آپ جلیل القدر بدری صحابی رسول اللہ ﷺ کے خلاف زبان استعمال کریں تو

آپ ناقل بن جائیں۔ تلک اذاً قسمة ضیزیٰ

جھوٹ نمبر ۲۷: ملا علی قاریؒ شرح وقایہ میں فرماتے ہیں۔ (شمس الضحیٰ ص ۱۰۴)

الجواب: راقم الحروف نے نور الصباح ص ۷۶ پر یوں لکھا ہے حضرت ملا علی قاریؒ شرح نقایہ جلد ۱ ص ۷۸ میں لکھتے ہیں۔ مگر حکیم محمود صاحب نے شرح نقایہ کے بجائے شرح وقایہ لکھ دیا کیونکہ حکیم محمود نے شرح وقایہ کا نام کسی سے سنا ہوگا۔

جھوٹ نمبر ۲۸: تمام محدثین جن کی کتابوں سے دلائل اخذ کیے جاتے ہیں سب کے سب رفع الیدین کرتے ہوں پھر بھی ان کی کتابوں سے ان کے خلاف دلائل تلاش کیے جائیں۔ (شمس الضحیٰ ص ۵)

الجواب: ۱۔ موطا امام مالک، موطا امام محمد، مسند ابو حنیفہ، طحاوی، مدونہ کبریٰ، التمہید شرح موطا امام مالک، مسند ابو داؤد الطیالسی ان کتابوں کے مصنفین ترک رفع الیدین پر عمل کرتے ہیں۔ اور امام ابو داؤد الطیالسی بھی عند الرکوع و بعد الرکوع رفع الیدین اصبہان میں نہ کرتے تھے۔ (طبقات المحدثین ج ۱ ص ۹۶) بحوالہ جلاء العینین للراشدی السندھی غیر مقلد ص ۱۴۲

جواب نمبر ۲: آپ حضرات تین طلاقوں کو ایک بناتے ہیں جبکہ آئمہ اربعہ اور تمام محدثین تین طلاقوں کو تین ہی بناتے ہیں۔ تو آپ ان حضرات کی کتابوں سے ان کے خلاف دلائل کیوں تلاش کرتے ہیں اسی طرح دو رکعتوں کے التحیات سے اُٹھ کر رفع الیدین کرنا ائمہ اربعہ اور محدثین کے خلاف ہے۔ اور آپ تیسری رکعت کی طرف کھڑے ہوتے ہوئے رفع الیدین کرتے ہیں۔

جھوٹ نمبر ۲۹: مولانا عبد الحی لکھنوی حنفی کی بات سنیں وہ موطا امام محمد ص ۸۹ میں

فرماتے ہیں۔(شمس الضحی ص ٦٦)

الجواب: مؤطا امام محمد امام محمدؒ کا ہے مولانا عبدالحی لکھنوی اس میں کیسے فرما سکتے ہیں؟ یہ سب جہالت کے کرشمے ہیں۔

جھوٹ نمبر۳۰: اور مختصر حدیث جس میں صرف پہلی رفع الیدین کا ذکر ہے اس کو تمام محدثین نے ضعیف کہا ہے۔(شمس الضحی ص ٧٣)

الجواب: اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اس کو تمام محدثین ضعیف کیسے کہہ سکتے ہیں۔ جبکہ حکیم محمود صاحب لکھتے ہیں امام دارقطنی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ مگر لم یعد کا لفظ صحیح نہیں۔(شمس الضحی ص ٦٠)

جبکہ شمس الضحی ص ٦٣ میں ہے سند کے لحاظ سے یہ حدیثیں پرکھنے کے بعد امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ اور ابن حزم نے تصحیح کی ہے۔ جبکہ شمس الضحی ص ٦٦ میں لکھتے ہیں کہ مولانا عبدالحی لکھنوی (الی ان قال) فرماتے ہیں وہ ابن مسعود کی روایت کے علاوہ سب ضعیف ہیں۔ اور مرعاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۲۹۳ میں غیر مقلد عالم نے علامہ ابوالحسن سندھی سے نقل کیا ہے کہ ابن مسعودؓ کی حدیث کی سند صحیح ہے۔ اور تعلیقات مشکوۃ حدیث نمبر 809 کے تحت علامہ ناصر الدین البانی غیر مقلد فرماتے ہیں قلت و خالفه الترمذی فقال حدیث حسن والحق انه حدیث صحیح و اسناده صحیح علی شرط مسلم. اب حکیم محمود صاحب نے قرآنی آیات میں بھی تحریف کردی ہے۔ دیکھئے شمس الضحی ص ۳، ۱۱، ۳۱، ۹۸ وغیرہ۔ اب بس کرتا ہوں۔ و افوض امری الی الله ان الله بصیر بالعباد و صلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد و علی آله و اصحابه اجمعین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

یکم ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق 2 جون 2003ء

سرور العینین بجواب نور العینین

محترم اثری صاحب نے جناب زبیر علیزئی کی کتاب نور العینین طبع دوم پر تقریظ لکھی ہے اور اس کے صفحہ تین پر لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں رفع الیدین نماز کی زینت ہے التمہید ج ٦ ص ۲۲۵

الجواب: التمہید کا حوالہ بھی غلط ہے صحیح التمہید ج ۹ ص ۲۲۵ ہے۔ باقی مولانا ارشاد الحق اثری نے بڑی بے ایمانی اور دجل کا مظاہرہ کیا ہے کیونکہ یہ عبداللہ بن عمر العمری ضعیف قسم کا راوی ہے۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمر صحابیؓ نہیں ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں ۔ عبداللہ بن عمر ابو عبدالرحمن العمری المدنی ضعیف عابد من السابعة مات سنة احدی و سبعین وقیل بعده تقریب ص ۱۸۲ کہ یہ راوی العمری المدنی ضعیف ہے سنہ ۱۷۱ ہجری یا بعد میں وفات ہوئی ہے۔ اصل روایت اور اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں قال ابو بکر الاثرم حدثنا علی بن احمد بن القاسم الباهلی قال اخبرنا عبدالله بن وهب قا اخبرنی عیاض بن عبدالله الفهری ان عبدالله بن عمر کان یقول لکل شئی زینة و زینة الصلوة التکبیر و رفع الایدی فیها (التمهید لابن عبدالبر ج ۹ ص ۲۲۵) محدث ابوبکر الاثرم فرماتے ہیں کہ ہمیں علی بن احمد بن القاسم الباہلی نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن وھب نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ مجھے عیاض بن عبداللہ الفھری نے خبر دی کہ بے شک عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے تھے کہ ہر چیز کی زینت ہوتی ہے اور نماز کی

زینت تکبیر اور اس میں رفع الیدین کرنا ہے۔ اور یہ روایت التمہید ج ۷ ص ۸۳ میں و روی ابن وھب الخ سے مروی ھے اور عیاض بن عبداللہ الفھر ی المدنی سے ابن وھب روایت کرنے والا ہے۔ امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں لیس بالقوی (قوی نہیں ھے) ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور محدث ساجیؒ نے فرمایا ابن وھب نے اس عیاض سے چند احادیث روایت کی ہیں ان میں نظر ہے۔ محدث یحی بن معینؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں ضعیف ہے۔ اور ابن شاہینؒ نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور ابو صالحؒ فرماتے ہیں کہ یہ مدینہ منورہ میں کبیر الشان ہے اس کی حدیث میں خرابی ہے۔ اور امام بخاریؒ نے فرمایا کہ یہ منکر الحدیث ہے۔ (تہذیب ج ۸ ص ۲۰۱) اور حافظ ابن حجر تقریب التھذیب ص ۲۷۰ میں لکھتے ہیں عیاض بن عبداللہ الفھر ی المدنی نزیل مصر فیہ لین۔ عیاض الفھر ی میں نرمی و ضعف ہے۔

قارئین کرام بات کیا تھی جس کو محدث العصر مولانا ارشاد الحق صاحب اثری نے کیا سے کیا بنا دیا ہے۔

گل گئے گلشن گئے جنگل دھتورے رہ گئے

اُڑ گئے دانا جہاں سے بے شعورے رہ گئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا زبیر علیزئی کا جھوٹ نمبر ۱: وہ لکھتے ہیں علامہ ناصر الدین البانی نے ایک سند کو ابو قلابہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف کہا (حاشیہ صحیح ابن خزیمہ ج ۳ ص ۲۶۸) قال اسناده ضعیف لعنعنة ابی قلابة وھو مذکور بالتدلیس (الی)۔ اس کی

روایت کو تو علامہ البانی نے ضعیف کہا ہے مگر اصول سے روگردانی کرتے ہوئے سفیان ثوری مدلس عن الضعفاء (جو کہ بقول حافظ العلائی طبقہ ثالثہ کے مدلس ہیں۔) کی معنعن روایت ترک رفع الیدین کی تعلیقات مشکوۃ میں تصحیح کردی ہے۔(نور العینین ص ۱۰۱) نیز مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں درج بالا تفصیل سے معلوم ہوا۔ کہ جناب سفیان ثوریؒ غضب کے مدلس تھے۔ لہٰذا ان کو درجہ ثانیہ میں ذکر کرنا غلط ہے۔ مگر حافظ ابن حجرؒ نے ان کو درجہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے۔(طبقات المدلسین ص ۲۲) حافظ العلائی کیکلدیؒ نے حافظ ابن حجر سے پہلے ان کو طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔(جامع التحصیل ص ۹۹) حافظ العلائی (۶۹۴-۷۶۱ھ) حافظ ابن حجر سے زیادہ ماہر اور متقدم تھے اور درج بالا دلائل کی روشنی میں حافظ العلائی کی بات صحیح اور حافظ ابن حجرؒ کی بات غلط ہے۔ (نور العینین ص ۱۰۲)

نوٹ: پہلے نور العینین طبع اول موجود تھی اس کے حوالے لگائے گئے ہیں۔ پھر طبع دوم بھی آگئی اب اس کے حوالے ذکر کیے جائیں گے۔

الجواب نمبر ۱: حافظ صلاح الدین العلائی نے امام حاکمؒ سے مدلسین کی اقسام کا ذکر کیا ہے۔ دیکھیے جامع التحصیل فی احکام المراسیل ص ۹۹) اور اس میں سفیان ثوری کو قسم ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔ مگر خود اسی کتاب کے ص ۱۱۳ میں سفیان ثوری کو طبقہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں۔ **وثانیھا من احتمل الائمة تدلیسه و خرجوا له فی الصحیح و ان لم یصرح بالسماع و ذالک اما لامامته اولقلة تدلیسه فی جنب ماروی اولانه لا یدلس الا عن ثقة و ذالک کالزھری و سلیمان الاعمش و ابراھیم النخعی و اسماعیل بن ابی**

خالد و سلیمان التیمی و حمید الطویل والحکم ابن عتیبة و یحیٰ بن ابی کثیر و ابن جریج والثوری و ابن عیینة الخ

دوسرا طبقہ جس کی تدلیس کو ائمہ کرامؒ نے برداشت کیا ہے اور (صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں) روایت کیا ہے اگرچہ انہوں نے سماع کی تصریح نہیں کی اور یہ اس بنا پر ہے کہ وہ محدث امام ہیں یا تدلیس کم کی ہے۔ بنسبت روایات کے یا اس بنا پر کہ تدلیس ثقہ سے کرتا ہے۔ اور یہ مثل زھریؒ سلیمن الاعمشؒ ابراہیم نخعیؒ اسماعیل بن ابی خالدؒ سلیمان التیمی حمید الطویلؒ الحکم بن عتیبہؒ یحیٰ بن ابی کثیرؒ ابن جریجؒ وثوریؒ وابن عیینہؒ فلہٰذا زبیر علیزئی کا جھوٹ ظاہر ہو گیا کہ حافظ صلاح الدین نے سفیان ثوری کو طبقہ ثالثہ میں شمار کیا ہے۔ مولانا حافظ محمد گوندلوی غیر مقلد مرحوم لکھتے ہیں مدلسین کے طبقات حافظ ابن حجر نے طبقات المدلسین میں ان کے پانچ مراتب بیان کیے ہیں۔

1. جس سے بہت کم تدلیس ثابت ہو۔ جیسے یحیٰ بن سعید انصاری ہیں۔
2. جس کی تدلیس کو ائمہ حدیث نے برداشت کیا ہو۔ اور اپنی صحیح میں اس سے روایت بیان کی ہو۔ کیونکہ اس کی تدلیس اس کی مرویات کے مقابلہ میں کم ہے۔ اور وہ فی نفسہ امام ہے جیسے ثوری یا وہ ثقہ ہی سے تدلیس کرتا ہے جیسا کہ ابن عیینہ ہے۔ (خیر الکلام ص ۴۷ طبع دوم)

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۱۲ میں حافظ ابن حجرؒ کے طبقات المدلسین سے بعینہ اسی طرح عبارت نقل کی ہے۔ جس طرح مولانا گوندلوی مرحوم نے نقل کی ہے۔ مسئلہ آمین بالجھر کی روایت سفیان ثوری عن سلمۃ بن

کھیل عن حجر بن عنبس الخ سے تمام غیر مقلدین استدلال کرتے ہیں اور اس کو صحیح کہتے ہیں حالانکہ وہاں بھی سفیان ثوری نے عن سے روایت بیان کی ہے۔ (ملاحظہ ہو ابکار المنن ص ۱۹۸ للمبارکپوری غیر مقلد) مولانا زبیر علیزئی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں ترمذی نے حسن جبکہ ابن حجر اور امام دارقطنی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (نماز نبوی ص ۱۵۱ کا حاشیہ) مولانا زبیر علیزئی اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں و سنده صحيح التلخيص الحبير ج ۱ ص ۲۳۶ حدیث نمبر ۳۵۳ (هدية المسلمين ص ۳۴ مطبوعه کراچی) مولانا زبیر علیزئی فرماتے ہیں سفیان ثوریؒ احد الاعلام علما وزہداً (الکاشف ج ۱ ص ۳۰۰) صحیح بخاری و صحیح مسلم کا راوی ہے (تقریب) طبقہ ثانیہ کا مدلس ہے جس کی تدلیس مضر نہیں الا اذا ثبت والله اعلم (طبقات المدلسین کا مطالعہ کریں) (جرابوں پر مسح ص ۴۰ جمع و ترتیب عبد الرشید انصاری طبع اول) علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں روى البيهقي في المدخل عن محمد ابن رافع قلت لابي عامر كان الثوري يدلس قال لا (تدریب الراوی ج ۱ ص ۲۳۱) امام بیہقیؒ نے مدخل میں محمد بن رافع سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عامر سے پوچھا کیا سفیان ثوریؒ تدلیس کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ چلو جناب سفیان ثوری تدلیس ہی نہیں کرتے تھے۔ مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں امام ابو زرعہ رازی نے الحسن بن عیاش کے مقابلہ میں سفیان ثوری کی اس روایت کو اصح قرار دیا ہے۔ جس میں پھر نہ کرنے کا ذکر نہیں۔ (علل الحدیث لابن ابی حاتم ج ۱ ص ۹۵) (نور العینین ص ۱۲۸) چلو جناب امام ابو زرعہ رازیؒ کے ہاں سفیان ثوری کی معنعن روایت زیادہ صحیح ہے۔ تدلیس سفیان ثوریؒ کی کدھر چلی گئی ہے؟

مولانا زبیر علیزئی لکھتے ہیں عن المغیرة ابن شعبة ان رسول الله ﷺ توضأ و مسح علی الجوربین و النعلین (۱) جامع ترمذی وقال حسن صحیح (۲) صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۹۹ (۳) صحیح ابن حبان ج ۲ ص ۳۱۴ (۴) محمد مصطفیٰ الاعظمی نے صحیح ابن خزیمہ کے حاشیہ جلد ۱ ص ۹۹ پر کہا اسنادہ صحیح (۵) اسماعیلی نے بخاری پر اس حدیث کی تخریج کو لازم کیا ہے۔(النکت الطراف علی الاطراف لابن حجر العسقلانیؒ ج ۸ ص ۴۹۳) (۶) ناصر الدین البانی نے کہا صحیح ارواء الغلیل ج ۱ ص ۱۳۷ وقد اعل بما لا یقدح (تخریج المشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۲) جرابوں پر مسح ص ۳۹ تا ۴۰ جمع و ترتیب عبدالرشید انصاری طبع اول۔اب آپ حضرات اس حدیث کی سند کو دیکھیں تو اس کی سند میں سفیان ثوریؒ کی معنعن روایت موجود ہے۔

نوٹ: عبدالرشید انصاری اور مولانا زبیر علیزئی کے درمیان جرابوں پر مسح کا ایک تحریری مناظرہ چلا تھا۔لیکن جرابوں پر مسح طبع دوم میں عبدالرشید انصاری نے زبیر علیزئی کا مضمون حذف کر دیا ہے۔

الجواب نمبر۲: امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں سوال نمبر ۸۰۴ وسئل عن حدیث علقمة عن عبدالله قال الا اریکم صلوٰة رسول الله ﷺ فرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لم یعد فقال یرویه عاصم ابن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة حدث به الثوری عنه ورواه ابو بکر النهشلی عن عاصم ابن کلیب عن عبدالرحمن ابن الاسود عن ابیه و عن علقمة عن عبدالله و کذالک رواه ابن ادریس عن عاصم ابن کلیب عن عبدالرحمن ابن الاسود عن علقمة عن عبدالله و اسناده صحیح و فیه

لفظة ليست بمحفوظة ذكرها ابو حذيفة في حديثه عن الثوری و هی قوله ثم لم يعد الخ (العلل الواردہ ج ۵ ص ۱۷۱ تا ص ۱۷۳) الطبعة الاولی ۱۴۰۹ھ بمطابق ۱۹۸۹ء الرياض شارع عمير المملكة العربيه السعوديه) کہ حدیث علقمہ عن عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں پوچھا گیا جس میں حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ دکھاؤں پس رفع یدین کیا اول تکبیر میں پھر نماز میں رفع الیدین نہ کیا تو فرمایا کہ عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمہ سے روایت کرتا ہے۔ اس کو ثوریؒ نے عاصم بن کلیب سے روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث کو ابو بکر النھشلیؒ نے عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن ابیہ وعن علقمہ عن عبداللہ سے بھی روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح عبداللہ بن ادریس نے عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمہ عن عبداللہ روایت کیا ہے اور اسناد اس حدیث کی صحیح ہے۔ اور اس میں ایک لفظ ہے جو کہ محفوظ نہیں جو کہ ابو حذیفہ نے اپنی حدیث میں سفیان ثوریؒ سے روایت کیا ہے۔ اور وہ قول ہے ثم لم یعد۔ اس میں امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ جس طرح عاصم بن کلیب سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ابو بکر النھشلی اور عبداللہ بن ادریس بھی عاصم بن کلیب سے روایت کرتے ہیں سفیان ثوری متفرد نہیں۔ اور اس کی حدیث کی سند بھی صحیح ہے صرف ثم لم یعد محفوظ نہیں۔ امام وکیعؒ اور عبداللہ بن مبارک جیسے جبل العلم سفیان ثوریؒ سے لم یعد روایت کریں اور محفوظ نہ ہو یہ امام دار قطنیؒ کی ناانصافی ہے۔ مولانا عبداللہ روپڑی غیر مقلد رفع الیدین اور آمین کے ص ۷۹ میں لکھتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ سے جیسے وکیعؒ نے لم یعد روایت کیا ہے ویسے ہی عبداللہ بن مبارکؒ نے بھی سفیان ثوری سے لم یعد روایت کیا ہے۔ چنانچہ درایہ

تخریج ہدایہ میں حافظ ابن حجر نے بحوالہ نسائی اس کا حوالہ دیا ہے۔ اور علامہ زیلعیؒ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ وکیعؒ سے غلطی نہیں ہوئی الخ۔

ایک بھتان جس کے لگانے سے خود پھنس گئے۔

مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں مگر کسے معلوم تھا کہ ایک ایسا دور آنے والا ہے جب مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلنے والے یہ بدعتی صحیحین (بخاری و مسلم) کی احادیث اور راویوں پر اندھادھند حملے کریں گے۔ لہ مثلاً سرفراز صفدر صاحب دیوبندی نے صحیحین کے درج ذیل راویوں پر عمل جراحی چلایا ہے۔ مکحول (۱) (صحیح مسلم) احسن الکلام ج ۲ ص ۸۶) (۲) العلاء بن الحارث (مسلم) احسن ج ۲ ص ۸۵) (۳) (ولید بن مسلم صحیح بخاری و صحیح مسلم احسن ج ۲ ص ۸۵) (۴) سعید بن عامر (بخاری و مسلم) احسن ج ۲ ص ۱۳۲) (۵) العلاء بن عبدالرحمٰن (صحیح مسلم) احسن ج ۱ ص ۲۴۰ وغیرہ تفصیل کیلئے شیخ الحدیث ارشادالحق اثری کی مایہ ناز کتاب (توضیح الکلام) کا مطالعہ کریں۔ حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے بھی صحیحین کے راویوں پر تیشہ چلایا ہے۔ مثلاً (۱) ابن جریج (بخاری و مسلم) (نورالصباح مقدمہ ص ۱۸ بترقیمی) (۲) ولید بن مسلم (بخاری و مسلم) (نورالصباح ص ۱۸۱) ۳۔ یحیٰ بن ایوب الغافقی المصری (صحیحین) (نورالصباح ص ۲۲۱ وغیرھم نورالعینین ص ۱۷ تا ۱۸)

الجواب: محترم مولانا زبیر علیزئی صاحب بدعتی آپ اور آپ کی جماعت ہے یا ہم؟ ذرا غور فرمائیں ۱۔ سلیمان تیمیؒ جو صحیحین کے مرکزی راوی ہیں اس پر مولانا ارشاد الحق صاحب نے کلام کیا ہے۔ (توضیح الکلام ج ۲ ص ۲۴۷ و ج ۲ ص ۲۵۳) ۲۔ قتادہؒ جو صحیحین

کے مرکزی راوی ہیں اس پر بھی مولانا ارشادالحق اثری صاحب نے کلام کیا ہے۔ (توضیح الکلام ج ۲ ص ۲۸۳ تا ص ۳۲۴، ج ۲ ص ۴۱۹) ۳۔ ابو اسحاق سبیعی جو صحیحین کے راوی ہیں ان پر اثری صاحب نے کلام کیا ہے۔ (توضیح الکلام ج ۲ ص ۴۵۳، ج ۲ ص ۴۵۵، ج ۲ ص ۴۷۳، ج ۲ ص ۴۷۵، ج ۲ ص ۴۸۲، ج ۲ ص ۴۹۴، ج ۲ ص ۴۶۴، ج ۲ ص ۷۱۸، ج ۲ ص ۴۱۹) ۴۔ ھشیم جو صحیحین کے راوی ہیں ان پر بھی اثری صاحب نے کلام کیا ہے۔ (توضیح الکلام ج ۲ ص ۷۶۱، ص ۷۶۲) ۵۔ الاعمش جو صحیحین کے راوی ہیں ان پر بھی اثری نے کلام کیا ہے۔ (توضیح الکلام ج ۲ ص ۵۶۹، ج ۲ ص ۴۱۹، ج ۲ ص ۷۵۹، ج ۲ ص ۷۶۵، ج ۲ ص ۷۶۸) ۶۔ ابن جریج جو صحیحین کے راوی ہیں۔ ان پر بھی اثری صاحب نے کلام کیا ہے۔ (توضیح الکلام ج ۲ ص ۱۲۴) ۷۔ ولید بن مسلم جو صحیحین کے راوی ہیں ان پر بھی اثری صاحب نے کلام کیا ہے (توضیح الکلام ج ۱ ص ۵۱۵)

۸۔ معمر جو صحیحین کے مرکزی راوی ہیں ان پر بھی اثری صاحب نے کلام کیا ہے۔ (توضیح الکلام ج ۱ ص ۱۲۳ تا ص ۱۲۵) جب کہ طعنہ مولانا اثری صاحب نے مولانا سرفراز خان کو دیتے ہوئے لکھا ہے کہ انہوں نے صحیح بخاری و مسلم کے رواۃ پر کلام کیا ہے۔ (توضیح الکلام ج ۲ ص ۳۲۵) مولانا ارشادالحق اثری صاحب لکھتے ہیں او قد خرج کے الفاظ شاذ ہیں اسی وجہ سے امام بخاریؒ نے الفاظ باب اذا رأی الامام رجلاً وھو یخطب میں نقل نہیں کیے بلکہ باب ماجاء فی التطوع مثنیٰ مثنیٰ میں ذکر کیے ہیں۔ امام بخاریؒ کا اسلوب یہ ہے کہ ایک روایت کو مختلف مقامات پر اسانید سے لاتے ہیں اور بسا اوقات اسنادی فوائد کے لحاظ سے اس روایت کے مرجوح الفاظ بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ مثلاً باب مناقب عثمانؓ میں ولیدؓ بن عقبہ پر شراب کی حد لگانے کی روایت لائے ہیں جس میں مقصود حضرت عثمانؓ

کی منقبت بیان کرنا ہے کہ وہ حدود اللہ کے پابند تھے مگر اس میں ۸۰ کوڑوں کا ذکر ہے اور امام بخاریؒ شراب کی حد میں امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے قول کے مطابق ۴۰ کوڑے قرار دیتے ہیں اس لیے حدود میں ولیدؓ پر حد لگانے کے سلسلہ میں ۴۰ کوڑے لگائے جانے کی روایت ذکر کی ہے۔ گویا ان کے نزدیک ۸۰ کوڑوں کا ذکر شبیب راوی کا وہم ہے۔

(توضیح الکلام ج ۲ ص ۱۷۹ تا ۱۸۰) مولانا ارشاد الحق صاحب اثری لکھتے ہیں بعض اہل علم نے ان الفاظ (وصلی علیہ) کو صرف اس بنا پر صحیح باور کرلیا ہے کہ یہ صحیح بخاری میں ہیں مگر یہ صحیح نہیں جب کہ صحیح بخاری اور مسلم میں شیخین ایسی حدیث کو بھی لے آتے ہیں جو مقصود کے اعتبار سے تو صحیح ہوتی ہے (یعنی من حیث المجموع) اگرچہ کوئی ٹکڑا اس کا ان کے معیار کی صحت کے مطابق نہیں ہوتا بلکہ اس میں بعض رواۃ کا وہم ہوتا ہے۔ صحیحین کا غائر نظر سے مطالعہ کرنے والے حضرات کیلئے یہ بات نئی نہیں اس کی تفصیل ہم نے اپنے مقالہ ''صحت بخاری'' میں قدرے تفصیل سے کردی ہے۔ (توضیح الکلام ج ۱ ص ۱۲۴)

لیجئے جناب زبیر علیزئی صاحب صحیحین کی صحت بھی مشکوک ہوگئی ہے۔ تو کیا بدعتی آپ اور آپ کی جماعت ہے یا ہم ہیں۔ جناب زبیر علیزئی صاحب آپ بھی صحیحین کے رواۃ پر کلام کرتے ہیں۔ سفیان ثوریؒ جو مرکزی راوی ہیں۔ صحیحین کے آپ اس پر کلام کرتے ہیں دیکھئے نور العینین ص ۱۰۰، ۱۰۲، اور ص ۱۳۱۔ ابراہیم نخعیؒ جو صحیحین کا مرکزی راوی ہے اس پر بھی آپ نے کلام کیا ہے (نور العینین ص ۱۲۸) قتادہ جو صحیحین کے مرکزی راوی ہیں۔ ان پر بھی آپ نے کلام کیا ہے۔ (نور العینین ص ۶۶، ۶۷) جناب زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں۔ رہا آپ کا یہ کہنا کہ کوئی ایسی حدیث پیش کریں جس پر سب کا اتفاق ہو کسی نے اختلاف نہ کیا ہو صحیح نہیں اختلاف کرنے والوں نے امام بخاریؒ پر بھی اختلاف

کیا ہے۔ بلکہ بعض نے ان کو ترک کر دیا ہے (الجرح والتعدیل ج ۷ ص ۱۹۱) کیا خدانخواستہ امام بخاریؒ بھی متروک سمجھے جائیں گے بلکہ اختلاف کی نوعیت دیکھی جاتی ہے جس طرح ذات بخاریؒ میں ابو حاتمؒ ابوزرعہؒ والذہبیؒ کا اختلاف مردود ہے (جرابوں پر مسح ص ۴۵)

تعارض نمبر۱: مولانا زبیر علیزئی صاحب تحریر کرتے ہیں مولانا سرفراز صفدر دیوبندی وغیرہم نے بھی محمد بن اسحاق کی توثیق کی ہے۔ (مسئلہ فاتحہ خلف الامام تالیف حافظ زبیر علیزئی ص ۴۳) اس بات کی تردید بہتر ہے کہ مولانا زبیر علیزئی کے قلم سے ملاحظہ فرمائی جائے۔ مولانا علیزئی صاحب لکھتے ہیں غرض جمہور علماء محمد بن اسحاق کو ثقہ کہتے ہیں مگر سرفراز اینڈ پارٹی برابر کذاب کی رٹ لگا رہے ہیں۔ (نور العینین ص ۳۰) کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا

تعارض نمبر۲: مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں۔ اسے ابو معاویہ محمد بن خازم الضریر نے الاعمش عن ابی صالح عن مالک الدار کی سند سے روایت کیا ہے۔ اس میں الاعمش مدلس ہیں اور کسی سند میں اس کے سماع کی تصریح موجود نہیں۔ الاعتصام ج ۴۳ شمارہ نمبر ۳۱۔ ۲۰ محرم ۱۴۱۲ھ میں راقم الحروف کا ص ۱۵ پر ایک مضمون شائع ہوا ہے اس کے ص ۱۷ اور ۱۸ پر الاعمش کی تدلیس اور ابو صالح سے اس کی روایت پر کافی بحث موجود ہے۔ ہفت روزہ الاعتصام یکم جولائی ۱۴۱۲ھ 8 نومبر 1991ء ص ۱۹ مولانا زبیر علیزئی صاحب تحریر کرتے ہیں حافظ ابن حجر نے اعمش کو مرتبہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے۔ (طبقات المدلسین ص ۶۸) اور ص ۲۳ پر کہا کہ ان کی تدلیس محتمل ہے صحیح میں ان کی حدیث کا اخراج کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ الاعمش کی معنعن روایات صحیحین میں ہیں۔ (جرابوں پر مسح ص ۴۶)

تعارض نمبر۳: مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں اس سند میں امام زہری کی تدلیس کی وجہ سے اعتراض ہوسکتا ہے۔ جس کے متعدد جوابات ہیں۔ ان میں سے ایک تو ہم ذکر کر آئے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک تدلیس مضر صحت نہیں۔ (ص ۱۵، ص ۱۶) ہمارے شیخ محب اللہ شاہ الراشدی السندھیؒ امام زہریؒ کے یدلس فی النادر کی وجہ سے عنعنہ کو صحت کے منافی نہیں سمجھتے۔ اور انہوں نے اس حدیث پر ایک رسالہ لکھا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ واللہ اعلم (مسئلہ فاتحہ خلف الامام ص ۴۵) مولانا علیزئی صاحب لکھتے ہیں حضرت علیؓ سے فاتحہ خلف الامام کا حکم مروی ہے لیکن اس کی سند امام زہری کے عنعنہ کی وجہ سے معلول ہے۔ لہٰذا میں اس سے استدلال نہیں کرتا۔ (مسئلہ فاتحہ خلف الامام ص ۵۲) مولانا علیزئی صاحب تحریر کرتے ہیں اگرچہ اس کے تمام راوی صحیحین کے راوی ہیں مگر یہ سند امام زہریؒ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ کیونکہ ان پر تدلیس کا الزام وارد ہے۔ (مسئلہ فاتحہ خلف الامام ص ۶۶)

جھوٹ نمبر۲: مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں۔ انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون بآیات اللہ واولئک ھم الکاذبون (سورۃ نمل آیۃ ۱۰۵) جھوٹ تو وہ لوگ بناتے ہیں جن کو یقین نہیں اللہ کی باتوں پر اور وہی لوگ جھوٹے ہیں۔ (تعداد رکعات قیام رمضان ص ۳۶)

اب مولانا حافظ زبیر نے یہ آیت سورۃ نمل ۱۰۵ سے پیش کی ہے جو بالکل جھوٹ ہے سورۃ نمل کی کل آیات ۹۳ ہیں تو اس سورۃ کی یہ آیت ۱۰۵ کیسے ہوسکتی ہے۔

جھوٹ نمبر۳: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو نماز پڑھائی فارغ ہوکر ان کی طرف متوجہ ہوکر پوچھا کیا تم اپنی نماز میں امام کی قراءت

کے دوران میں پڑھتے ہو؟ سب خاموش رہے تین بار آپؐ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا ہاں ہم ایسا کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کرو تم صرف سورۃ فاتحہ دل میں پڑھ لیا کرو۔ (نماز نبوی صحیح احادیث کی روشنی میں ص ۱۵۱) اب اس کی حدیثوں کی تخریج کی ہے زبیر علیزئی صاحب نے تو اس پر (۲) لگا کر لکھتے ہیں۔ (ابن حبان ج ۵ ص ۱۵۲، ص ۱۹۲، بیہقی ج ۲ ص ۱۶۶) اس کی صحت کے متعلق مجمع الزوائد میں امام ہیثمی فرماتے ہیں۔ اس کے سب راوی ثقہ ہیں ابن حجر نے اسے حسن کہا۔ جب کہ ابن حجر نے اسے حسن نہیں کہا بلکہ یہ جھوٹ ہے۔ ابن حجرؒ نے محمد بن ابی عائشہ والی روایت کی سند کو حسن کہا ہے۔ (دیکھئے التلخیص الحبیر ج ۱ ص ۲۳۱)

جھوٹ نمبر ۴: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہودی جس قدر سلام اور آمین سے چڑتے ہیں اتنا کسی اور چیز سے نہیں چڑتے تم کثرت سے آمین کہنا۔ (نماز نبوی ص ۱۵۳) اس کی تخریج میں زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں ابن ماجہ اقامۃ الصلوۃ باب الجہر بآمین حدیث نمبر ۸۵۶ اسے امام ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۸۸ حدیث نمبر ۵۷۴ و ج ۳ ص ۳۸ حدیث نمبر ۱۵۸۵ اور بوصیری نے صحیح کہا۔ مولانا زبیر علیزئی صاحب حضرت عائشہؓ والی روایت کی تخریج کی ہے جس کے آخر میں یہ جملہ پس تم کثرت سے آمین کہنا نہیں ہے۔ حالانکہ یہ حدیث ابن عباسؓ کے آخر میں ہے جس کی سند میں طلحہ بن عمرو المکی متروک الحدیث ہے۔ حدیث کی تخریج میں جھوٹ بولنا مسلمان کا کام نہیں۔

جھوٹ نمبر ۵: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پڑھتے تو آپ کہتے آمین (اس قدر اونچی آواز سے) کہ پہلی صف میں آپ کے اردگرد کے لوگ سن لیتے۔ (نماز نبوی ص ۱۵۲) زبیر

علیزئی اس کی تخریج میں لکھتے ہیں بیھقی ج ۲ ص ۵۸ ، ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۵۷ ، ابن حبان حدیث نمبر ۴۶۲ اسے امام حاکم اور ذھبی نے صحیح کہا ہے۔ مصنف شفیق الرحمٰن نے جو حدیث پیش کی ہے وہ ابوداؤد میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے۔ جس کی سند میں بشر بن رافع الحارثی ضعیف ہے۔ اور ابن عم ابی ہریرہ مجھول ہے۔ گرچہ ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے۔ (التلخیص الحبیر ج ۱ ص ۲۲۸) اور زبیر علیزئی تخریج کرر ہے ہیں اس حدیث کی جس کی سند میں اسحاق بن ابراہیم الزبیدی حدثنی عمرو بن الحارث عن عبداللہ بن سالم عن الزبیدی قال اخبرنی الزھری عن ابی سلمۃ و سعید عن ابی ھریرۃ الخ ہے۔

جھوٹ نمبر۹: حضرت ھُلبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا۔ (نماز نبوی ص ۱۴۴ ڈاکٹر شفیق الرحمٰن صاحب) اس کی تخریج میں حافظ زبیر علیزئی فرماتے ہیں (مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۶) حافظ ابن عبدالبر اور علامہ عظیم آبادی نے اسے صحیح کہا ہے۔ حافظ ابن عبدالبرؒ کی تصحیح نہ تو عون المعبود میں ہے نہ تمہید ابن عبدالبر میں ہے۔ بلکہ التمہید ج ۲۰ ص ۷۳ میں علامہ ابن عبدالبرؒ نے ھُلبؓ کی روایت بغیر سینے پر ہاتھ رکھنے کے بارے میں ہے۔ یہ خالص زبیر علیزئی نے جھوٹ بولا ہے کہ ابن عبدالبرؒ نے اس روایت کی تصحیح کی ہے۔ بہرحال حافظ زبیر علیزئی نے نماز نبوی کی تخریج میں اتنا جھوٹ بولا ہے اور فراڈ سے کام لیا ہے کہ اگر راقم الحروف صرف اس کی تردید میں لگ جائے تو ایک کتاب بن جائے گی۔ لیکن چونکہ اصل تردید رفع الیدین کی کتاب کی کرنی ہے اسی لیے راقم الحروف اسی کی طرف توجہ کرتا ہے۔

ایک تحریف: حافظ زبیر علیزئی صاحب تحریر کرتے ہیں عقبۃ بن

عامر الجهني يقول انه يكتب فی کل اشارة يشير ها الرجل بيده فی الصلوة بكل حسنة او درجة (نورالعینین ص ۱۴۵) یعنی حضرت عقبہ بن عامر نے فرمایا نماز میں جو شخص اشارہ کرتا ہے اسے ہر (مسنون) اشارہ کے بدلے ہر ایک انگلی پر ایک نیکی یا ایک درجہ ملتا ہے۔ یہ اثر طبرانی کبیر ج ۱۷ ص ۲۹۷ میں ہے۔ اس میں ایک لفظ علیزئی صاحب کھا گئے ہیں وہ تھا بکل کے بعد اصبعین یعنی ہر دو انگلیوں کے اشارے پر ایک نیکی یا درجہ ملتا ہے۔ اب دو انگلیوں کا اشارہ کیسے ہوگا۔ یہ راز کی بات ہے۔ جس کو علیزئی نے کاٹ دیا ہے۔ حافظ علیزئی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حافظ عبدالمنان صاحب نے فرمایا حافظ ابن حجر نے عقبہ بن عامرؓ کے اس اثر کو فتح الباری میں نقل فرما کر سکوت اختیار کیا ہے۔ (دیکھئے ج ۲ ص ۱۷۳ تا ص ۱۷۴) لہٰذا ان کی شرط کے اعتبار سے یہ اثر ان کے نزدیک کم از کم حسن تو ضرور ہے۔ (حاشیہ نورالعینین ص ۱۴۵)

الجواب: یہ اثر حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری ج ۲ ص ۳۶۰ طبع مصر میں باب رفع الیدین فی التکبیرۃ الاولیٰ مع الافتتاح سواء کے اندر اس کا ذکر کیا ہے۔ اور قاضی شوکانیؒ غیر مقلد اس اثر کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں هذا الكلام فی رفع اليدين عند تكبيرة الاحرام و سيأتی الكلام علی الرفع عندالركوع (نیل الاوطار ج ۲ ص ۱۸۵) یہ کلام رفع الیدین میں تکبیر احرام کے وقت ہے۔ و عنقریب کلام رفع الیدین عندالرکوع کے وقت آ جائے گی۔ حافظ عبدالمنان و حافظ زبیر علیزئی کا حیا رخصت ہوگیا تھا۔ کہ حافظ ابن حجرؒ حضرت عقبہؓ کے اثر کو تکبیر احرام کے وقت مانتے ہیں جبکہ یہ حضرات رفع الیدین عندالرکوع پر فٹ کر رہے ہیں۔

ع   بے حیاء باش وهر آنچہ خواہی کن

جواب نمبر۲: اس کی سند میں عبداللہ بن لھیعہ ایک راوی ہے جو سخت ضعیف و مدلس ومختلط الحدیث ہے۔ حافظ زبیر علیزئی فرماتے ہیں (ابن لھیعہ کی ایک روایت کے بارے میں) اس روایت میں مختلط کا اختلاط اور مدلس کا عنعنہ بھی موجود ہے۔ لہٰذا اس سے استدلال کرنا بڑی مذموم حرکت ہے۔ (نور العینین ص ۲۲۹ طبع دوم) حافظ زبیر علیزئی فرماتے ہیں۔ کہ جب عبداللہ بن مبارک (عبداللہ بن یزید) المقریؒ اور عبداللہ بن وھبؒ ابن لھیعہؒ سے روایت کریں تو صحیح ہوتی ہے۔ یہی بات امام الساجیؒ نے بھی کہی ہے اور یہی بات امام فلاس نے بھی کہی ہے (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۷۷) نیز فرماتے ہیں یہ تعدیل مفسر ہے لہٰذا جرح مبہم پر مقدم ہے۔ اس کے مقابلے میں کسی امام نے بھی ابن لھیعہ سے المقری کی روایت کو ضعیف نہیں کہا۔ (نور العینین ص ۱۴۷)

الجواب: مولانا مبارکپوری غیر مقلد ابکار المنن ص ۳۱ میں فرماتے ہیں کہ امام فن یحیٰی بن معینؒ نے فرمایا کہ ابن لھیعہ کی کتابیں جلنے سے پہلے اور جلنے کے بعد اس کی روایت کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور محدث عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے اپنے باپ ابو حاتمؒ سے پوچھا کہ جب عبداللہ بن مبارک جیسا شخص ابن لھیعہ سے روایت کرے تو کیا ابن لھیعہ حجت ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ (بحوالہ تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۷۹) حافظ ابن حجرؒ ابن وھبؓ کی روایت جو ابن لھیعہ سے نقل کی گئی ہے کے بارے میں فرماتے ہیں۔ **واذا تقرر ذالک فابن لهيعة لا يحتج به اذا انفرد فكيف اذا خالف** (فتح الباری ج ۲ ص ۲۵۴) جب ابن لھیعہ کے ضعف کی بات پختہ ہوگئی تو ابن لھیعہ سے حجت نہ پکڑی جائے جب روایت میں اکیلا ہو پس کس طرح حجت پکڑی جاسکتی ہے۔ جبکہ مخالفت کرے۔ مولنا عظیم آبادی غیر مقلد نے ابن لھیعہ سے روایت کرنے والے عبداللہ

بن وھب اور عبداللہ بن مسلمہ کی روایت کو ضعیف قرار دیا۔ (دیکھئے عون المعبود ج ۱ ص ۱۸۳، ج ۱ ص ۱۸۴) محدث ابن حبان فرماتے ہیں قد سبرت اخبارہ فی روایۃ المتقدمین والمتأخرین عنہ فرأیت التخلیط فی روایۃ المتأخرین عنہ موجودا و مالا اصل لہ فی روایۃ المتقدمین کثیرا (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۸۴) بے شک میں نے ابن لھیعہ سے روایت متقدمین و متاخرین کو آزمایا تو متاخرین کی روایت میں تخلیط موجود ہے۔ جبکہ متقدمین کی روایت میں بھی بہت سی چیزیں بے اصل پائی گئی ہیں۔ اس جرح مفصل کے بعد ابن لھیعہ کی روایت سے استدلال فضول ہے۔ جبکہ طبرانی کبیر کی روایت میں بھی تخلیط ہے کہ بکل اصبعین اب دو انگلیوں سے رفع الیدین نہیں ہوتا پھر موقوف اثر ہے اور غیر مقلدین کے مذہب کے دو اصول ہیں جیسا کہ وہ کہا کرتے ہیں اہل حدیث کے دو اصول اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول اور صحابہ کرامؓ کے اقوال ان دو اصول سے خارج ہیں فلہٰذا حجت نہیں۔

جواب نمبر ۳: اس اثر کی سند میں مشرح بن ھاعان بھی ہے اس کے بارے میں محدث ابن حبان فرماتے ہیں کہ حضرت عقبہؓ سے یہ راوی منکر (یعنی ضعیف) روایات نقل کرتا ہے۔ جس کی کوئی دوسرا راوی موافقت نہیں کرتا اور درست عمل یہ ہے کہ جن روایات میں منفرد وا کیلا ہو ان کو قبول نہ کیا جائے۔ (جیسا کہ یہاں اس اثر میں ہے۔ ڈیروی) اور ان کو قبول کیا جائے جو ثقہ راویوں کی روایت کے موافق ہو۔ (کتاب المجروحین ج ۳ ص ۲۸) محدث ابن الجوزیؒ نے بھی اپنی کتاب "الضعفاء والمتروکین ج ۳ ص ۱۲۱" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اور امام عقیلیؒ نے بھی "الضعفاء ج ۴ ص ۲۲۲" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ الخ بحوالہ "تعویذ کی شرعی حیثیت ص ۷۷ تالیف پروفیسر طالب الرحمٰن

غیر مقلد' اور مولانا عظیم آبادی غیر مقلد فرماتے ہیں ابن لهيعة و مشرع بن هاعان لا يحتج بهما (عون المعبود ج ا ص ۵۳۰) کہ ابن لهیعہ راوی اور اس کا استاد مشرع ان دونوں سے حجت نہ پکڑی جائے۔ **امام احمد بن حنبلؒ و امام اسحاق بن راهويہ**ؒ کی بے سند قول سے حضرت عقبہؓ کے اثر کو رفع الیدین عند الرکوع پر فٹ کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ ان دو اماموں و حضرت عقبہؓ کے درمیان سینکڑوں سالوں کا فاصلہ ہے اور زبیر صاحب فرماتے ہیں دین کا دارومدار سند پر ہے۔ (نور العینین ص ۱۴۶) راقم الحروف نے ایک واقعہ نقل کیا تھا کہ حضرت امام شافعیؒ جب حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی قبر کی زیارت کیلئے پہنچے تو وہاں نمازوں میں رفع الیدین عند الرکوع کرنا چھوڑ دیا تھا۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا اس قبر والے سے حیا آتی ہے۔ (نور الصباح ص ۲۹) اس کے بارے میں جناب زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں یہ واقعہ جعلی اور سفید جھوٹ ہے۔ شاہ رفیع الدین کا کسی واقعہ کو بغیر سند کے نقل کر دینا اس واقعہ کی صحت کی دلیل نہیں ہے۔ (نور العینین ص ۲۰، ۲۱) تو جناب حضرت امام احمدؒ و امام اسحاقؒ کا کسی واقعے کو بغیر سند کے نقل کر دینا اس واقعہ کی صحت کی دلیل کس طرح ہو سکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے اس واقعے کا تعلق نہ تو رفع الیدین عند الافتتاح کے ساتھ ہے نہ تشہد والے اشارہ کے ساتھ ہے نہ رفع الیدین عند الرکوع کے ساتھ ہے اس روایت میں تخلیط واقع ہوگئی ہے کہ ہر دو انگلیوں کے اشارے سے کیا مراد ہے؟ اس کی مراد متعین نہیں ہو سکتی اس لیے حافظ زبیر صاحب نے اصبعین کے لفظ کو کاٹ دیا ہے۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ پھر زبیر صاحب نے حضرت عقبہؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا نماز میں جو شخص اشارہ کرتا ہے اسے ہر (مسنون) اشارہ کے بدلے ہر ایک انگلی پر ایک نیکی یا

درجہ ملتا ہے۔ (نور العینین ص ۱۴۵) مسنون کا لفظ بریکٹ میں بڑھا دیا ہے معلوم نہیں یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ ع ٹھوکریں مت کھایئے چلیے سنبھل کر دیکھ کر

حضرت ابو بکرؓ کی روایت کا حال: عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ میں نے ابو بکر صدیقؓ کے پیچھے نماز پڑھی وہ نماز شروع کرتے وقت رکوع کرتے وقت رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی آپ بھی نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع الیدین کرتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۷۳ وقال رواته ثقات نور العینین ص ۸۷)

الجواب نمبر ۱: اس روایت کی سند میں ابو النعمان محمد بن فضل السدوسی ہے۔ جس کا لقب عارم ہے۔ محدث ابن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں۔ **وسمعت ابی یقول اختلط عارم فی آخر عمره وزال عقله فمن سمع منه قبل الاختلاط فسماعه صحیح و کتبت عنه قبل الاختلاط سنة اربع عشرة** (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۴۰۳) کہ میں نے اپنے باپ ابو حاتمؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ عارم آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے اور عقل بھی زائل ہو گئی تھی۔ پس جس راوی نے اختلاط سے پہلے سنا ہے اس کا سماع صحیح ہے اور میں نے ان سے اختلاط سے پہلے ۲۱۴ھ میں سنا تھا۔ امام ابوداودؒ فرماتے ہیں ان **عارماً قال هذا وقد زال عقله** (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۴۰۴) عارم نے یہ بات اس وقت کہی ہے جب کہ اس کی عقل زائل ہو چکی تھی امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ یہ عارم آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو چکا تھا۔ اور حافظہ بھی متغیر ہو چکا تھا حتی کہ نہیں جانتا تھا کہ کیا بیان کر رہا ہے۔ پس اس کی حدیث میں

اوپری چیزیں واقع ہو گئیں۔ پس بچنا واجب ہے اس روایت سے جس کو متاخرین نے اس سے روایت کیا ہو۔ اگر یہ معلوم نہ ہو سکے تو اس کی سب روایات کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اوران سے حجت نہ پکڑی جائے گی۔ (بحوالہ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۴۰۴)

اعتراض: امام دارقطنیؒ نے فرمایا کہ اختلاط کے بعد کوئی منکر حدیث ظاہر نہیں ہوئی علامہ ذھبیؒ نے بھی امام دارقطنیؒ کی تائید کی ہے۔ اور ابن حبانؒ کی تردید کی ہے۔

الجواب: ابوالنعمان محمد ابن فضل السدوسی کی منکر روایات خود بخاری شریف میں موجود ہیں۔ ا۔ ان عمر سأل النبی ﷺ قال کنت نذرت فی الجاهلیة ان اعتکف لیلة فی المسجد الحرام قال اوف بنذرک (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۷۲) کہ حضرت عمر نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میں نے جاہلیت کے دور میں نذر مانی تھی کہ ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف بیٹھوں گا۔ آپؐ نے فرمایا اپنی نذر پوری کرو اور بخاری شریف ج ۱ ص ۲۷۴ میں ہے فاعتکف لیلة کہ حضرت عمرؓ ایک رات اعتکاف میں بیٹھے جبکہ بخاری شریف ج ۱ ص ۴۴۵ میں ابو النعمان محمد بن فضل السدوسی کی روایت میں علیّ اعتکاف یوم فی الجاهلیة فامر ہ ان یفی بہ کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے اوپر ایک دن کی اعتکاف کی منت ہے۔ جاہلیت کے دور میں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنی منت پوری کرے۔ اس پر امام بخاریؒ گرفت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ورواه معمر عن ایوب عن نافع عن ابن عمر فی النذر ولم یقل یوم اس روایت کو معمرؒ نے ایوب عن نافعؒ عن ابن عمرؓ سے منت کے بارے میں روایت کیا ہے اور یوم کا لفظ نہیں کہا یعنی یوم کا لفظ ابوالنعمان کی غلطی کا نتیجہ ہے معلوم ہوا کہ ابوالنعمان نے اختلاط اور سوء حفظ کی بنا پر یوم کا لفظ کہا ہے۔ امام

بخاریؒ نے اس کی روایت بیان کر کے پھر تردید بھی شروع کردی ہے۔ ۲۔ ابو النعمان ایک روایت امام بخاریؒ نے صحیح بخاری ج ا ص ۲۶۶ میں یوں بیان کی ہے۔ اما صمت سرر هذا الشهر قال اظنه قال يعني رمضان قال الرجل لا يا رسول الله قال فاذا افطرت فصم يومين لم يقل الصلت اظنه يعني رمضان وقال ثابت عن مطرف عن عمرانؓ عن النبی ﷺ من سرر شعبان قال ابو عبدالله و شعبان اصح. کیا تو نے اس ماہ کے اختتام کے روزے رکھے ہیں کہا ابو النعمان نے میرا گمان ہے اس ماہ سے مراد رمضان ہے تو شخص نے جواب دیا نہیں یا رسول اللہ فرمایا کہ دو روزے رکھ لے الصلت بن محمد نے نہیں کہا یعنی رمضان اور ثابتؒ نے مطرف عن عمرانؓ عن النبی ﷺ سے روایت کی ہے جس میں اس نے اختتام شعبان کہا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں شعبان کا ذکر زیادہ صحیح ہے۔ امام بخاریؒ نے ابو النعمان اختلاط کی حالت کی روایت بیان کر کے پھر تردید شروع کردی ہے۔ ۳۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری ج ا ص ۱۶۱ میں ایک حدیث یوں بیان کی ہے حدثنا آدم قال حدثنا شعبة قال حدثنا الازرق بن قيس قال كنا بالاهواز نقاتل الحرورية فبينا انا على جرف نهر اذا جاء رجل يصلي فاذا لجام دابته بيده فجعلت الدابة تنازعه وجعل يتبعها قال شعبة هو ابو برزة الاسلمي فجعل رجل من الخوارج يقول اللهم افعل بهذا الشيخ فلما انصرف الشيخ قال اني سمعت قولكم و اني غزوت مع رسول الله ﷺ ست غزوات او سبع غزوات او ثماني و شهدت تيسيره و اني كنت ان ارجع مع دابتي احب الي من ان ادعها ترجع الى مالفها فيشق على

ہمیں آدمؒ نے شعبہؒ سے بیان کیا شعبہؒ فرماتے ہمیں الازرق بن قیس نے بیان کیا کہ ہم اھواز کے مقام پر خارجیوں سے لڑ رہے تھے کہ نہر کے کنارے پر ایک شخص آیا نماز پڑھنی شروع کردی اور سواری کے جانور کی لگام اس کے ہاتھ میں تھی تو جانور نے کھینچنا شروع کردیا اور یہ شخص اس کے پیچھے ہوتا گیا امام شعبہ نے فرمایا یہ شخص حضرت ابو برزہ اسلمیؓ تھے پس خارجیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ اس شیخ پر گرفت کر جب شیخ نماز سے فارغ ہوا تو فرمایا کہ میں نے آپ کی گفتگو سن لی ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر چھ جنگیں یا سات یا آٹھ لڑی ہیں۔ اور میں نے آپ کی آسانی کو بھی پایا ہے۔ یہ کہ میں لوٹ جاؤں اپنے جانور کے ساتھ مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں اس کو چھوڑ دوں۔ لوٹ جائے اپنے گھاس کی جگہ کی طرف پس مجھے مشقت میں ڈال دے۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں ظاهر سياق هذه القصة ان ابا برزة لم يقطع صلوته و يؤيده قوله في رواية عمرو بن مرزوق فاخذ هاثم رجع القهقرى (فتح الباری ج ۳ ص ۸۳) اس قصہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابو برزہ الاسلمیؓ نے نماز نہیں توڑی تھی اور اس کی تائید اس روایت میں ہے جو عمرو بن مرزوق سے مروی ہے۔ کہ پس اس جانور کو پکڑا پھر ایڑیوں کے بل پیچھے کو لوٹے اب ابو النعمان کی روایت ملاحظہ کریں جو بخاری شریف ج ۲ ص ۹۰۴ میں مروی ہے حدثنا ابو النعمان قال حدثنا حماد بن زيد عن الأزرق ابن قيس قال كنا على شاطئ نهر بالاهواز قد نضب عنه الماء فجاء ابو برزة الاسلمي على فرس فصلى وخلى فرسه فانطلقت الفرس فترك صلوته و تبعها حتى ادركها فاخذها ثم جاء فقضى صلوته وفينا رجل له رأى فا قبل يقول انظر و الى

ھذا الشیخ ترک صلوتہ من اجل الفرس الخ ابوالنعمان نے بیان کیا حماد بن زید سے انہوں نے ازرق بن قیس سے کہ ہم اھواز کے مقام پر ایک نہر کے کنارے پر تھے اس کا پانی خشک ہو گیا تھا تو حضرت ابو برزہ الاسلمیؓ گھوڑے پر سوار تھے پس نماز پڑھی اور گھوڑے کو چھوڑ دیا گھوڑا چل پڑا پس نماز کو چھوڑ دیا اس کے پیچھے چل پڑے حتیٰ کہ اس کو پالیا اور پکڑ کر لائے پھر نماز پڑھی اور ہم میں ایک شخص رائے (دانائی) والا تھا وہ متوجہ ہوا اور کہا اس شیخ کی طرف دیکھو اس نے گھوڑے کی وجہ سے نماز کو چھوڑ دیا ہے اب پہلی صحیح حدیث میں تھا کہ نماز کو نہیں چھوڑا جبکہ ابوالنعمان مختلط راوی کی روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو برزہؓ نے نماز کو چھوڑ دیا جبکہ پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ شخص خارجی تھا۔ اور ابوالنعمان کی روایت میں اس کو صاحب رائے و دانائی بنا دیا حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں وقد تقدم فی اواخر الصلوۃ بلفظ فجعل رجل من الخوارج یقول فھذا ھو المعتمد (فتح الباری ج ۱۰ ص ۵۲۶) اور پہلے کتاب الصلوۃ کے آخر میں گذر چکا ہے کہ ایک خارجی شخص کہنے لگا اور یہی روایت قابل اعتماد ہے۔ ۴۔ ابوالنعمان نے ایک روایت یوں بیان کی ہے۔ قال بعث اربعین او سبعین یشک فیہ من القراء الی اناس من المشرکین (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۴۹) جب کہ صحیح بخاری میں سبعین کا ذکر بغیر شک کے ہے (دیکھئے صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۶ ج ۲ ص ۵۸۶) تو معلوم ہوا کہ ابوالنعمان محمد بن فضل السدوسی جس کی عقل زائل ہو گئی تھی۔ اور اختلاط کا شکار ہو چکا تھا۔ اس کی غلط اور منکر روایات خود صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ابوالنعمان کی روایات کو نقل کر کے صحیح بخاری کو داغدار کر دیا ہے۔ اب علامہ ذھبیؒ کا امام دار قطنیؒ کی تائید کرنا کہ اختلاط کی حالت میں اس ابوالنعمان نے کوئی روایت بیان

نہیں کی غلط ثابت ہوا۔(فللّٰہ الحمد)

علامہ ذہبیؒ کا رجوع: سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۲۶۷ میں ایک روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔یعنی ان عارماً قال ھذا وقد زال عقلہ کہ عارم نے یہ بات اس وقت کہی ہے جب اس کا عقل زائل ہو گیا تھا۔جب ابوالنعمان کی روایات صحیح بخاری میں قابل اعتماد نہیں۔تو سنن بیہقی میں اس کی روایات کیسے قابل اعتماد ہو سکتی ہیں۔جو ہر قسم کی رطب ویابس سے بھری پڑی ہے۔

جواب نمبر۲: ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الصفارؒ نے امام حاکمؒ کو اپنی کتاب سے املاء کراتے ہوئے فرمایاقال **قال ابو اسماعیل محمدبن اسماعیل السلمی** یہ صیغہ انقطاع پر دلالت کرتا ہے۔یعنی ابو عبداللہ الصفار نے یہ روایت ابو اسماعیل السلمی سے نہیں سنی اس کے علاوہ اس کے اساتذہ میں ابو اسماعیل السلمی کا ذکر اسماء الرجال کی کتابوں میں نہیں ملتا۔

جواب نمبر۳: ابو اسماعیل السلمی المتوفی ۲۸۰ھ ہیں جبکہ ابوالنعمان السدوسی المتوفی ۲۲۴ھ کے قدماء شاگردوں میں سے نہیں ہیں۔فلہذا ابو اسماعیل السلمی نے ابوالنعمان محمد بن فضل السدوسی سے حالت اختلاط میں سنا ہے۔اور محدثین کرام کے ہاں حالت اختلاط میں سنی ہوئی روایت قابل اعتماد نہیں ہوتی۔فتاوی ستاریہ ج ۳ ص ۱۴۰ میں ایک حدیث کا جواب مفتی عبدالستار صاحب غیر مقلد نے یوں دیا ہے۔سند میں تین چار راوی مخدوش ہیں۔ایک راوی محمد بن فضل السدوسی عارم ہے جس کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا اور عقل زائل ہو گئی تھی جس کا سماع ۲۲۰ھ سے پہلے کا ہے وہ روایت اس کی معتبر ہو گی دوسری نہیں۔میزان الاعتدال وغیرہ ملاحظہ ہو۔پس مستدل پر لازم ہے کہ اس

روایت کو قبل اختلاط و تغیر ثابت کرے۔ و دونه خرط القتاد الخ

اعتراض: مولانا زبیر علیزئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں دوسرے یہ کہ ان کے پیچھے اس حدیث کے راوی ابو اسماعیل السلمی نے نماز پڑھی ہے۔ جس کی عقل زائل ہو گئی ہو اس کے پیچھے وہی نماز پڑھتا ہے جس کی اپنی عقل زائل ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ روایت اختلاط سے پہلے کی ہے اور بالکل صحیح ہے۔ واللہ اعلم (نور العینین ص ۱۱۱ طبع دوم)

الجواب: ابو اسماعیل السلمی کی وفات ۲۸۰ھ میں ہوئی ہے۔ جبکہ محمد بن فضل السدوسی کی وفات ۲۲۴ھ میں ہوئی ہے۔ ۲۲۰ھ سے پہلے سننے والا قدیم السماع ہے جبکہ ابو اسماعیل نے اختلاط کی حالت میں سماع کیا ہے۔ اس لیے حافظ ابن حجر نے محمد بن فضل السدوسی کو ثقة ثبت تغیر فی آخر عمره من صغار التاسعة (تقریب ص ۳۱۵) کہ ثقہ ہے ثبت ہے آخری عمر میں تغیر کا شکار ہو گیا نویں درجے صغار میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اور محمد بن اسماعیل السلمی کو من الحادیة عشرة کہ گیارہویں درجے میں شمار کیا ہے۔ (تقریب ص ۲۹۰) باقی رہی حافظ زبیر علیزئی کی یہ بات کہ جس کی عقل زائل ہو گئی ہو اس کے پیچھے وہی نماز پڑھتا ہے جس کی عقل زائل ہو یہ صحیح نہیں بلکہ حالت اختلاط میں سنی ہوئی روایت کا محدثین کرام کے ہاں اعتبار نہیں ہوتا۔

جواب نمبر ۲: امام بیہقیؒ کے شیخ ابو عبداللہ الحاکم تفضیلی شیعہ تھے اور شیعہ کے مذہب میں رفع الیدین عند الرکوع و بعد الرکوع ہے اور شیعہ راوی کی ہر وہ روایت جو ان کے مذہب کے مطابق ہو ہم اہلسنت والجماعت قبول نہیں کرتے چنانچہ شیعہ کی مشہور کتاب من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۶۲ میں رفع الیدین عند الرکوع و بعد الرکوع مذکور ہے۔

حدیث ابو حمید الساعدیؓ: عبد الحمید بن جعفر نے کہا میں نے محمد بن

عمرو بن عطاء سے سنا اس نے کہا کہ میں نے ابو حمید الساعدی سے دس صحابیوں میں سنا جن میں ابوقتادہ بھی تھے۔ابو حمیدؓ نے کہا میں تم میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں انہوں نے کہا آپ نہ ہم سے پہلے مسلمان ہوئے نہ ہم سے زیادہ آپ کی صحبت اختیار کی ہے۔(اور نہ ہم سے زیادہ ان کی اتباع کی ہے) ابو حمید نے کہا یہ بات ٹھیک ہے۔انہوں نے کہا اچھا پھر پیش کریں۔حضرت ابو حمیدؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور ہر ہڈی اپنی جگہ پر ٹھہر جاتی پھر قراءت کرتے پھر اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیاں اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے۔رکوع میں نہ سر اونچا رکھتے نہ نیچا۔پھر سر اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے۔۔۔۔۔۔پھر جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھاتے (دس کے دس) صحابہؓ نے کہا آپ نے سچ کہا نبی ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔(صحیح ابن حبان ج ۳ ص ۱۷۱ واللفظ لہ ص ۱۷۳ ج ۳ صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۹۸ مختصراً وغیرہ)(نور العینین ص ۹۴ تا ۹۵)

الجواب نمبر ۱: اس حدیث میں رفع الیدین رکوع وغیرہ کے وقت بیان کرنا عبدالحمید بن جعفر کی خطا و غلطی ہے چنانچہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۱۴ میں ابو حمید الساعدیؓ کی حدیث بیان کی ہے۔اور اس میں رفع الیدین صرف عند الافتتاح ہے۔کیونکہ بخاری کی سند میں عبدالحمید بن جعفر نہیں ہے۔چنانچہ علامہ امیر یمانیؒ غیر مقلد سبل السلام ج ۱ ص ۱۰۵ میں لکھتے ہیں تقدم حدیث ابی حمید من روایۃ البخاری لکن لیس فیہ ذکر الرفع الا عند تکبیرۃ الاحرام بخلاف

حدیثه عند ابی داؤد ففیه اثبات الرفع فی المواضع الثلاثة کہ حدیث ابو حمید کی حدیث صحیح بخاری کی روایت سے گذر چکی ہے اس میں رفع الیدین صرف تکبیر افتتاح کے وقت ہے۔ بخلاف عبدالحمید بن جعفر کی روایت جو ابوداؤد میں ہے اس میں رفع الیدین کا اثبات تین مواضع میں ہے۔ عبدالحمید بن جعفر نے ایک موقوف روایت کو مرفوع بیان کر دیا ہے اس لیے حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں وصحح غیر واحد من الائمة وقفه علی رفعه واعله ابن القطان بهذا التردد و تکلم فیه ابن الجوزی من اجل عبدالحمید بن جعفر فان فیه مقالاً (التلخیص الحبیر ج ۱ ص ۲۲۳) اور بہت سے ائمہ کرامؒ نے اس کے وقف کو رفع پر صحیح کہا ہے اور محدث ابن قطانؒ نے اس تردد کی بنا پر اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے۔ اور محدث ابن الجوزیؒ نے اس روایت میں کلام کیا ہے عبدالحمید بن جعفر کی بنا پر پس بے شک اس میں کلام ہے۔ ایک حدیث کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں وقال ابن المنذر لا یثبته اهل النقل و فی اسناده مقال (التلخیص الحبیر ج ۴ ص ۱۱) کہ ابن المنذر محدث نے فرمایا اہل جرح عبدالحمید بن جعفر کو مضبوط نہیں مانتے اور اس روایت کی سند میں اعتراض ہے۔ مولانا عظیم آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں اس کی ایک روایت کے بارے میں الحدیث اخرجه ابن عدی ایضاً و فیه عبدالحمید ضعفه الثوری والعجلی ووثقه ابن معین وابن سعد وقال النسائی واحمد لیس به بأس (التعلیق المغنی ج ۱ ص ۱۵۱) اس حدیث کو ابن عدیؒ نے بھی اخراج کیا ہے اور اس کی سند میں عبدالحمید بن جعفر ہے امام ثوریؒ و عجلیؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ جبکہ ابن معینؒ اور ابن سعدؒ نے توثیق کی ہے۔ اور نسائیؒ و احمدؒ نے کہا کہ یہ لا بأس به ہے۔ امام

دار قطنیؒ ایک حدیث پیش کرتے ہیں سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من مس ذکرہ او انثییہ اورفغیہ فلیتوضأ کذا رواہ عبدالحمید بن جعفر عن ھشام و وھم فی ذکر الانثیین والرفغ وادرجہ ذالک فی حدیث بسرۃ عن النبی ﷺ والمحفوظ ان ذالک من قول عروۃ غیر مرفوع کذالک رواہ الثقات عن ھشام (السنن الدارقطنی ج ۱ ص ۱۴۸) کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جس شخص نے اپنے ذکر یا خصیتین یا رانوں کی جڑوں کو ہاتھ لگایا پس وہ وضو کرے اسی طرح عبدالحمید بن جعفر نے ھشام سے روایت کی ہے اور بھول گیا ہے۔ انثیین اور الرفغ کے ذکر کرنے میں اور اس کو بسرہ عن النبی ﷺ کی حدیث میں درج کر دیا اور محفوظ بات یہ ہے کہ یہ عروہ کا قول ہے۔ مرفوع حدیث نہیں اسی طرح ثقہ راویوں نے ھشام سے روایت کیا ہے۔

قارئین کرام آپ اندازہ کریں کہ حضرت عروہ کے قول کو عبدالحمید بن جعفر نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بنا دیا ہے۔ اسی طرح رفع الیدین عندالرکوع وغیرہ کو حدیث میں درج کر دیا حالانکہ صحیح بخاری کے ثقہ راوی ابوحمیدؓ سے رفع الیدین صرف عندالافتتاح ذکر کرتے ہیں باقی بحث کہ عبدالحمید بن جعفر متکلم فیہ ہے بدعتی ہے تقدیر کا منکر ہے ابوقتادہؓ کا ذکر صرف یہی بیان کرتا ہے اور ابوقتادہ کی وفات کا ذکر اور یہ سب بحث شمس الضحیٰ بجواب شمس الضحیٰ میں موجود ہے۔ جو اسی جلد کے اندر موجود ہے۔ وہاں ملاحظہ کریں البتہ چند باتوں کی تحقیق باقی رہ گئی ہے۔ ایک تو حافظ ابن حجرؒ عبدالحمید بن جعفر کے ترجمے میں لکھتے ہیں صدوق رمی بالقدر وربما وھم (تقریب ص ۱۹۶) کہ سچا ہے تقدیر کے انکار کا الزام لگایا گیا ہے۔ اور اکثر اوقات بھول جاتا ہے۔ اس کے جواب میں حافظ زبیر علیزئی

صاحب لکھتے ہیں اور حافظ ابن حجرؒ کا وہ مقام نہیں جو امام احمد بن حنبل وغیرہ کی صاف اور واضح توثیق کے مقابلے میں ان کی شاذ بات کو قبول کیا جائے۔ (نور العینین ص ۹۸ طبع دوم) بھولنے اور خطا کرنے کی بات امام دارقطنیؒ محدث ابن حبانؒ وغیرہ نے بھی کی ہے ابن حجرؒ اکیلا نہیں ہے۔ نیز زبیر علیزئی صاحب حافظ ابن حجرؒ کے بارے میں لکھتے ہیں حافظ ربانی ابن حجر العسقلانی (الی) عبدالحی لکھنوی حنفی نے کہا ہو امام الحفاظ (غیث الغمام ص ۲۸) ابن العماد الحنبلی نے کہا شیخ الاسلام علم الاعلام امیر المومنین فی الحدیث حافظ العصر (نور العینین ص ۷۷ طبع دوم) جب حافظ ابن حجرؒ تمہارے مطلب کی بات کہہ رہا ہو تو حافظ ربانی اور شیخ الاسلام اور امیر المومنین فی الحدیث بن جائے۔ اور جب تمہارے خلاف بات کر رہا ہو تو اس کا وہ مقام نہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

دوسری بات یہ ہے کہ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں ایک زبردست دلیل ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب کا انتقال ۵۰ اور ۶۰ کے درمیان (یعنی ۵۴ھ) میں ہوا۔ التاریخ الصغیر للبخاری ج ۱ ص ۱۲۵ تا ۱۲۸) حضرت نافعؒ بیان کرتے ہیں کہ ام کلثوم کا جنازہ پڑھا گیا تو لوگوں میں ابن عمر ابو ہریرہ ابو سعید ابو قتادہ بھی موجود تھے۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۴۶۵ سنن نسائی ج ۴ ص ۷۱ حدیث نمبر ۱۹۷۸ و اسنادہ صحیح)

اس قسم کی روایت عمار مولی الحارث بن نوفل سے بھی مروی ہے۔ (ابو داؤد و غیرھما و اسنادہ لاباس بہ فی الشواہد) یہ جنازہ سعید بن العاص کے دور حکومت میں پڑھا گیا سعید بن العاص ۴۸ھ سے ۵۵ھ تک اقتدار میں رہے (تہذیب السنن ج ۲ ص ۴۲۳) یہ بات عقلاً محال ہے کہ ۳۸ھ میں فوت ہونے والا ۵۰ھ اور ۶۰ھ کے دوران ۵۴ھ میں فوت ہونے والے جنازے میں شریک ہو۔ لہٰذا درج بالا روایت نص قاطع ہے۔ کہ

حضرت ابوقتادہ ۵۰ ھ کے بعد یعنی ۵۴ ھ میں فوت ہوئے ہیں حضرت علیؓ کے زمانے میں فوت نہیں ہوئے۔ (نور العینین ص ۳۰۱ طبع دوم)

الجواب: ام کلثوم اور ان کے بیٹے زید بن عمر بن خطاب کا جنازہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے پڑھایا یا سعید بن العاص نے یہ روایت اضطراب کا شکار ہے حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں واخرج ابن سعد بسند صحیح ان ابن عمر صلی علی ام کلثوم و ابنها زید فجعله مما یلیه و کبر اربعاً (الاصابه حرف الکاف القسم الثانی ج ۸ ص ۲۷۶) ابن سعدؒ نے سند صحیح کے ساتھ اخراج کیا ہے کہ بے شک حضرت عبداللہ بن عمرؓ ام کلثوم اور اس کے بیٹے کا جنازہ پڑھایا اور اس کو اپنے قریب کیا اور چار تکبیریں نماز جنازہ میں کہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۴۰ میں یہ روایت موجود ہے) اور یہ روایت عبدالرزاق ج ۳ ص ۴۶۵ میں بھی ہے۔ اور التاریخ الصغیر ص ۵۵ میں ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کو جنازہ کیلئے آگے کیا اور اس کے پیچھے حسنؓ اور حسینؓ اور محمد بن الحنفیہؒ و عبداللہ بن جعفرؓ تھے اس میں ابوقتادہؓ کا ذکر نہیں ہے۔ اور سنن نسائی اور عبدالرزاق میں ہے کہ امام سعید بن العاص تھا۔ اور اس روایت میں ہے عن ابن جریج قال سمعت نافعاً یزعم کہ ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نافع سے سنا وہ گمان کرتا تھا۔۔۔۔ یہ نافع کا گمان ہے۔ یقین نہیں ہے۔ (عبدالرزاق ج ۳ ص ۴۶۵ نسائی ج ۱ ص ۲۸۰) کہ اس جنازہ میں ابوقتادہ بھی تھا۔ ابوقتادہ کونسا تھا؟ ابوقتادہ الحارث بن ربعی الانصاری کے نام کی تصریح تو نہیں کہ درج بالا روایت نص قاطع بن جائے۔ ہاں ابوقتادہ العدوی ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ مولانا ارشاد الحق اثری لکھتے ہیں۔ جبکہ ابوقتادہؒ بالاتفاق ثقہ ہیں اور بعض نے تو انہیں صحابی بھی کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب ج

۱۲اص ۲۰۵،توضیح الکلام ج اص ۵۱۹)

حضرت علیؓ کی روایت کا حال: حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ جب نماز ادا کرتے تو کھڑے ہوتے تو تکبیر کہہ کر کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور قراءت ختم کر کے رکوع جاتے ہوئے بھی اسی طرح کرتے۔ اور رکوع سے اٹھ کر بھی اسی طرح کرتے اور بیٹھنے کی حالت میں کسی بھی جگہ رفع الیدین نہ کرتے۔ جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اسی طرح رفع الیدین کرتے اور تکبیر کہتے تھے۔ (صحیح ابن حبان وابن خزیمہ ج اص ۲۹۴ واللفظ لہ) (نور العینین ص ۱۰۵ طبع دوم)

الجواب: اس کا جواب شمس الضحیٰ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ وہاں دیکھ لیں۔ حضرت علیؓ کی ایک روایت مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۷۹ تا ۸۰، السنن الکبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۳۳ میں رفع الیدین صرف عندالافتتاح مروی ہے۔ باقی زبیر علیزئی صاحب کا یہ عبارت پیش کرنا **قال علی و قد نظرت فی ما روی عن سلیمان بن داؤد الهاشمی فرأیتها مقاربة** (تاریخ بغداد ج ۱۰ اص ۲۱۸) یہ بے سند قول ہے متصل نہیں حافظ ابن حجرؒ وعلامہ ذھبیؒ نے اس قول کا اعتبار اپنی کتابوں میں نہیں کیا۔

حضرت ابوھریرۃؓ کی روایت کا حال: حافظ زبیر علیزئی صاحب تحریر کرتے ہیں **عن ابی هریرة قال کان رسول الله ﷺ اذاافتتح الصلوة کبر ثم جعل یدیه حذو منکبیه واذا رکع فعل مثل ذالک واذا سجد فعل مثل ذالک ولا یفعله حین یرفع راسهٗ من السجود واذا قام من الرکعتین فعل مثل ذالک (صحیح ابن خزیمه ج ۱ ص ۳۴۴ و اسناده حسن وله شاهد عندالدارقطنی فی العلل کما فی**

التلخيص الحبير ج ۱ ص ۲۱۹ و رجاله ثقات)(نور العینین ص ۱۰۷) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہہ کر پھر رفع الیدین کندھوں تک کرتے اور جب رکوع کرتے تو اسی طرح کرتے اور جب سجدہ کرتے تو بھی اسی طرح کرتے اور سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد رفع الیدین نہ کرتے اور جب دو رکعتوں پر کھڑے ہوتے تو بھی اسی طرح کرتے۔ صحیح ابن خزیمہ نے اس کو روایت کیا ہے اور سند اس کی حسن ہے اور اس کا شاہد دار قطنی کی کتاب العلل میں ہے۔ جیسا کہ التلخیص الحبیر میں ہے اور راوی سب اس کے ثقہ ہیں۔

الجواب: اس روایت میں اذا سجد کے الفاظ ہیں کہ جب سجدہ کرتے تو رفع الیدین کرتے جس کا معنی حافظ زبیر علیزئی نے یوں کیا ہے۔ یعنی رکوع سے جب کھڑے ہوتے سبحان اللہ کیا اللہ تعالیٰ نے دماغ دیا ہے اذا سجد کا معنی رکوع سے کھڑے ہونے کا کر رہے ہیں۔ ع۔ عقل نہ بود تو لد چہ سود

پھر زبیر علیزئی فرماتے ہیں اس کی سند حسن ہے یعنی صحیح نہیں پھر دار قطنی کی کتاب العلل سے اس کا شاہد پیش کرتے ہیں جس کے الفاظ اس طرح ہیں عن ابی ھریرۃ انه کان یرفع یدیه فی کل خفض ورفع ویقول انا اشبھکم صلوٰۃ برسول اللہ ﷺ کہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ رفع الیدین کرتے تھے ہر نیچ اور اونچ میں اور فرماتے تھے کہ میں زیادہ مشابہت رکھنے والا ہوں تم سے نبی کریم ﷺ کی نماز کے ساتھ۔ پھر زبیر علیزئی صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے التلخیص الحبیر میں رجالہ ثقات نہیں کہا اور جب آپ کے سامنے دار قطنی کی کتاب العلل کے راوی مذکور نہیں۔ تو رجماً بالغیب کیسے کہہ دیا کہ اس کے راوی سب ثقہ

ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں۔ لم یتابع عمرو بن علی علی ذالک وغیرہ یرویہ بلفظ التکبیر ولیس فیہ رفع الیدین وھو الصحیح (نصب الرایہ ج ۱ ص ۴۱۴) عمرو بن علی کی متابعت رفع الیدین پر کسی نے نہیں کی دوسرے راوی تکبیر کے لفظ سے روایت کرتے ہیں اس میں رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے اور یہی صحیح روایت ہے۔ تو حضرت ابو ہریرہ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے جب سجدہ کرو تو رفع الیدین کرو اور ہر نیچ اونچ میں رفع الیدین کرو جو کہ تمہارے مذہب کے بالکل خلاف ہے۔

حضرت ابو موسی الاشعریؓ کی روایت کا حال:

مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں عن ابی موسی الاشعری قال ھل اریکم صلوۃ رسول اللہ ﷺ فکبر ورفع یدیہ ثم قال سمع اللہ لمن حمدہ ثم رفع یدیہ ثم قال ھکذا فاصنعوا ولا یرفع بین السجدتین (سنن دار قطنی ج ۱ ص ۲۹۲) (نور العینین ص ۱۰۸) حضرت ابو موسی الاشعریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز دکھاؤں؟ پس اللہ اکبر کہا اور رفع الیدین کیا پھر تکبیر کہی اور رفع الیدین کیا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر رفع الیدین کیا پھر کہا کہ اسی طرح کیا کرو اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

الجواب نمبر ۱: دعلج بن احمد شیخ الدار قطنیؒ اس روایت کی سند میں ہیں یہ راوی گرچہ ثقہ ہیں مگر اس راوی پر کذاب اور وضاع قسم کے راویوں نے موضوع (من گھڑت) روایتیں داخل کر کے اس کی حدیثوں میں ملا دی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ دعلج

راوی قابل اعتماد نہ رہا چنانچہ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۲۰ میں ہے علی بن حسن بن جعفر بن کریب عن الباغندی متھم با لوضع والکذب وکان ذا حفظ و علم وھو ابو الحسین العطار المخرمی حدث عن حامد بن شعیب والباغندی ادخل علی دعلج احادیث قاله الدارقطنی کہ علی بن الحسن بن جعفر بن کریب باغندیؒ سے روایت کرتا ہے کہ یہ متھم بالوضع والکذب ہے۔ یہ صاحب حفظ وعلم والا تھا اور یہ راوی ابوالحسین العطار المخرمی بھی اس کو کہا جاتا ہے۔ اس نے حامد بن شعیب اور الباغندی سے روایت کی ہے۔ چند حدیثیں دعلج پر داخل کر دی ہیں۔ یہ امام دارقطنیؒ نے فرمایا نیز میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۲۴ میں ہے علی بن الحسین الرصافی کان فی ایام الجعابی یضع الحدیث و یفتری علی الله قال الدارقطنی لا یوصف ما ادخل ھذا علی الشیوخ ثم عمل فحضر علیه باحادیث ادخلھا علی دعلج قلت ھذه صفة علی بن الحسن بن کریب و قد مر. کہ علی بن حسین الرصافی جعابی کے ایام میں تھا حدیث کو گھڑتا تھا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتا تھا۔ امام دارقطنیؒ نے فرمایا اس راوی نے جو اپنے اساتذہ کی حدیثوں میں حدیثیں داخل کر دی ہیں جس کا بیان بھی نہیں ہو سکتا۔ پھر اس راوی نے چند احادیث اپنے عمل کی کاروائی سے دعلج پر داخل کی ہیں۔ میں ذھبیؒ کہتا ہوں کہ یہی حالت علی بن الحسن بن کریب کی تھی۔ جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ اب حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ کی حدیث کا کیا اعتبار ہے؟ کہ دعلج پر ان کذابین ووضاعین راویوں نے روایت داخل کر دی ہو اور دعلج نے بیان کر دی ہو۔

الجواب نمبر ۲: اس روایت کا دوسرا راوی اسحاق بن راھو یہ ہے جس کا

آخری عمر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔ چنانچہ ۲۳۸ھ میں اس کی وفات ہے۔ وتغیر قبل ان یموت بخمسۃ اشھر تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۱۸) اور اپنی وفات سے پانچ ماہ قبل تغیر حافظہ کا شکار ہو گئے تھے۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان ایام میں اسحاق بن راھویہ سے سنا تھا اور اس کی حدیث کو پھینک دیا تھا (تہذیب ج ۱ ص ۲۱۸) اب اس کا شاگرد اس روایت میں ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن شیرویہ المتوفی ۳۰۵ھ ہے۔ (شذرات الذھب ج ۲ ص ۲۴۶) جو بالکل متاخرین شاگردوں میں ہے۔ اس کی روایت محدثین کرامؒ کے ضابطے کے مطابق درست نہیں ہے۔ اس روایت کی مزید بحث شمس العلیٰ بجواب شمس الضحیٰ میں دیکھیں۔

حضرت مالک بن الحویرث کی روایت کا حال:

ترجمہ: ابو قلابہ تابعی فرماتے ہیں کہ مالک بن الحویرثؓ جب نماز پڑھتے تو تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے جب رکوع کرتے تو رفع الیدین کرتے جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۲، مسلم ج ۱ ص ۱۶۸)

الجواب: حضرت مالک بن الحویرثؓ سے حدیث رفع الیدین بین السجدتین بھی مروی ہے۔ چنانچہ سنن نسائی ج ۱ ص ۱۶۵ میں سعید عن قتادہ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث کی روایت میں رفع الیدین بین السجدتین کا ذکر ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری ج ۲ ص ۲۲۳ میں لکھتے ہیں کہ زیادہ صحیح روایت جس کی مجھے اطلاع ہے سجدتین میں رفع الیدین کرنے کی نسائی کی روایت سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ سے ہے۔ اور سعید منفرد نہیں بلکہ ھمام عن قتادہ ابوعوانہ میں اس کا متابع موجود ہے۔

چنانچہ ابوعوانہ (ج ۲/۹۵) میں حدثنا همام انبانا قتادہ باسنادہ ان النبی ﷺ کان یرفع یدیه حیال اذنیه فی الرکوع والسجود کہ ہمام نے قتادہؒ سے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کانوں کے برابر رکوع اور سجود میں رفع الیدین کرتے تھے (نوٹ) حافظ علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ ہمام کی روایت کا مطلب ہے کہ فی الرکوع (یعنی قبل الرکوع) وفی السجود (یعنی قبل السجود واذارفع رائسه من الرکوع) نور العینین (۸۷) طبع دوم۔ یعنی حافظ ابن حجرؒ نے جو اس ہمام کی روایت فی السجود سے رفع یدین بین السجدتین سمجھا ہے وہ غلط ہے حافظ ابن حجرؒ کی سمجھ ناقص تھی اور زبیر علی زئی کی سمجھ کامل ہے۔ ماشاء اللہ جمہورے بچے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ع۔ عقل نبود تولد چہ سود۔ ہمام کے علاوہ حضرت شعبہؒ نے قتادہ سے رفع الیدین بین السجدتین روایت کیا ہے جیسا کہ نسائی (ج ۱/۱۶۵) میں موجود ہے۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ حافظ المزی نے تحفۃ الاشراف میں شعبہ کے طریق سے نقل کی ہے لہذا یہ خطاء قدیم ہے (نور العینین ۹۲ طبع دوم) جناب زبیر صاحب یہ خطاء قدیم نہیں ہے بلکہ علامہ ابن قطان فاسیؒ نے اپنی کتاب الوھم والایہام (ج ۵/۶۱۳) میں حضرت شعبہؒ کی روایت بین السجدتین ذکر کی ہے کیا یہ سارے محدث خطاء قدیم کرتے رہے (لا حول ولا قوۃ الا باللہ) علامہ ابن قطان فاسیؒ کی کتاب کی فوٹو کاپی ہم نے تنبیہ الغافلین علی تحریف الغالین (ص ۱۱۶ تا ۱۱۷) میں لگا دی ہے وہاں ہی ملاحظہ کریں (نوٹ) امام نسائیؒ سے السنن الکبری ابن الاحمرؒ کی سند سے مروی ہے وہاں روایت شعبہؒ کی موجود نہیں ہے ہاں سنن المجتبی جو صحاح ستہ میں شامل ہے یہ محدث ابن السنی کی روایت سے امام نسائیؒ سے مروی ہے اس میں

شعبہؒ کی روایت بین السجدتین کی یقیناً موجود ہے یہ تمام نسخوں مصری شامی وغیرہ تمام نسخوں میں یہ روایت موجود ہے اور تمام محدثین کرامؒ امام نسائیؒ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ فلھذا اس تفصیل کے بعد کسی کو دھوکہ نہیں ہوگا (فللہ الحمد)۔ باقی راقم الحروف کا نور الصباح (ص ۲۳۰) میں صحیح ابو عوانہ کے حوالہ سے شعبہؒ کی روایت تو اس میں اصل روایت موجود ہے لیکن اس میں رفع الیدین بین السجدتین کا ذکر نہیں ہے۔ شعبہؒ کی روایت کے علاوہ معاذ بن ہشام کی روایت ہشام الدستوائی عن قتادہ سے رفع الیدین بین السجدتین نسائی (ص ۱۶۵/۱، ص ۱۷۲/۱) بھی موجود ہے ہشام الدستوائی سعید بن ابی عروبہ کا بھی متابع موجود ہے مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں۔ ہشام سے ابو عامر عبد الصمد یزید بن زریع اور معاویہ بن ہشام یہ روایت کرتے ہیں صرف معاویہ کی روایت میں سجدوں والے رفع الیدین کا ذکر ہے باقی تینوں کی روایت میں نہیں معاویہ بن ہشام صدوق لہٗ اوھام ہیں (تقریب) (نور العینین ص ۸۷) اولاً تو معاویہ نہیں معاذ بن ہشام ہے وثانیاً تقریب التھذیب میں صدوق لہٗ اوھام نہیں بلکہ صدوق ربما وھم ہے جسکا معنیٰ اکثر بھولتا ہے یا بعض اوقات بھول جاتا ہے۔ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ علامہ البانی غیر مقلد لکھتے ہیں و اخرجه النسائی و احمد و ابن حزم بسند صحیح علی شرط مسلم و اخرجه ابو عوانة فی صحیحه کما فی الفتح للحافظ (تمام المنۃ ص ۱۷۲) اور امام نسائیؒ و امام احمد بن حنبلؒ و علامہ ابن حزمؒ نے صحیح سند کیساتھ جو صحیح مسلم کی شرط پر ہے اسکا اخراج کیا ہے اور ابو عوانہ نے اپنے صحیح میں اسکا اخراج کیا ہے جیسا فتح الباری حافظ ابن حجر میں ہے۔ نیز علامہ البانیؒ لکھتے ہیں اما الرفع عند الھوی الی السجود و الرفع منه

فضیه احادیث کثیرة عن عشرة من الصحابة قد خرجتها فی التعلیقات الجیاد منها عن مالک بن الحویرث (تمام المنة ص ۱۷۲) رفع الیدین سجدہ کرتے وقت اور سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے اس میں دس صحابہ کرام سے احادیث مروی ہیں جن کی تخریج میں نے اپنی کتاب التعلیقات الجیاد میں کی ہے ان میں سے حضرت مالک بن الحویرث کی حدیث بھی ہے = اور علامہ البانی اپنی کتاب صفۃ صلوۃ النبی ﷺ (ص ۱۲۱) میں لکھتے ہیں و کان احیاناً یرفع یدیه اذا سجد اور کبھی رفع الیدین سجدہ کرتے وقت بھی کرتے تھے اس پر حاشیہ نمبر ۵ لگا کر لکھتے ہیں النسائی والدار قطنی والمخلص فی الفوائد (۲/۲/۱) بسندین صحیحین و قدروی هذا الرفع عن عشرة من الصحابته و ذهب الی مشروعیته جماعة من السلف منهم ابن عباس و الحسن البصری و طاؤس و ابنه عبداللّٰه و نافع مولیٰ ابن عمرو سالم ابنه والقاسم بن محمد و عبداللّٰه بن دینار و عطاء و قال عبدالرحمٰن بن مهدی هذا من السنة و عمل به امام السنة احمد بن حنبل وهو قول عن مالک والشافعی ۔ اس حدیث کی تخریج نسائی اور الدار قطنی اور المخلص فی الفوائد (۲/۲/۱) میں دو صحیح سندوں سے کی ہے اور یہ رفع الیدین دس صحابہ کرامؓ سے روایت کیا گیا ہے اور اس کی مشروعیۃ کی طرف سلف میں سے حضرت ابن عمرؓ حضرت ابن عباسؓ، حسن بصریؒ، طاؤسؒ اور اسکا بیٹا عبداللہؒ اور نافع مولیٰ ابن عمر اور اسکا بیٹا سالمؒ اور القاسم بن محمد و عبداللہؒ بن دینار و عطاءؒ چلے گئے ہیں ۔ اور عبدالرحمٰن بن مھدی نے کہا ہے کہ سنت میں سے ہے اور اس پر عمل کیا احمد بن حنبلؒ نے اور ایک قول امام مالکؒ و شافعیؒ کا بھی ہے ۔ فتاوی علمائے

حدیث میں ایک الاستفتاء لکھا گیا ہے کہ ایک شخص سنن نسائی ابوداؤد ابن ماجہ دار قطنی مسند احمد جزء رفع الیدین للبخاری طبرانی بیہقی صحیح ابی اعوانہ ابویعلی ابن ابی شیبہ مصنف عبدالرزاق اور تلخیص الحبیر کی احادیث کی بناء پر سجدہ میں جاتے ہوئے اور بین السجدتین (پہلے سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے) احیاناً رفع الیدین کرتا ہے۔

(۱) مانعین مصیب ہیں یا عامل

(۲) کیا یہ حدیث صحیح ہے

(۳) اگر صحیح ہے تو اس زمانے میں متروک العمل کیوں ہو چکی ہے

(۴) اگر مجروح ہے تو سنن نسائی کی دو روایتیں (جو من طریق شعبہ اور سعید بن ابی عروبہ مروی ہیں) ان پر کیا جرح ہے مبہم جرح نہ ہو اصل بناء انہی دو حدیثوں کو وہ شخص قرار دیتا ہے باقی سب روایت ان ہی کی تائید میں ہیں.... (۱۱) جو شخص اسکو زندہ کرے وہ من احیٰ سنتی الحدیث کا مصداق ہو سکتا ہے.... المستفتی ابو حفص العثمانی الداجلی از ملتان محلہ قدیر آباد جامع الحدیث (۲۱/۱/۳۶)

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) عامل رفع بین السجود پر جو دائما یہ عمل رکھے مصیب نہیں ہے کیونکہ آنجناب ﷺ سے اس پر ادامت نہیں ہے وکان لا یفعل ذالک فی السجود اسکا مخطی ہونا ثابت کرتا ہے اور مطلقاً مانع جو ہو وہ بھی حق پر نہیں ہے

(۲) حدیث ہذا صحیح ہے متروک العمل نہیں ہے

کرتے ہیں

(۴) جہاں تک مجھ کو معلوم ہے ان دونوں احادیث میں سے کسی حدیث پر کوئی جرح نہیں ہے...... (۱۰) مردہ سنت اسے کہتے ہیں جسکا کوئی عامل نہ ہو اور اس سنت پر عمل نہ ہو رہا ہو (۱۱) اوپر جواب آ چکا ہے.... ہذا واللہ اعلم محمد عبدالتواب از ملتان بقلم خود۔

جواب نمبر۲: جواب سوال نمبر ا عامل رفع الیدین عند ارادۃ السجدۃ و بین السجدتین مصیب ہے اور مانع مخطی لان المنع وقع الامر المشروع و کل منع وقع علی الا مرا لمشروع فھو خطاء جواب سوال نمبر۲ بلا شک حدیث صحیح ہے فتح الباری ملاحظہ ہو

جواب سوال نمبر۳: یہ حدیث تغافل یا تساھل کی وجہ سے متروک العمل ہوئی ہے ورنہ کوئی وجہ ترک کی نہیں جواب سوال نمبر۴ اس حدیث میں سوائے تدلیس قتادہ کے اور کوئی جرح نہیں لیکن شعبہ کے قول سے یہ تدلیس مرتفع ہے شعبہ کی عادت تھی کہ قتادہ سے مدلس حدیث کو روایت نہیں کرتا تھا.... جواب سوال نمبر۱۰، نمبر۱۱ بلا شبہ اسکا عامل محیی السنۃ المیتۃ ہے اور مستحق اجر سو شہید کا ہے کما ورد فی الحدیث.... ہذا ما عندی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب حررہ محب السنۃ ابو محمد عبدالحق العمری الحمدی عفی عنہ ریاست بہاولپور (فتاوی علمائے حدیث (ص۳۰۴ ج۴ تا ص ۳۰۷) حضرت وائلؓ بن حجر کی روایت کا حال شمس الضحی میں ملاحظہ فرماویں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت حال بھی شمس الضحی میں ملاحظہ فرماویں۔ حضرت ابوھریرہؓ کی حدیث نور العینین

کے (ص ۱۰۷) میں ذکر کرنے کے باوجود پھر حافظ زبیر علیزئی صاحب نے نور العینین (ص ۲۴۶) میں بھی ذکر کی ہے ابوداؤد کے حوالہ سے واذا رفع للسجود فعل مثل ذالک کا معنیٰ کرتے ہیں جب (رکوع کے بعد) سجدوں کیلئے کھڑے ہوتے (نور العینین ص ۲۴۶) جبکہ صحیح معنیٰ یہ ہے اور جب سجدہ کیلئے سر اٹھاتے تو بھی رفع الیدین کرتے = مگر حافظ زبیر علیزئی غیر مقلد کے دماغ میں بھوسہ بھرا ہوا ہے معنیٰ بگاڑنے کی کوشش کرتا ہے لیکن کوشش بارآور ثابت نہیں ہوتی پھر اس کی سند میں یحییٰ بن ایوب الغافقی المصری واقع ہے۔ مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں آپ صحاح ستہ کے راوی ہیں آئمہ ستہ نے آپ سے حجت پکڑی ہے (سیر اعلام النبلاء ص ۹ ج ۸) امام احمد وغیرہ نے آپ پر جرح کی امام ابن معینؒ امام بخاریؒ وغیرہ ھما نے آپ کو ثقہ کہا چونکہ جمہور محدثین آپ کی توثیق کرتے ہیں لہٰذا آپ حسن الحدیث ہیں آپ روایت میں منفرد نہیں ہیں بلکہ عثمان بن الحکم الجذامیؒ نے بھی یہ روایت امام ابن جریج سے بیان کی ہے (صحیح ابن خزیمہ ص ۳۴۴ ج ۱) نور العینین ص ۲۴۷ تا ص ۲۴۸)

الجواب: امام احمدؒ فرماتے ہیں سیئی الحفظ ہے (برے حافظہ والا ہے) امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں محل یحییٰ کا صدق ہے اس کی حدیث لکھی جائے لیکن حجت نہ پکڑی جائے امام نسائی کی ایک روایت لیس بالقوی کی ہے محدث ابن سعدؒ نے منکر الحدیث قرار دیا ہے امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں اسکی بعض حدیثوں میں اضطراب ہے محدث اسماعیلیؒ فرماتے ہیں اس سے حجت نہ پکڑی جائے احمد بن صالحؒ فرماتے ہیں بعض اوقات اسکے حافظہ میں خلل ہوتا ہے محدث ابن شاہین فرماتے ہیں محدث ابن صالحؒ نے فرمایا۔

اس کے لئے ایسی روایات ہیں جو ثقہ روایوں کے مخالف ہیں محدث الساجیؒ نے فرمایا سچا ہے بھول جاتا ہے امام احمدؒ فرماتے تھے کہ یحی ابن ایوب بہت خطاء کرتا ہے اور جب کتاب سے حدیث بیان کرے تو کوئی حرج نہیں محدث عقیلیؒ نے بھی ضعفاء راویوں میں شمار کیا ہے (تہذیب التہذیب ص ۱۸۶ ج ۱۱ تا ص ۱۸۷) علامہ ذھبی لکھتے ہیں ابن القطان الفاسیؒ فرماتے ہیں هو ممن علمت حاله وانه لا يحتج به (میزان ص ۳۶۲ ج ۴) کہ یہ انہی سے ہے جن کا حال میں جانتا ہوں کہ اس سے حجت نہ پکڑی جائے۔ اب جمہور محدثین اس پر جرح کرتے ہیں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں صدوق ربما اخطاء (تقریب) کہ یہ راوی سچا ہے اکثر اوقات خطاء کی ہے باقی رہا عثمان بن الحکم الجذامی کی متابعت اولاً تو اس میں رفع الیدین للسجود کا ذکر ہے وثانیاً علامہ زیلعیؒ لکھتے ہیں و قد تابع يحيى بن ايوب على هذا المتن عثمان بن الحكم الجذامي عن ابن جريج ذكره الدار قطني في علله و كذالك تابعه صالح بن ابى الاخضر عن ابن جريج رواه ابن ابى حاتم في علله ايضاً لكن ضعّف الدارقطني الاول و ابو حاتم الثاني قال الدارقطني و قد خالفه عبدالرزاق فرواه عن ابن جريج بلفظ التكبير دون الرفع وهو الصحيح (نصب الرایہ ص ۴۱۴ ج ۱) یحی بن ایوب کی متابعت کی ہے اس متن پر عثمان بن الحکم الجذامی نے ابن جریج سے اسکا ذکر دار قطنیؒ نے اپنی کتاب العلل میں کیا ہے اور اسی طرح صالح بن ابی الاخضر نے بھی متابعت کی ہے ابن جریج سے اسکو ابن ابی حاتمؒ نے اپنی کتاب العلل میں روایت کیا ہے لیکن امام دار قطنیؒ نے پہلی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے (کیونکہ اسکی سند میں عثمان بن الحکم الجزامی ضعیف راوی

موجود ہے) اور امام ابو حاتمؒ نے دوسری روایت کو ضعیف قرار دیا ہے (کیونکہ اسکی سند میں صالح بن ابی الاخضر ضعیف راوی موجود ہے) امام دار قطنیؒ نے فرمایا محدث عبدالرزاق جو ثقہ راوی ہے اس نے عثمان بن الحکم الجذامی کی مخالفت کی ہے پس اس نے ابن جریج سے تکبیر کے لفظ سے روایت کیا ہے رفع الیدین کا ذکر اس میں موجود نہیں اور یہی صحیح بات ہے = اور امام مالکؒ بھی ابن شہاب الزہریؒ عن ابی سلمۃ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ ان کو نماز پڑھاتے تھے پس ہر نیچ اونچ میں تکبیر کہتے تھے جب فارغ ہوتے تو فرماتے واللّٰہ انی اشبھکم صلوۃً برسول اللّٰہ ﷺ (نسائی ص ۱۷۳ ج ۱) بخاری ص ۱۰۸ ج ۱) اور اللہ تعالیٰ کی قسم بے شک میں تم سے زیادہ مشابہت کرنے والا ہوں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ساتھ۔ اسی طرح معمر عن الزھری عن ابی بکر بن عبدالرحمن وعن ابی سلمہ بن عبدالرحمن عنھما صلیا خلف ابی ھریرۃ فلما رکع کبر فلما رفع رأسہ قال سمع اللّٰہ لمن حمدہ ربنا و لک الحمد ثم سجد و کبر و رفع رأسہ و کبر ثم کبر حین قام من الرکعۃ ثم قال والذی نفسی بیدہ انی لاقربکم شبھاً برسول اللّٰہ ﷺ ما زالت ھذہ صلوۃً حتی فارق الدنیا (نسائی ص ۱۷۳ ج ۱) کہ حضرت ابوبکرؒ بن عبدالرحمٰن تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہا پھر سجدہ کیا اور تکبیر کہی پھر سجدہ سے سر اٹھایا اور تکبیر کہی پھر تکبیر کہی جب رکعت کی طرف کھڑے ہوئے پھر فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بیشک میں تم سے زیادہ قریب مشابہ نماز پڑھتا ہوں رسول اللہ ﷺ کے آپ کی یہ نماز ہمیشہ رہی حتی کہ دنیا فانی سے رحلت فرما گئے۔ اسی طرح (صحیح ابن خزیمہ و صحیح

ابوعوانہ ص ۹۵ ج ۲) ص ۲۹۰ ج ۱) میں عبدالرزاق عن ابن جریج سے تکبیر کا ذکر کرتا ہے اس میں رفع الیدین کا ذکر نہیں اسی طرح عبدالرزاق اخبرنا معمر عن الزھریؒ سے بھی صرف تکبیر کا ذکر کرتا ہے (صحیح ابن خزیمہ ص ۲۹۱ ج ۱) وصحیح ابوعوانہ ص ۹۵ ج ۲) اسی طرح یحیی بن ابی کثیر ان ابا سلمۃ حدثہ قال رایت اباھریرۃ یکبر فی الصلوۃ کلما خفض ورفع رائسہ (الحدیث) صحیح ابوعوانہ ص ۹۶ ج ۲) یحی بن ابی کثیر فرماتے ہیں کہ انہیں ابوسلمہؒ نے بتایا کہ میں نے حضرت ابوہریرۃؓ کو دیکھا وہ ہر نیچ اونچ میں تکبیر کہتے تھے میں نے پوچھا ابوہریرۃؓ یہ کون سی نماز ہے پس فرمایا بے شک یہ رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے۔ امام مالکؒ، معمرؒ، یحی بن ابی کثیرؒ عبدالرزاق عن ابن جریج یہ سب ثقات تکبیر کے الفاظ کے ساتھ روایت کرتے ہیں یزید بن ھارون قال اخبرنا محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ انہ کان اذا صلّی بنا کلما رفع ووضع و اذا انصرف قال انا اشبھکم صلوۃ برسول اللہ ﷺ (ابن ابی شیبہ ص ۲۱۸ ج ۱) حدیث نمبر ۲۴۹۶) فلھذا یحیی بن ایوب اور عثمان بن الحکم الجذامی کی روایت ضعیف ہونے کے ساتھ شاذ بھی ہے۔ حافظ زبیر علنیرئی صاحب لکھتے ہیں کہ عثمان بن الحکم پر امام ابوحاتم نے معمولی جرح کی ہے (نور العینین ص ۴۸) امام ابوحاتمؒ نے معمولی جرح نہیں کی بلکہ وہ فرماتے ہیں لیس بالمتقن (میزان الاعتدال ص ۳۲ ج ۳) کہ مضبوط نہیں ہے وقال ابوعمر لیس بالقوی (میزان) اور محدث ابوعمر ابن عبدالبرؒ نے فرمایا کہ قوی نہیں ہے۔ اور آپ حضرت پڑھ چکے ہیں کہ امام دارقطنیؒ نے بھی ان کی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ مگر جناب علنیرئی صاحب لکھتے ہیں کہ جناب انور شاہ کاشمیری فرماتے ہیں کہ اور جان لو کہ احادیث کو

ٹکڑوں کی صورت میں جمع کیا گیا ہے (نور العینین ص۲۵۱) جب اس میں محدثین کرامؒ رفع الیدین کو صحیح نہیں مانتے تو احادیث کو ٹکڑوں میں ماننے کا کیا فائدہ۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب فرماتے ہیں امام ابن حجرؒ وغیرہم (بتصحیح حدیثه نے اس کی توثیق کی ہے (نور العینین ص۲۴۸) یہ خالص جھوٹ ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے عثمان بن الحکم الجذامی کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے حالانکہ وہ التلخیص الحبیر (ص۲۱۹ ج۱) میں فرماتے ہیں رواہ ابوداؤد ورجالہ رجال الصحیح کہ ابوداؤد کی روایت کی رجال صحیح کے رجال ہیں اور ابوداؤد میں عثمان ابن الحکم الجذامی نہیں ہے نہ صحیح کے رجال میں سے ہے۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں اس کتاب کے مقدمہ (ص۱۸ بترقیمی) پر ڈیروی صاحب لکھتے ہیں ابن جریج ایک راوی ہے جس نے نوے ۹۰ عورتوں سے متعہ وزنا کیا تھا تذکرۃ الحفاظ پر وزنا کے الفاظ قطعاً موجود نہیں ہیں اور نہ کسی دوسری کتاب میں یہ گندا لفظ موجود ہے بلکہ یہ لفظ تو ڈیروی صاحب کا اکاذیب ومفتریات میں سے ہے رہا مسئلہ متعہ کا تو یہ ابن جریج کی اجتہادی خطا تھی جس کا انکی عدالت و ثقاہت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ امام ابن جریج اپنی اس اجتہادی خطاء سے رجوع بھی کر چکے ہیں دیکھیے فتح الباری ص۱۷۳ ج۹) نور العینین ص۲۴۸) متعہ کو زنا سے تعبیر کرنا درست ہے چنانچہ محدث ابن عدیؒ لکھتے ہیں ان رجلاً سأل عبدالله بن عمرؓ عن المتعه فقال حرام قال ان فلاناً یقول فیها فقال والله لقد علم ان رسول الله ﷺ حرمها یوم خیبر وما کنا مسافحین (الکامل ابن عدی ج5 ص1680) ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے متعہ کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا حرام ہے اس شخص نے کہا کہ فلاں شخص اس کے جواز کا

قائل ہے تو عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم کہ وہ بے شک جانتا ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے موقعہ پر حرام قرار دیا اور ہم زناء کرنے والے نہیں = السفاح بمعنی زناء کے آتا ہے۔اور ابن ابی شیبہ (ص ۲۹۲ ج ۴) قسم میں ہے ابن عیینة عن الزهری عن سالم عن ابیه قال سئل عن متعة النساء قال لا نعلمها الا السفاح حضرت ابن عمرؓ سے عورتوں کے متعہ کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے مگر اس کو زناء شمار کرتے ہیں۔اب رہی بات ابن جریج کی متعہ سے رجوع کی اور مسئلہ کا اجتہادی ہونا تو اس بناء پر ابن جریج کو معاف کر دیا گیا ہے۔مولانا زبیر علیزئی غیر مقلد نور العینین (ص ۲۵ طبع اول وص ۴۰ طبع دوم) میں لکھتے ہیں ڈیروی صاحب نے اپنی کتاب کے ص ۲۲ پر ابن جریج کی روایت کو بطور حجت پیش کیا ہے لکھتے ہیں رفع الیدین کے چھوٹ جانے یا چھوڑ دینے سے نماز کا اعادہ لازم نہیں حضرت عطاء بن ابی رباح کا فتوی ملاحظہ ہو عبدالرزاق عن ابن جریج قال قلت لعطاء۔ابن جریج فرماتے ہیں... معلوم ہوا کہ خود ڈیروی صاحب مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں ایک راوی پر سخت جرح کرتے ہیں اور پھر اس راوی کی روایت کو بطور حجت پیش کرتے ہیں اس پر سہاگہ یہ کہ اپنی کتاب کے ص ۲۲۲ پر لکھتے ہیں اس کی سند میں ابن جریج راوی واقع ہے جو کہ ثقہ ہے مگر سخت قسم کا مدلس ہے ....لہذا عبدالرشید بے چارے پر الزام تراشی کس لئے ہے آہ۔

الجواب: محترم زبیر علیزئی صاحب کچھ سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہیے ابن جریج پر الزام ہے کہ یہ مدلس ہے مگر ثقہ ہے جب ثقہ سے سماع کی تصریح کرے تو اس کی

روایت معتبر ہو گی اور راقم الحروف نے ابن جریج کی جس روایت کو بطور احتجاج قبول کیا ہے وہ ابن جریج اپنے استاد محترم عطاء بن ابی رباح سے سماع کی تصریح کرتے ہیں جیسا کہ زبیر علیزئی نے ابن جریج قال قلت لعطاء کے الفاظ سے نقل کی ہے اور عبدالرشید انصاری کی الرسائل میں ابن جریج کی روایت جس پر اعتراض ہے اس سے اس کی مدلس اور غلط روایت مراد ہے۔ بے حیاء باش و ہر آنچہ خواہی کن۔ زبیر علیزئی غیر مقلد ایک قسم کا بے حیاء ہے جو کہ خود نقل کر رہا ہے کہ (ڈیروی) اپنی کتاب کے ص ۲۲۲ پر لکھتے ہیں اس کی سند میں ابن جریج راوی واقع ہے جو ثقہ ہے = زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کوثری گروپ کے ایک غالی متعصب حنفی جناب حبیب اللہ ڈیروی نے بھی اسے ثقہ لکھا ہے (رفع الیدین کا ثبوت ص ۵۳) ع: عقل نبود تو لد چہ سود۔ مولانا زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں صحیح ابن خزیمہ میں ابن جریج کے سماع کی تصریح موجود ہے لہٰذا تدلیس کا الزام اصلاً باطل ہے (نور العینین ص ۲۴۹) معلوم ہوا کہ تدلیس کا اعتراض ابن جریج پر مسلّم ہے اور محدثین کرام کے ہاں اس کی روایت میں رفع الیدین بیان کرنا غلط ہے تکبیر بیان کرنا ہی صحیح ہے۔ حضرت عمرؓ سے ایک اثر کا حال۔ عبداللہ بن القاسم فرماتے ہیں "لوگ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے (اچانک) انکے پاس عمر بن خطابؓ تشریف لائے اور فرمایا لوگو اپنے چہرے میری طرف کر دو میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں جو آپ پڑھتے تھے اور جس کا حکم دیتے تھے پس آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے اور اپنے کندھوں تک رفع الیدین کیا اور اللہ اکبر کہا پھر آپ نے اپنی نظر جھکا لی پھر رکوع کیا اور اس طرح رفع الیدین کیا جب آپ رکوع سے کھڑے ہوتے تو آپ نے (

نماز کے بعد) لوگوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اسی طرح نماز پڑھاتے تھے (نصب الرایہ ص ۴۱۶ ج ۱ مسند الفاروق لابن کثیر ص ۱۶۵ شرح ترمذی ص ۲۱۷ ج ۲ واللفظ لہ) نور العینین ص ۱۹۴ تا ص ۱۹۵)

الجواب: نصب الرایہ اور مسند الفاروق میں یہ روایت خلافیات بیہقی سے ان الفاظ کی ساتھ روایت کی گئی ہے عن عبداللّٰه بن القاسم قال بينما الناس يصلّون في مسجد رسول الله ﷺ اذ خرج عليهم عمر بن خطاب فقال اقبلو على بوجوهكم اصلي صلوة رسول الله ﷺ التي كان يصلي و يامر بها فقام مستقبل القبلة ورفع يديه حتى حاذى بهما منكبيه ثم ركع و كذالك حين رفع فقال للقوم هكذا كان رسول الله ﷺ يصلي بنا انتهى (نصب الرایہ ۴۱۵ ج ۱ تا ص ۴۱۶) کہ عبداللہ بن قاسم سے روایت ہے کہ لوگ مسجد رسول اللہ ﷺ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ان پر اچانک عمر بن خطاب نکلے تو انہوں نے فرمایا کہ تم میری طرف متوجہ ہو جاؤ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں جو آپ پڑھتے رہے اور اسکا حکم کرتے تھے پس آپ کھڑے ہو گئے قبلہ کی طرف منہ کر کے اور رفع الیدین کیا پھر تکبیر کہی پھر رکوع کیا اور اسی طرح تکبیر کہی۔ جب رکوع سے سر اٹھایا پس قوم کو کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھایا کرتے تھے (امام بیہقی کے الفاظ ختم ہو گئے ہیں) اب اس روایت میں رفع الیدین صرف تکبیر افتتاح کے وقت ہے۔ البتہ شرح ترمذی جو ابن سید الناس کی ہے اس نے خلافیات سے جو الفاظ نقل کئے ہیں ان سے رفع الیدین عند الرکوع و بعد الرکوع ثابت

ہوتا ہے اب خلافیات بیہقی گمنام کتاب ہے اب تک طبع نہیں ہوئی اور نہ قلمی نسخہ اسکا کہیں سے مکمل میسر ہو سکا اس لئے ایسی مشکوک روایت سے حجت پکڑنا دل و گردہ کا کام ہے۔

جواب نمبر ۲: یہ روایت بھی متصل نہیں بلکہ منقطع ہے کیوں کہ عبداللہ بن قاسم کی کوئی روایت حضرت عمرؓ سے مروی نہیں۔ عبداللہ بن قاسم نے حضرت عمرؓ کو دیکھا ہے مگر اس سے کوئی روایت نہیں کی جیسا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے بعض صحابہ کرامؓ کو دیکھا ہے مگر ان سے روایت ثابت نہیں چنانچہ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ یہ بات عقلاً بعید ہے کہ سیدنا ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام کی سیدنا عمرؓ سے ملاقات ثابت نہ ہو لہذا معاصرت کی وجہ سے راجح یہی ہے کہ سند متصل ہے حافظ مزی عبداللہ بن قاسم مذکور کے بارے میں لکھتے ہیں رأی عمر بن خطاب اس نے عمر بن خطاب کو دیکھا ہے (تہذیب الکمال ص ۴۲۱ ج ۱۰) نور العینین ص ۱۹۸) الجواب زبیر علیزئی کا یہ کہنا کہ حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام۔ یہ بالکل جھوٹ ہے کیونکہ مولیٰ کا معنیٰ آزاد کردہ غلام کا کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر یہ معنیٰ کیا جائیں تو پھر وہ ابوبکر صدیقؓ کا دور پانے والا ہے پھر اس نے ابوبکر صدیقؓ کو بھی دیکھا ہے مگر علامہ ابوالحجاج مزیؒ کا یہ کہنا کہ رأی عمرؓ کہ اس نے حضرت عمرؓ کو دیکھا ہے یہ دلالت کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کو آزاد نہیں کیا بلکہ یہ لونڈی کا بیٹا ہوگا جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں سال یا دو سال کا ہوگا اس نے حضرت عمرؓ کو دیکھا ہے اس سے کوئی روایت نہیں کی چنانچہ اس کی ایک روایت ابوداؤد مجتبائی ص ۲۵۷ ج ۱) میں یوں آتی ہے ابو

عیسی الخراسانی عن عبداللہ بن القاسم عن سعید بن المسیب ان رجلاً من اصحاب النبی ﷺ اتی عمر بن الخطاب الخ ابوعیسی الخراسانی کہتے ہیں کہ عبداللہ بن القاسم نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ بے شک ایک مرد صحابیؓ حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ اور عبداللہ بن قاسم کے درمیان دو واسطے سے روایت متصل ہوتی ہے فلھذا یہ روایت رفع الیدین کی منقطع بلکہ معضل ہے۔

جواب نمبر۳: عبداللہ بن قاسم مجہول راوی ہے حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں ان بخاری رحمۃ اللہ اور ابوحاتمؒ نے اس پر کوئی جرح نہیں کی حافظ ابن حبان نے اسے ثقہ کہا ہے (کتاب الثقات لابن حبان ص ۴۶ ج ۵) نور العینین ص ۱۹۵) مولانا ارشاد الحق صاحب اثری غیر مقلد لکھتے ہیں کہ امام ابن ابی حاتمؒ کا ربیعہ کو ذکر کرنا اور جرح نہ کرنا اس بات کا قرینہ ہے کہ وہ ان کے نزدیک مجہول ہے۔ بلکہ امام بخاری نے تو اس کے تفرد اور ضعف کی صراحت کر دی ہے لہٰذا امام ابن حبانؒ کی یہ توثیق معتبر نہیں (توضیح الکلام ص ۱۸۶ ج ۱) نیز مولانا موصوف لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن نافع کو امام بخاری اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے لیکن اس پر جرح نہیں کی اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں حسب عادت ذکر کیا ہے (توضیح الکلام ص ۱۸۶ ج ۱) مولانا زبیر علیزئی فرماتے ہیں کہ جناب ظفر احمد صاحب تھانوی دیوبندی فرماتے ہیں اور اسی طرح ہر وہ راوی جسے بخاری نے اپنی تاریخوں میں ذکر کر کے جرح نہیں کی وہ ثقہ ہے کیوں کہ آپ کی عادت ہے کہ جرح اور مجروحین کا ذکر کرتے ہیں.... تھانوی صاحب کا یہ قول مرجوح

ہے (نور العینین ص ۱۹۵) جناب زبیر علیزئی نے ظفر احمد تھانوی کے قول کو خود مرجوح کہہ دیا ہے علامہ زیلعیؒ (نصب الرایہ ص ۲۱۶ ج ۱) میں لکھتے ہیں ولم يعرف من حاله ايضاً بشئٍ کہ عبداللہ بن القاسم کے حال سے کچھ علم نہ ہو سکا۔ اور حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں وقال ابن القطان مجهول. (تہذیب ص ۳۵۹ ج ۵) کہ ابن القطان فاسیؒ نے عبداللہ بن قاسم کو مجہول کہا ہے۔ مولانا زبیر علیزئی صاحب فرماتے ہیں ابوداؤد (حدیث نمبر ۱۵۱۴ اور ترمذی حدیث نمبر ۳۵۵۹) کی ایک روایت عن ابی نصيرة عن مولى عن ابی بکر و لکن جهالته مثلهٗ لا تضر لان تابعی کبیر و یکفیه نسبته الی ابی بکر فهو حدیث حسن والله اعلم (تفسیر ابن کثیر ص ۱۰۶ ج ۲ وفی نسخہ ص ۲۱۶ ج ۱) ابن مدینی اور ترمذی کا یہ قول اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے ظاہراً مولی ابی بکر کی جہالت کی وجہ سے ہے لیکن ایسے شخص کی جہالت مضر نہیں کیوں کہ وہ بڑا تابعی ہے اور اس کیلئے ابوبکر سے نسبت کافی ہے پس یہ حدیث حسن ہے واللہ اعلم۔ یہ قول اگرچہ مرجوح ہے لیکن معلوم ہوا کہ عبداللہ بن القاسم حافظ ابن کثیر کے نزدیک حسن الحدیث ہے (نور العینین ص ۱۹۷ تا ص ۱۹۸)= محترم زبیر علیزئی فرماتے ہیں کہ یہ قول اگرچہ مرجوح ہے مگر عبداللہ بن قاسم حافظ ابن کثیر کے نزدیک حسن الحدیث ہے۔ سبحان اللہ جب قول ہی مرجوح ہے تو ابن کثیر کے حسن الحدیث کہنے کی وقعت کیا رہ جاتی ہے۔ تو عبداللہ بن القاسم کو مجہول کہنے والے امام علی بن المدینیؒ اور ترمذیؒ بھی ہیں اور امام ترمذیؒ متساہل ہیں اور زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ متساہل جس روایت کو باطل و موضوع کہلائے وہ انتہائی پرلے درجہ کی موضوع و باطل ہوتی ہے (نور العینین ص ۵۶ طبع اول و ص ۶۷ طبع دوم) فلھذا یہ روایت انتہائی

درجہ کی مجہول ہے (وللہ الحمد)۔

جواب نمبر۴: امام بیہقیؒ کے شیخ ابو عبداللہ الحاکم ہیں جو کہ تفضیلی شیعہ تھے اور شیعہ کے ہاں رکوع و بعد الرکوع رفع الیدین کرنا مذھباً ثابت ہے چنانچہ من لا یحضرہ الفقیہ (ص۶۲ ج۱) میں ہے ثم قال الله اکبر و رفع یدیه حیال وجهه و هو قائم ثم رکع (الیٰ ان قال) قال سمع الله لمن حمده ثم کبر وهو قائم و رفع یدیه حیال وجهه۔ پھر اللہ اکبر کہا اور منہ کے برابر رفع الیدین کیا اور وہ کھڑے تھے پھر رکوع کیا..... پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر تکبیر کہی اور وہ کھڑے تھے اور رفع الیدین منہ کے برابر کیا۔ اور جوابات بھی ہیں مگر ان پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

حضرت سعیدؒ بن جبیر کے اثر کی تحقیق: سعید بن جبیر تابعی بھی رحمتہ اللہ علیہ سے رفع الیدین کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ نماز کی زینت ہے اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین شروع نماز میں رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع الیدین کرتے تھے (السنن الکبریٰ بیہقی ص۷۵ ج۲ بحوالہ نور العینین ص۱۵۴ طبع دوم) الجواب نمبر۱: اس روایت کی سند میں امام بیہقی کے شیخ ابو عبداللہ الحاکم ہیں جو کہ تفضیلی شیعہ تھے اور شیعہ کے مذھب میں رفع الیدین عند الرکوع و بعد الرکوع مذکور ہے ملاحظہ ہو شیعہ کی مشہور کتاب (من لا یحضرہ الفقیہ ص۶۲ ج۱) فلھذا اہم اہلسنت والجماعت شیعہ راوی کی ہر اس روایت کو رد کر دیں گے جو انکے مذھب کے مطابق ہو چنانچہ جزء رفع الیدین المنسوب للبخاری ص۱۰۸ مع جلاء العینین میں صحابہ کرامؓ کے رفع الیدین کا کوئی ذکر نہیں بلکہ عبدالملک کہتے ہیں سألت سعید

بن جبیر عن رفع الیدین فی الصلوٰۃ فقال ھو شیئی تزین به صلوٰتک که
میں نے سعیدؒ بن جبیر سے پوچھا کہ رفع الیدین کرنا نماز میں کیسا ہے تو انہوں نے
فرمایا کہ یہ شیئی ہے کہ تیری نماز کو مزین کریگا اور مصنف ابن ابی شیبہ (ص ۲۷۲ ج ۱)
میں عبدالملک کی روایت تکبیر کے بارے میں ہے کہ تکبیر نماز کی زینت ہے رفع
الیدین کا کوئی ذکر نہیں ہے نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ عبدالملک بن ابی سلیمان
العزرمی متکلم فیہ راوی ہے حافظ ابن حزم ظاہریؒ فرماتے ہیں کہ یہ راوی ساقط (گرا)
ہوا ہے (محلّٰی ص ۲۳۱ ج ۳ مسئلہ نمبر ۳۵۳) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں لایحتج به اذا
انفرد (الدرایہ ص ۶۱ ج ۱) کہ اکیلا ہو تو قابل حجت نہیں ہے۔ الجواب نمبر ۳: یعقوب
بن یوسف الاخرم المتوفی ۲۸۷ھ کا استاد الحسن بن عیسی المتوفی ۲۳۹ھ اس روایت کی
سند میں واقع ہے جب کہ اسماء الرجال کی کتابوں میں یعقوب کا استاد الحسن بن عیسی
مذکور نہیں اور نہ الحسن بن عیسی کے شاگردوں میں یعقوب الاخرم کا نام مذکور ہے یہ محض
امام حاکم شیعہ کی تک بندی کا نتیجہ ہے (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم) باقی ایک
روایت سعید عن قتادہ عن الحسن قال کان اصحاب رسول اللہ ﷺ
یرفعون ایدیھم فی الصلوٰۃ اذا رکعوا و اذا رفعوا کانھا المراوح
کہ حسن بصری فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب کرامؓ نماز میں رفع
الیدین کرتے تھے جب کہ رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے گویا کہ وہ پنکھے ہیں تو
یہ روایت حافظ زبیر علیزئی صاحب نے پیش نہیں کی کیوں کہ وہ اس سند پر جرح کر
چکے ہیں۔ چنانچہ حافظ صاحب موصوف ایک روایت کی سند کے بارے میں لکھتے ہیں
غرض یہ روایت سعید بن ابی عروبہ کی سند سے ہے اور تدلیس سعید۔ اختلاط سعید اور

تدلیس قتادہ... کی وجہ سے ضعیف ہے (نور العینین ص ۷۰ طبع اول ص ۹۲ طبع دوم)
بحمد اللہ تعالیٰ ہم رفع الیدین کی بحث سے فارغ ہو گئے ہیں۔اب ترک رفع الیدین
کی بحث شروع ہے۔حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں پہلا مغالطہ ڈیروی صاحب
لکھتے ہیں عثمان بن الحکم الجذامی ضعیف ہے ابن حجرؒ فرماتے ہیں لہٗ اوھام تقریب)
اس کی روایتوں میں غلطیاں ہیں اور علامہ ذہبیؒ (میزان ص ۳۲ ج ۳) میں فرماتے
ہیں لیس بالقوی کہ راوی قوی نہیں ہے (نور الصباح مقدمہ طبع دوم ص ۱۹ بترقیمی جواب
یہ سارا بیان غلط ہے عثمان بن الحکم کسی نے بھی ضعیف نہیں کہا..... امام ذہبیؒ نے عثمان
مذکور کو لیس بالقوی نہیں کہا بلکہ میزان کے بعض نسخوں میں ہے کہ ابو عمر نے کہا ہے (
ص ۳۲ ج ۳) یہ ابو عمر یہاں غیر متعین ہے اور اس عبارت کی صحت بھی مشکوک ہے
تیسرے یہ کہ القوی نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے قوی بھی نہیں ہے واللہ اعلم..... ابن
حجرؒ کہا صدوق لہٗ اوہام (تقریب ص ۲۳۴) ان کے مقابلہ میں ابو حاتم نے فرمایا لیس
بالمتین لیس بالمتقن (تہذیب و میزان) یاد رہے کہ عثمان مذکور حدیث ابو ھریرہؓ میں منفر
د نہیں بلکہ یحییٰ بن ایوب نے اس کی متابعت کر رکھی ہے (نور العینین ص 33 تا ص
35 طبع دوم)

الجواب: حافظ زبیر علیزئی غیر مقلد بھی جہل مرکب میں گرفتار ہیں لکھتے ہیں کہ عثمان
بن الحکم کو کسی نے ضعیف نہیں کہا نیز لکھتے ہیں کہ القوی نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ
قوی بھی نہیں ہے لکھتے ہیں ابن حجرؒ نے کہا صدوق لہٗ اوھام (تقریب) ان کے مقابلہ
میں ابو حاتم نے فرمایا لیس بالمتین لیس بالمتقن۔ابو عمر نے کہا لیس بالقوی (نور العینین

ص ۴۴) اس موقعہ کی مناسبت سے ایک شعر ملاحظہ ہو۔

ہر کس کہ نداند و بداند کہ داند

کہ در جہل مرکب ابد الدھر بماند

نیز حافظ صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ عثمان مذکور حدیث ابی ہریرہؓ میں منفرد نہیں بلکہ یحیٰی بن ایوب نے اس کی متابعت کر رکھی ہے = الجواب نمبر ۲: یہ دونوں راوی مجروح و متکلم فیہ ہیں امام دار قطنیؒ نے عثمان بن الحکم الجذ امی کی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے قال الدار قطنی و قد خالفه عبدالرزاق فرواه عن ابن جریج بلفظ التكبير دون الرفع و هو الصحيح (نصب الرایہ ص ۴۱۴ ج ۱) امام دار قطنیؒ نے فرمایا عثمان الجزامی کی عبدالرزاق نے مخالفت کی ہے پس اسے اب ابن جریج سے تکبیر کے لفظ سے روایت کیا ہے نہ کہ رفع الیدین کے لفظ سے اور یہی صحیح روایت ہے اور عبدالرزاق کی موافقت کی ہے امام مالکؒ نے ابن شہاب الزہری عن ابی سلمۃ الخ سے اور یحیٰی بن ابی کثیر عن ابی سلمہؒ سے اور یزید بن ہارون عن محمد بن عمرو عن ابی سلمہ الخ سے اس طرح معمر عن ابی بکر بن عبدالرحمٰن و عن ابی سلمہؒ سے تو معلوم ہوا کہ ابن جریج کی روایت میں تکبیر کا لفظ درست ہے رفع الیدین کا غلط ہے (وللہ الحمد)

حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں تیسرا مغالطہ ڈیروی صاحب نے کہا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ ..... رفع الیدین کرنے والوں کو منع کرتے تھے حافظ ابن حجر لسان المیزان (ص ۳۲۲ ج ۲) میں لکھتے ہیں تنبیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو مقاتل کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ کے پہلو میں نماز پڑھی اور میں رفع الیدین کرتا رہا۔ جب امام ابو حنیفہؒ نے سلام پھیرا تو کہا کہ اے ابو مقاتل شاید کہ تو پنکھے والوں میں

سے ہے (نور الصباح ص 31، نور العینین ص 35 تا 36) حافظ زبیر علیزئی کا اعتراض یہ ہے کہ ابو مقاتل راوی کذاب و وضاع ہے اور ڈیروی صاحب اپنے دعوی کی اس پر بنیاد رکھ رہے ہیں کیا ظلم نہیں الجواب امام ابو حنیفہ رفع الیدین عند الرکوع سے منع کرتے تھے چنانچہ عبداللہ بن مبارک کو بھی منع کیا تھا (جزء رفع الیدین المنسوب للبخاری) اور زبیر علیزئی کی تصنیف ھدیۃ المسلمین ص 12 پر ناشر نے امام ابو حنیفہ سے جرابوں پر مسح کرنیکی روایت ابو مقاتل سمرقندی کے ترمذی شریف سے نقل کی ہے فلھذا زبیر علیزئی کی ڈیروی پر بگ بگ مناسب نہیں ہے۔

چوتھا مغالطہ: حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ (ڈیروی صاحب) مزید لکھتے ہیں حضرت امام شعبی بھی ترک رفع الیدین کرتے تھے عن اشعث عن الشعبی (کتاب ڈیروی ص ۴۵) جواب اشعث سے مراد اشعث بن سوار الکندی الکوفی ہے....... اشعث بن سوار مختلف فیہ راوی ہے (نور العینین ص 36 تا 37) الجواب: اگر یہ روایت کمزور ہے تو دوسری روایت عبدالملک بن الابجر فرماتے ہیں میں نے شعبی اور ابراہیم اور ابو اسحاق کو دیکھا کہ وہ رفع الیدین نہ کرتے تھے مگر افتتاح صلوٰۃ کے وقت (نور الصباح ص 48) چنانچہ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں اقول اس کی سند صحیح ہے (رفع الیدین کا ثبوت ص 34، و نور العینین ص 232) طبع دوم نیز لکھتے ہیں آثار تابعین میں صرف دو اثر (ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ) بلحاظ سند صحیح ہیں (رفع الیدین کا ثبوت ص 37 و نور العینین ص 234)

پانچواں مغالطہ: ڈیروی صاحب تحریر کرتے ہیں حضرت اسود بن یزید التابعی اور حضرت علقمہ دونوں ترک رفع الیدین کرتے تھے (ص 47 طبع دوم)

جواب: اس کی سند ڈیروی صاحب نے اس طرح لکھی ہے عن جابر عن الاسود وعلقمۃ جابر سے مراد جابر بن یزید الجعفی الکوفی ہے.... اس ضعیف وکذاب مدلس رافضی کی روایت سے ڈیروی صاحب استدلال کر رہے ہیں کیا یہ کذب نوازی نہیں ہے (نور العینین ص 22 تا ص 23 طبع اول ص 37 تا ص 38 طبع دوم)

الجواب: اگر اس سند میں بالفرض جابر بن یزید الجعفی ہے دوسری سند میں نہیں ہے چنانچہ امام بخاریؒ کے شیخ حضرت امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ فرماتے ہیں **حدثنا وکیع وابو اسامة عن شعبة عن ابی اسحق قال کان اصحاب عبدالله و اصحاب علیؓ لا یرفعون ایدیھم الا فی افتتاح الصلوٰۃ قال وکیع ثم لا یعودون** (ابن ابی شیبہ ص 214 ج 1 نمبر 2446) ابو اسحق فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے شاگرد اور حضرت علیؓ کے شاگرد تکبیر تحریمہ کے سوا رفع الیدین نہ کرتے تھے امام وکیع نے فرمایا پھر دوبارہ نہ کرتے تھے یہ سند صحیح ہے اور عبداللہ بن مسعود کے شاگرد اول درجہ کے اسودؒ وعلقمہؒ ہیں تو اس طریقہ سے ان سے ترک رفع الیدین ثابت ہوا

چھٹا مغالطہ: زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں۔ ڈیروی صاحب نے کہا حضرت امام حسن بن زیاد اور حضرت امام زفرؒ بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے (نور الصباح ص 33) زبیر علیزئی نے حضرت حسن بن زیاد پر جرح نقل کی ہے پھر آخر میں لکھتے

ہیں ایسا گندہ شخص ڈیروی صاحب کا حضرت امام ہے انا للہ وانا الیہ راجعون (نور العینین ص 23 تا ص 24 طبع اول وص 38 تا ص 39 طبع دوم)

الجواب: حضرت حسن بن زیادؒ پر جرح اکثر لغو ہے اور زبیر علیزئی کا حق تھا کہ ان جارحین حضرات سے باسند نقل کرتا اور اس سند کی تصحیح بھی نقل کرتا مگر ایسا کرنا زبیر علیزئی کے بس کی بات نہ تھی امام ابوعوانہ نے اپنے صحیح میں حسن بن زیاد سے حدیث کا اخراج کیا ہے اور امام حاکمؒ نے اس کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔

ساتواں مغالطہ: امام ہیثم بن عدیؒ بھی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوقتادہؓ 38ھ میں فوت ہوئے ہیں (دیکھیے البدایہ والنھایہ ص 68 ج 8، نور الصباح ص 207)

جواب: ڈیروی صاحب کے امام ھیثم بن عدی کا مختصر تعارف ..... غرض اس کذاب شخص کو ڈیروی صاحب نے اپنا امام قرار دیا ہے (نور العینین ص 24 طبع اول وص 39 طبع دوم)

الجواب: علامہ ذھبیؒ لکھتے ہیں قلت کان اخباریا علامۃ (میزان ص 324 ج 4) میں ذھبیؒ کہتا ہوں کہ یہ اخباری خبر دینے والے علامہ تھے = تو مورخ ہونے کے لحاظ سے امام ہے اور اس نے حضرت ابوقتادہ کی تاریخ وفات صحیح نقل کی ہے شمس العلیٰ بجواب شمس الضحیٰ میں ابوقتادہ کی وفات کی تحقیق ملاحظہ ہو = نیز اسی کتاب سرور العینین میں عبدالحمید بن جعفر کی روایت کی تحقیق ملاحظہ ہو۔

آٹھواں مغالطہ: ڈیروی صاحب نے لکھا ہے ابن جریج ایک راوی ہے (نور العینین ص 24 طبع اول وص 4 طبع دوم)

الجوابؒ: اس کی بحث اسی کتاب میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے تحت ہو چکی ہے

نواں مغالطہ: ڈیروی صاحب مزید لکھتے ہیں مثلاً مسند (ابی حنیفہ ص 355 ج 1) جو روایت آئی ہے اس میں بھی عاصم بن کلیب نہیں بلکہ اس کی سند اس طرح ہے ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم عن الاسود ان عبداللہ بن مسعود (پھر حافظ زبیر علیزئی نے) مسند ابو حنیفہ کے ایک راوی ابو محمد عبداللہ بن محمد یعقوب الحارثیؒ البخاری المتوفی 340ھ پر جرح کی ہے۔

الجواب: راقم الحروف نے نور الصباح حصہ اول کے ص 156 میں مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد اور قاضی شوکانی غیر مقلد کے حوالے سے وان کان فیه المقال المعروف فقد شد من عضده ما ذکرناه فیصلح بعد ذالک للاحتجاج به اور اگرچہ مسند حارثیؒ میں مشہور کلام ہے لیکن اس کے بازو کو مضبوط کر دیا ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے پس اس کے بعد یہ احتجاج کی صلاحیت رکھتا ہے= تو بطور تائید کہ یہ مسند حارثیؒ کا حوالہ درست ہے

دسواں مغالطہ: ڈیروی صاحب آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے لکھتے ہیں محمد بن ابی لیلیٰ ..... پھر بھی جمہور کے ہاں صدوق اور ثقہ ہیں (ص 164) جواب آپ میری اس کتاب میں ملاحظہ فرماویں ابن ابی لیلیٰ کو 31 محدثین نے ضعیف وغیرہ قرار دیا ہے اور صرف 7 سے اس کی توثیق ملتی ہے 31 کی بات جمہور ہے یا 7 کی (نور العینین ص 43)

الجواب: ابن ابی لیلیٰ کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مرفوعا حدیث آتی

ہے لا ترفع الا یدی الا فی سبع مواطن ۔تو اس حدیث کے متعلق غیر مقلدین حضرات کے نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم لکھتے ہیں من حدیث ابن عباس بسند جید .... قال الهیثمی فی مجمع الزوائد فی الا سناد الاول محمد بن ابی لیلیٰ و هو سیی الحفظ و حدیثه حسن ان شاء الله تعالیٰ (نزل الابرار با لعلم المأثور من الادعیة والاذکار ص 44) کہ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کی سند جید ہے اور علامہ ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں فرمایا کہ پہلی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ ہے اور وہ خراب حافظہ والا ہے اور حدیث اس کی حسن درجہ کی ہے انشاء اللہ تعالیٰ راقم الحروف نے نور الصباح حصہ اول ص 165 میں لکھا تھا کہ محدث منذریؒ الترغیب والترھیب جلد 5 ص 535 طبع مصر بابی حلبی میں لکھتے ہیں الانصاری الکوفی صدوق امام ثقة ردئ الحفظ کثیرا کذا قال الجمهور فیه الخ کہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ انصاری ہے کوفی ہے صدوق (سچا) ہے امام ہے ثقہ ہے حافظہ بہت خراب ہے جمہور محدثین کرامؒ کا یہی فیصلہ ہے۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب نے 30 نمبر پر المنذری کا حوالہ میری کتاب سے یوں لیا ہے المنذری ثقة ردی الحفظ کثیرا کذاقال الجمهور فیه ترغیب ص 525 ج 5) بحوالہ ڈیروی ص 165 (نور العینین ص 81 طبع دوم) اس بدبخت غیر مقلد نے صدوق امام کے الفاظ درمیان سے کاٹ دیئے ہیں۔ اور تحریف اور خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ کیا اس عبارت کا مطلب یہی نہیں ہوتا کہ جمہور کے ہاں یہ راوی صدوق ہے امام ہے ثقہ ہے۔ پھر یہ طعنہ دینے کا کیا مطلب کہ محمد بن ابی لیلیٰ پھر بھی جمہور کے ہاں صدوق اور ثقہ ہے (نور العینین ۴۳) بے حیاء باش و ہر آنچہ خواہی کن: نور الصباح حصہ اول

۱۶۴ تا ۱۶۶ دوبارہ ملاحظہ کریں۔

گیارہواں مغالطہ: حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں ۱۸ پر ڈیروی صاحب سوار بن مصعب کی ایک روایت پیش کی ہے اور لکھا ہے غیر مقلدین حضرات کے محمد بن اسحٰق کذاب اور دجال کی روایت سے تو کسی طرح یہ کم نہیں جواب سب سے پہلے سوار بن مصعب کا تعارف ملاحظہ فرماویں (پھر زبیر علیزئی نے) سوار بن مصعب پر جرح نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسے کسی نے بھی ثقہ یا صدوق وغیرہ نہیں کہا لہٰذا بالا جماع ضعیف و متروک ہے اس کے برعکس حضرت امام بن اسحٰق الخ نور العینین ۴۳ تا ۴۴ طبع دوم)

الجواب: سوار بن مصعب بے شک بالاتفاق ضعیف و متروک ہے لیکن دجال من الدجاجلۃ نہیں ہے کذاب مدلس نہیں ہے شیعہ بھی نہیں ہے تقدیر کا منکر نہیں ہے خارجی بھی نہیں علامہ ذھبیؒ ترجمہ ہشام بن حسان میں فرماتے ہیں فالجمھور علی انہ لا یحتج بہ (میزان ص ۲۹۶ ج ۴) پس جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ان دونوں ابن اسحٰق اور حجاج بن ارطاۃ سے احتجاج نہ کیا جائے۔ معتزلی بھی نہیں زندیق بھی نہیں مرغ باز بھی نہیں۔ حدثنی واخبرنی کہنے کے باوجود تدلیس نہیں کرتا جبکہ محمد بن اسحٰق میں یہ صفات پائی جاتی ہیں مولانا محمد اعظم غیر مقلد گوجرانوالہ لکھتے ہیں محمد بن اسحٰق ضعیف ہے قال یحیی بن القطان اشھد ان محمد بن اسحٰق کذاب قال مالک دجال من الدجاجلۃ محمد بن اسحٰق جھوٹا اور دجال ہے (تعزیہ و ماتم اور واقعہ کربلاء (ص ۳۰) راقم الحروف نے توضیح الکلام پر ایک نظر کے (ص ۲۸۳ تا ص ۳۰۳) میں ابن اسحٰق پر ایک مستقل

باب جرح کا قائم کیا ہے ملاحظہ ہو یہ ہے حافظ زبیر علیزئی کا حضرت امام محمد بن اسحٰق (سبحان اللہ) زبیر علیزئی کا ایک بھاری اعتراض حافظ زبیر علیزئی صاحب راقم الحروف کے متعلق لکھتا ہے جو شخص اپنی کتاب کے ص ۲۲۴ پر حجاج بن ارطات کو ضعیف، مدلس کثیر الخطاء اور متروک الحدیث کہتا ہو اور اپنی کتاب (ص ۱۶۷ تا ص ۱۶۸) پر اسی حجاج بن ارطات کی روایت پیش کر کے اسے صحیح قرار دیتا ہو علمی دنیا میں اسکا کیا مقام ہوسکتا ہے (نور العینین ص ۴۸ طبع دوم)

الجواب: جھوٹ بولنا گناہ ہے مگر غیر مقلد ثواب سمجھتے ہیں راقم الحروف نے حجاج بن ارطات کی روایت کے بعد مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری" غیر مقلد تحفۃ الاحوذی ص 223 ج 1، ص 245 ج 1) میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک شخص کو نماز میں دعاء مانگتے ہوئے رفع الیدین کرتے دیکھا تو فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ تو نماز میں رفع الیدین نہ کرتے تھے حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جاتے اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اس صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز میں بالکل رفع الیدین نہ کرتے تھے (نور الصباح ص 168) اب یہ طبرانی کی حدیث کے متعلق صحیح حدیث کہا گیا ہے۔ جس کے تمام راوی ثقہ ہیں یا حجاج بن ارطات کی روایت کو صحیح حدیث کہا گیا ہے دھوکہ باز خائن جھوٹے غیر مقلد ہر دور میں موجود ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی شرارتوں سے مسلمانوں کے ایمان کو محفوظ رکھے (آمین)

غیر جانب دارانہ تحقیق: حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں مثلاً رفع الیدین کے

حق میں دو روایتوں کو پیش نہیں کیا گیا۔

1. حضرت جابرؓ سے منسوب حدیث یہ حدیث امام حاکم کی کتاب معرفۃ علوم الحدیث ص 121 پر موجود ہے اس کے سارے راوی ثقہ ہیں مگر علت یہ ہے کہ ابوالزبیر اسے جابر سے عن کے ساتھ روایت کر رہے ہیں ابوالزبیر جمہور محدثین کی تحقیق کے مطابق مدلس ہیں لہٰذا ان کی یہ معنعن روایت ضعیف ہے۔

2. حضرت انسؓ سے منسوب حدیث یہ امام ابویعلیٰ الموصلی کی مسند (ص 424 ج 6 تا ص 425 رقم 379) میں موجود ہے اس کے سارے رواۃ ثقہ ہیں اس میں علت یہ ہے کہ حمید الطّویل اسے حضرت انس سے عن کے ساتھ روایت کر رہے ہیں حمید الطّویل مدلس ہیں لہٰذا ان کی یہ معنعن روایت ضعیف ہے (نور العینین ص 48 تا ص 49) حافظ زبیر علیزئی صاحب ابوالزبیر کی یہ معنعن روایت ضعیف ہے پر حاشیہ لگاتے ہیں اس تحقیق کے کافی عرصہ بعد ابو العباس محمد بن اسحٰق الثقفی السراج النیسابوری کی المسند (قلمی مصور) میں ابوالزبیر کے سماع کی تصریح مل گئی ص 25 لہٰذا یہ حدیث بھی صحیح ہے والحمدللہ (مصنف) حاشیہ نور العینین ص 49 طبع دوم) اس حدیث کے سارے راوی ثقہ نہیں ہیں ابوحذیفۃ موسیٰ بن مسعود النہدی ضعیف ہے اور ابراہیم بن طہمان بھی متکلم فیہ ہے نور الصباح ص 213 تا ص 215 حصہ اول دیکھیں) حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں ثوری مدلس ہیں اور ابن ادریس مدلس نہیں ہیں۔ ابن ادریس بالا جماع ثقہ ہے ایک جماعت ان کی متابع ہے (نور العینین ص 47 طبع دوم)

الجواب: ثوریؒ بعض کے ہاں مدلس ہیں لیکن طبقہ ثانیہ کے مدلس جن کی تدلیس مضر نہیں ثوریؒ بھی بالا جماع ثقہ ہیں ایک جماعت عبداللہ بن ادریس کی متابع ہے یہ بالکل غلط ہے ابن ادریس اکیلا ہے حافظ زبیر علیزئی ابن ادریس کی ایک جماعت سے متابعت ثابت نہیں کر سکتے؟ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے۔ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔

حمیدی اور حدیث رفع الیدین: حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں مسند الحمیدی کو اس کے معلق حبیب الرحمٰن اعظمی دیوبندی ہندوستانی نے نسخہ دیوبندیہ و ہندوستانیہ سے شائع کیا ہے اس کی تائید نسخہ سعیدیہ اور نسخہ عثمانیہ سے مدد لی ہے (مقدمہ مسند الحمیدی ص 3-2) نسخہ سعدیہ کی تاریخ نوشت 1311ھ نسخہ دیوبندیہ کی تاریخ نوشت 1324ھ نسخہ عثمانیہ کی تاریخ نوشت 1159ھ سے پہلے کی ہے (ایضاً) اعظمی ہندوستانی دیوبندی نے نسخہ دیوبند کو اصل بنایا ہے (ایضاً ص 3) مسند حمیدی کا ایک دوسرا نسخہ بھی ہے جسے نسخہ ظاہریہ کہتے ہیں (مقدمہ ص 25-4) یہ نسخہ شام میں ہے اور اس کی تصاویر مکہ مکرمہ وغیرہ میں ہیں نسخہ ظاہریہ کی تاریخ نوشت 689ھ (مقدمہ مسند الحمیدیؒ ص 19) نور العینین ص 49 طبع دوم)۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں مکتبہ ظاہریہ کے مسند الحمیدی کے قدیم مخطوطے میں یہ حدیث علی الصواب (رفع الیدین عند الرکوع وبعدہ کے اثبات کے ساتھ) موجود ہے

2. اس حدیث کے مرکزی راوی امام سفیان بن عیینہ سے رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع الیدین باسند صحیح ثابت ہے (نور العینین ص 70 طبع دوم) نیز حافظ صاحب

موصوف لکھتے ہیں عصر حاضر سے پہلے کسی حنفی نے اس روایت کو اپنے استدلال میں پیش نہیں کیا۔ سفیان بن عیینہؒ سے رفع الیدین کا اثبات بالتواتر ہے (نور العینین ص 208) طبع دوم۔

الجواب نمبر ۔ دیوبند شریف کا نسخہ اور خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی کا قلمی نسخہ میں اور ہندوستانی نسخوں میں یہ حدیث ترک رفع الیدین میں مروی ہے۔ مسند حمیدی قلمی نسخہ دیوبند شریف کا ص 76 و نسخہ قلمی خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی کا ص 79 ہے۔

اس کی فوٹو کاپی حاضر خدمت ہے۔

مسند ابی بکر عبد اللہ بن الزبیر بن عیسی الحمیدی رحمہ اللہ تعالی



عبد الله بن دينار عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثله حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا
اسمعيل بن امية وايوب بن موسى عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله حدثنا الحميدي
قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري عن سالم عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان بلالا يؤذن
بليل فكلوا واشربوا حتى تسمعوا اذان ابن ام مكتوم حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري
عن سالم عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا استأذنت احدكم امرأته الى المسجد فلا يمنعها
قال سفيان نرى انه بالليل حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري [illegible]
قال اخبرني سالم بن عبد الله عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من باع عبدا وله مال
فماله للذي باعه الا ان يشترط المبتاع حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري قال اخبرني سالم
بن عبد الله عن ابيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع يديه حذو
منكبيه واذا اراد ان يركع وبعدما يرفع راسه من الركوع ولا يرفع بين السجدتين حدثنا
الحميدي قال ثنا الوليد بن مسلم قال سمعت زيد بن واقد يحدث عن نافع عن عبد الله
بن عمر انه كان اذا ابصر رجلا يصلي لا يرفع يديه كلما خفض ورفع حصبه حتى يرفع يديه حدثنا
الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري قال اخبرني سالم عن ابيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذا جد به السير جمع بين المغرب والعشاء حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري قال اخبرني
سالم عن ابيه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا حسد الا في اثنين رجل اتاه الله القرآن
فهو يقوم به اناء الليل واناء النهار ورجل اتاه الله مالا فهو ينفق منه اناء الليل واناء النهار
حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري عن سالم بن عبد الله عن ابيه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم لا تتركوا النار في بيوتكم حين تنامون حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا
الزهري عن سالم عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خمس من الدواب لا جناح
في قتلهن على من قتلهن في الحل والحرم الغراب والحداة والعقرب والفأرة والكلب العقور
فقيل لسفيان ان معمرا يرويه عن الزهري عن عروة عن عائشة فقال حدثناه والله الزهري عن سالم
عن ابيه ما ذكر عروة عن عائشة حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري عن سالم عن
ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقتلوا الحيات وذا الطفيتين والابتر فانهما يلتمسان
البصر ويسقطان الحبل قال فكان عبد الله يقتل كل حية وجدها فابصره ابو لبابة او زيد
بن الخطاب وهو يطارد حية فقال انه قد نهي عن ذوات البيوت قال سفيان كان الزهري ربما
يقول فيه زيد او ابو لبابة حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري عن سالم عن ابيه
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الشؤم في ثلاث في الفرس والمرأة والدار فقيل لسفيان انهم
يقولون فيه عن حمزة قال سفيان ما سمعت الزهري ذكر في هذا الحديث حمزة قط حدثنا
الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري عن سالم عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى
عن بيع الثمر حتى يبدو صلاحه ونهى عن بيع الثمر بالتمر قال ابن عمر واخبرني زيد بن ثابت
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رخص في بيع العرايا حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا
الزهري عن سالم عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يهل اهل المدينة من ذي
الحليفة ويهل اهل الشام من الجحفة ويهل اهل نجد من قرن قال قال ابن عمر فذكر لي ولم اسمعه
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ويهل اهل اليمن من يلملم حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال
ثنا الزهري عن سالم بن عبد الله عن ابيه قال سمع النبي صلى الله عليه وسلم عمر وهو يحلف بابيه

پہلے دعویٰ کی کس خوبی سے تردید ہو جاتی ہے۔ فوٹو نیچے سے پڑھیے حدیث کے آخر میں غور سے دیکھیے۔ [illegible] میں فرق موجود ہے۔ [illegible]

[illegible] ہے یا نہیں۔

۲۷۲

[illegible]

حديث عبد الله بن عمر بن الخطاب [illegible]

[illegible]

باقی نسخہ ظاہریہ جو شام میں ہے فلا یرفع نہیں ہے تو نسخہ ظاہریہ غیر مقلدین کا ہے پھر یہ کوئی صحیفہ آسمانی نہیں کہ اس میں غلطی وتحریف واقع نہ ہو سکے (کامل ابن عدی ص1582ج4) کے نسخہ ظاہریہ میں تحریف وتصحیف ہوئی ہے عبدالرحمٰن کی بجائے عبدالرحیم لکھا گیا ہے چنانچہ محشی لکھتے ہیں فی نسخة الظاهرية عبدالرحيم و هو تصحيف (حاشیہ کامل ابن عدی) اور نسخہ طبرانی کبیر کے نسخہ ظاہریہ میں تحریف ہوئی ہے المغیرۃ بن ابی رافع کے بجائے المعتمر بن ابی رافع لکھا گیا ہے چنانچہ معلق صاحب لکھتے ہیں و فی نسختی الظاهرية عن المعتمر بن ابی رافع وهو خطاء (تعلیق طبرانی ص322ج 1) ظاہریہ کے نسخہ میں عن المعتمر بن ابی رافع لکھا گیا جو کہ خطاء ہے اسی طرح کتاب الضعفاء والمتروکین لدارقطنی ص162 طبع بیروت نمبر 521 کے تحت موسی بن عمیر العنبری عن عبدالجبار و ابن وائل بن حجر۔ وابن وائل پر محشی و معلق صبح البدری السامرائی لکھتے ہیں تحرفت فی نسخة الظاهرية الی (و ابی) وهو خطاء (3 حاشیہ) کہ نسخہ ظاہریہ میں تحریف ہوئی ابن وائل کے بجائے ابی وائل کی طرف اور وہ غلطی و خطاء ہے۔ تو ظاہریہ کے نسخوں میں بھی تحریف واقع ہو چکی ہے۔ تو یہاں بھی مشہور روایت کہ بناء پر ظاہریہ میں تحریف کی گئی ہو تو کون سی بڑی بات ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ اب تک کسی حنفی نے مسند حمیدی کا حوالہ ترک رفع الیدین میں ذکر نہیں کیا۔ تو جواباً عرض ہے کہ کیا کسی شافعی یا حنبلی نے مسند کا حوالہ رفع الیدن میں پیش کیا ہے یہ تو وسعت علمی کی بات ہے کتابوں کے طبع ہونے پر معلومات بڑھتی ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ امام سفیان بن عیینہؒ سے رفع الیدین کرنا متواتر ہے تو یہ بات غلط ہے حافظ ابن عبدالبرؒ نے اپنی سند سے امام احمدؒ

سے نقل کیا ہے قال و کان یحی ابن سعید و ابن علیته و یزید بن هارون یرفعون قال و کان ابن عیینة ربما فعله و ربما لم یفعله (التمہید ابن عبدالبر ص 226 ج 9) کہ یحیی بن سعید وابن علیہ و یزید بن ھارون رفع الیدین کرتے تھے اور سفیانؒ بن عیینہ کبھی رفع الیدین کرتے اور کبھی رفع الیدین نہ کرتے۔ تو حضرت سفیانؒ بن عیینہ کبھی رفع الیدین نہیں کرتے تھے اسی ترک کی روایت کی بناء پر نہیں کرتے تھے۔

ایک بہت بڑی بھاری دلیل: مولانا بدیع الدین سندھی غیر مقلد لکھتے ہیں کان البخاری اذا وجد الحدیث عنده لا یخرجه الی غیره من الثقة کما فی (التهذیب ص 216 ج 5، جلاء العینین ص 28) مولانا مبارک پوری مرحوم لکھتے ہیں کان البخاری اذا وجد الحدیث عندالحمیدی لا یعدوه الی غیره کذا فی التقریب (تحفۃ الاحوذی ص 269 ج 3) امام بخاریؒ جب حدیث کو اپنے استاد امام حمیدیؒ سے پالیتے تو اس سے آگے نہ بڑھتے تھے جیسا کہ تقریب ابن حجر میں مذکور ہے۔ معلوم ہوا کہ امام حمیدیؒ نے حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ترک رفع الیدین میں بیان کی ہے جو کہ امام بخاریؒ کے خلاف تھی اس لئے امام بخاریؒ نے اپنی کسی تصنیف میں امام حمیدیؒ کی بیان کردہ حدیث کو ذکر نہیں کیا ورنہ تو بخاری شریف کی پہلی حدیث امام حمیدیؒ سے مذکور ہے۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں اس تحقیق کے بعد المستخرج لابی نعیم الاصبھانی (ص 12 ج 2) دیکھنے کا موقعہ ملا وہاں بھی روایت مسند حمیدی کی سند کے ساتھ منقول ہے جس میں اثبات رفع

الیدین ہے نفی نہیں و الحمد للہ فوٹو سٹیٹ آخر میں ملاحظہ فرمائیں (نور العینین ص 71 طبع دوم)

الجواب: نور العینین طبع اول کے آخر میں تو الی التاسیس کی فوٹو کاپی دی گئی ہے وہ حمیدیؒ کی روایت محمد بن ادریس الشافعیؒ سے ہے نہ کہ ابن عیینہ سے دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سند میں ابو طاہر عبد الغفار بن محمد بن جعفر ہے روی عن ابی بکر الصواف قال الخطیب کتبتہ عنہ و سالتہ عن مولدہ فقال فی ذی الحجۃ سنۃ خمس و اربعین و ثلاث مائۃ و توفی ربیع الاول سنۃ ثمان و عشرین و اربعمائۃ قال و سمعت الصوری . یغمزہ و یذکرہ بما یوجب ضعفہ (لسان المیزان ص 43 ج 4) اس راوی نے ابو بکر الصواف سے روایت کی ہے خطیب بغدادیؒ نے کہا کہ میں نے اس راوی سے لکھا ہے اور اس کی ولادت کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا ذوالحجہ 345ھ میں ہوئی ہے اور اس راوی نے وفات بھی 428ھ میں پائی ہے اور میں نے محدث صوریؒ سے سنا وہ اس پر اعتراض کرتا تھا اور اس کو ایسے الفاظ سے ذکر کرتا تھا جو موجب ضعف ہیں۔ اس سند کے اور راوی بھی قابل تحقیق ہیں کہ وہ کیسے ہیں۔ معلوم ہیں یا مجہول۔ باقی رہا المستخرج علی صحیح مسلم لابی نعیم اصبہانی تو اس کا فوٹو کتاب کے آخر میں ہے تو اس کی کئی سندیں ہیں صرف حمیدیؒ کی سند نہیں ہے۔ اس میں تحریف کا قوی امکان ہے کیوں کہ حلیۃ الاولیاء 197 ج 3) لابی نعیم میں حضرت امام اعظم اور امام جعفر صادقؒ کا مکالمہ ہے ۔اول من قاس ابلیس (الیٰ) اتق اللہ و لا تقس الدین برایک۔ پہلے پہل

جس نے قیاس کیا ابلیس نے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور دین میں رائے اور قیاس کو دخل نہ دے۔ اس کی دو سندیں ہیں ایک سند یوں ہے حدثنا حسن بن محمد حدثنا عمرو بن جميع قال دخلت على جعفر بن محمد وابن ابی لیلیٰ و ابو حنيفه (حلیۃ الاولیاء ص 196 ج 3) اس سند میں عمرو بن جمیع کذاب ووضاع واقع ہے اور سند جھوٹی ہے (میزان ص 251 ج 3 لسان ص 358 ج 4 کامل ابن عدی ص 1764 ج 5) دوسری سند یوں ہے وحدثنا محمد بن علی بن جیش حدثنا احمد بن زنجويه حدثنا هشام بن عمار حدثنا محمد بن عبداللّٰه القرشي بمصر ثنا عبدالله بن شبرمة قال دخلت انا و ابن ابی لیلیٰ و ابو حنيفة وقال لابن ابی لیلیٰ الخ (حلیۃ الاولیاء ص 196 ج 3) میں پیش کی ہے اب سند میں ابونعیم نے تحریف کردی ہے اصل سند ابن حزم نے الاحکام لابن حزم جلد 8 ص 34 میں پیش کی ہے حدثنا علی بن عبدالعزیز حدثنا ابوالولید القرشی حدثنا محمد بن عبداللہ بن بکار القرشی حدثنا سلیمان بن جعفر حدثنا محمد بن یحیی الربعی عن ابن شبرمۃ انا جعفر بن محمد بن علی بن الحسین قال لابی حنیفۃ الخ اور خطیب بغدادیؒ نے بھی شرف اصحاب الحدیث ص 46 میں ابن حزمؒ کی سند کے ساتھ ملتی جلتی سند پیش کی ہے۔ اب ابوالولید القرشی کو جو کذاب راوی ہے (تاریخ بغداد ص 241 تا ص 243) اس کو ابوالولید السلمی ہشام بن عمار بنا دیا ہے جو متکلم فیہ راوی ہے پھر محمد بن عبداللہ القرشی جو کہ مجہول راوی ہے اس کے درمیان اور ابن شبرمہ کے درمیان حدثنا سلیمان بن جعفر حدثنا محمد بن یحی الربعی سند کو کاٹ دیا ہے جو کہ مجہول راوی ہیں اتنی تحریف کی ہے کہ خدا پناہ دے تو ابونعیم سے کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ اس نے حمیدیؒ سے روایت

صحیح بیان کی ہے ہرگز نہیں

2. ابونعیم اصبہانی نے اپنی کتاب الضعفاء ص 154 پر امام ابوحنیفہؒ کا ترجمہ نقل کیا ہے قال بخلق القرآن و استتیب من کلامه الردی غیر مرة کثیر الخطاء و الاوهام ۔کہ امام ابوحنیفہؒ قرآن مجید کے مخلوق ہونے کا قائل تھا اور ردی کلام سے کئی مرتبہ ان کو توبہ تائب کرا گیا کثیر الخطاء والاوھام ہے۔ یہ ابونعیم نے غلط بات کی ہے کہ امام ابوحنیفہؒ خلق قرآن کے قائل تھے چنانچہ امام بیہقیؒ کتاب الاسماء والصفات ص 251 میں لکھتے ہیں محمد سابق یقول سألت ابا یوسف فقلت اکان ابو حنیفه یقول القرآن مخلوق قال معاذ الله ولا انا اقوله فقلت اکان یری رأی جهم قال معاذ الله ولا انا اقوله رواته ثقات ۔محمد بن سابق فرماتے ہیں میں نے امام ابو یوسفؒ سے سوال کیا کیا امام ابوحنیفہؒ قرآن مجید کو مخلوق کہتے ہیں تو انہوں نے فرمایا معاذ اللہ اور نہ میں کہتا ہوں پھر میں نے کہا کہ کیا امام ابوحنیفہؒ جہم بن صفوان کی رائے رکھتے تھے تو انہوں نے فرمایا معاذ اللہ اور نہ میں رکھتا ہوں اس قول کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ امام بیہقیؒ کتاب الاسماء والصفات 251 میں لکھتے ہیں۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کلمت ابا حنیفة سنة جرداء فی ان القرآن مخلوق ام لا فاتفق رائیه و رأیی علی من قال القرآن مخلوق فهو کافر قال ابو عبدالله رواة هذا کلهم ثقات. میں نے امام ابو حنیفہؒ سے پورا سال مکالمہ کیا کہ کیا قرآن مجید مخلوق ہے یا نہ پس ان کی اور میری رائے اس بات پر متفق ہوگئی کہ جو شخص قرآن مجید کو مخلوق کہتا ہے وہ کافر ہے امام حاکمؒ ابوعبداللہ فرماتے ہیں اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ باقی اعتراض ابونعیم کا امام

ابوحنیفہؒ پرردی وفضول ہے۔حافظ ابن طاہر المقدسیؒ فرماتے ہیں۔ اسخن اللہ عین ابی نعیم یتکلم فی ابی عبداللہ ابن مندۃ و قد اجمع الناس علی امامته و یسکت عن لاحق و قد اجمع الناس علی کذبه (لسان المیزان ص 201 ج 1) کہ اللہ تعالیٰ ابونعیم کی آنکھ کو آگ میں جلائے یہ محدث ابی عبداللہ بن مندہ پر کلام کرتا ہے حالانکہ لوگوں کا اس کی امامت پر اجماع ہو چکا ہے اور سکوت کرتا ہے لاحق سے جس کے کذب پر لوگوں کا اجماع ہو چکا ہے۔

مسند ابوعوانہ اور حدیث رفع الیدین: مولانا سید بدیع الدین سندھی غیر مقلد نے ابوعوانہ کے نسخہ کی عبارت و اذا ارادان یرکع و بعدما یرفع رأسه من الرکوع لایر فعهما نقل کیا ہے اور اس نسخہ کو صحیح قرار دیا اور اس طرح دار المعرفۃ بیرون لبنان سے مطبوعہ نسخہ محقق ایمن بن عارف الدمشقی نے مسند ابوعوانہ ص 432 ج 1 میں و اذا ارادان یرکع و بعد ما یرفع رأسه من الرکوع لایرفعهما کے الفاظ سے نقل کیا ہے اس کی فوٹو کاپی لگائی جارہی ہے

مسند أبي عوانة

للإمام الجليل أبي عوانة يعقوب بن إسحاق
الأسفرائيني المتوفى سنة ٣١٦هـ
رضي الله عنه

تحقيق
أيمن بن عارف الدمشقي

الجزء الأول

دار المعرفة
بيروت - لبنان

[١٥٦٩] حدثنا عمار بن رجاء قال : ثنا الجعفي قال : ثنا زائدة عن المختار ، عن أنس قال : ما صليت مع أحد أتم صلاة وأوجز من النبي ﷺ .

[١٥٧٠] حدثنا عبيد الله بن سعيد بن كثير بن عفير قال : ثنا أبي قال : ثنا سليمان بن بلال قال : حدثني شريك بن عبد الله بن أبي نمر عن أنس بن مالك أنه قال : ما صليت وراء إمام قط أخف صلاة ولا أتم من رسول الله ﷺ وإن كان ليسمع بكاء الصبي فيخفف مخافة أن تفتن أمه[١]

[١٥٧١] حدثنا يونس بن حبيب قال : ثنا أبو داود قال : ثنا حماد بن سلمة عن ثابت ، عن أنس قال : ما صليت خلف أحد أخف صلاة من رسول الله ﷺ في تمام ، وكانت صلاة أبي بكر متقاربة فلما كان عمر مدَّ في الفجر[٢]

٣٧- بيان رفع اليدين في افتتاح الصلاة قبل التكبير بحذاء منكبيه وللركوع ولرفع رأسه من الركوع ، وأنه لا يرفع بين السجدتين

[١٥٧٢] حدثنا عبد الله بن أيوب المخرمي وسعدان بن نصر وشعيب بن عمرو في آخرين قالوا : ثنا سفيان بن عيينة عن الزهري ، عن سالم ، عن أبيه قال : رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى يحاذي بهما وقال بعضهم : نحو منكبيه ، وإذا أراد أن يركع ، وبعد ما يرفع رأسه من الركوع ، لا يرفعهما - وقال بعضهم : ولا يرفع بين السجدتين[٣] . والمعنى واحد . تم

[١٥٧٣] حدثنا الربيع بن سليمان عن الشافعي ، عن ابن عيينة بنحوه : ولا يفعل ذلك بين السجدتين .

[١٥٧٤] حدثني أبو داود قال : ثنا علي قال : ثنا سفيان : ثنا الزهري : أخبرني سالم عن أبيه قال رأيت رسول الله ﷺ بمثله[٤]

---

(١) مسلم (٤٦٩ / ١٩٠) من طريق شريك به .
(٢) مسلم (٤٧٣ / ١٩٦) من طريق حماد بن سلمة به .
(٣) مسلم (٣٩٠ / ٢١) من طريق سفيان به .
(٤) انظر الحديث السابق .

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

جماعت اہل حدیث کا ترجمان اور مسلک اہل حدیث کا داعی

الاعتصام

ہفت روزہ — لاہور

جلد نمبر ۴۴ | جمعۃ المبارک | ۲ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ — ۳ جولائی ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۲۷

مندرجات

خط و کتابت کا پتہ:

ہفت روزہ الاعتصام

شیش محل روڈ لاہور

زیر اہتمام: دار الدعوۃ السلفیہ لاہور

بدل اشتراک ۱۰۰ روپے سالانہ

فی پرچہ ۲ روپے

۳۰ امریکی ڈالر

۱۲۰ سعودی ریال

[illegible] الصلاة ○ حدثنا [illegible] ابن ابي الدنيا قال [illegible] عبيد الله يعني [illegible]

[illegible] بن زيد [illegible] انس قال [illegible] النبي صلى الله عليه وسلم [illegible]

[illegible] حدثنا [illegible] بن قتادة [illegible]

[illegible] صلى الله عليه وسلم [illegible] الناس [illegible] ○ حدثنا ابن ابي [illegible]

[illegible] كان رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible]

الناس صلاة [illegible] ○ حدثنا احمد بن محمد بن ابي بكر المقدمي [illegible] عبد الله

[illegible] قال [illegible] قتادة عن انس بن مالك قال ما رايت احدا [illegible]

صلاة من رسول الله صلى الله عليه وسلم في تمام ○ حدثنا [illegible] الجعفي

[illegible] عن المختار بن [illegible] انس قال ما صليت مع احد [illegible] من النبي صلى الله

عليه وسلم ○ حدثنا عبد الله بن سعيد [illegible] اسلم [illegible]

[illegible] شريك بن عبد الله بن ابي نمر عن انس بن مالك [illegible]

[illegible] من رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] النبي [illegible]

حدثنا [illegible] ثابت [illegible] انس [illegible] صلاة

[illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] عمر بن [illegible]

بيان رفع اليدين في افتتاح الصلاة

[illegible] السجدتين ○

حدثنا [illegible] قالوا نا

سفيان بن عيينة عن الزهري عن سالم عن ابيه قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح

الصلاة رفع يديه حتى يحاذي [illegible] واذا اراد ان يركع وبعد ما

[illegible] من الركوع [illegible] السجدتين [illegible]

حدثنا [illegible] النبي [illegible]

صلى الله عليه وسلم [illegible]

صلى الله عليه وسلم [illegible] حدثنا [illegible]

حافظ زبیر علیزئی نے (نور العینین ص72 طبع دوم) مسند ابوعوانہ کا جو قلمی نسخہ پیش کیا ہے اس میں واذا اراد ان یرکع و بعد مایرفع رأسہ من الرکوع فلا یرفعھما مذکور ہے ف کا لڑا الا کیساتھ ملا ہوا ہے۔ اور الاعتصام ہفت روزہ ۲ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ / ۳۱ جولائی ۱۹۹۲ء ص ۲۱ میں مولانا محمد ایوب اثری حیدرآباد سندھ نے جو مسند ابوعوانہ قلمی پیر جھنڈا کا نسخہ پیش کیا ہے اسمیں فلا یرفعھما صراحۃً نظر آ رہا ہے اسکی فوٹو کاپی بھی ملاحظہ کریں۔ ع۔ حق کا بول بالا جھوٹ کا منہ کالا۔

لاترفع الایدی والی روایت: حدثنا محمد بن عثمان بن ابی شیبہ حدثنا محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ حدثنا ابی ابن ابی لیلیٰ عن الحکم عن مقسم عن ابن عباسؓ عن النبیﷺ قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن حین یفتتح الصلوۃ و حین یدخل المسجد الحرام فینظر الی البیت و حین یقوم علی الصفا وحین یقوم علی المروۃ ویقف مع الناس عشیۃ عرفتہ و بجمع و المقامین حین یرمی الجمرۃ (طبرانی کبیر ص385 ج11 طبرانی طبع دوم ص305 ج 11) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ رفع الیدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات میں جس وقت نماز شروع کی جائے اور جس وقت مسجد حرام میں داخل ہو پس بیت اللہ پر نظر پڑے اور جس وقت پہاڑی صفا پر اور مروہ پر کھڑا ہو۔ اور جس وقت عرفہ کی شام کو لوگوں کے ساتھ کھڑا ہو اور مزدلفہ میں کھڑا ہو اور دو مقام رمی الجمار کرنے کے لئے۔ موقوف روایت: حدثنا ابو بکر قال حدثنا ابن فضیل عن ابن ابی

لیلیٰ عن الحکم عن مقسم عن ابن عباسؓ قال لا ترفع الایدی الا فی سبعمواضع اذا قمت الی الصلوٰۃ و اذا جئت من بلد و اذا رأیت البیت و اذا قمت علی الصفا والمروۃ و بعرفات و بجمع (ابن ابی شیبہ ص96 ج4 قسم دوم) اس کا ترجمہ مرفوع حدیث کی طرح ہے۔ موقوف روایت نمبر 2: حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ قال لا ترفع الا یدی الا فی سبع مواطن اذا قام الی الصلوۃ و اذا رای البیت و علی الصفا والمروۃ و بعرفات وبجمع و عند الجمار (مصنف ابن شیبہ ص 236 تا ص 237 ج1)

ترفع الایدی والی روایت: حدثنا احمد بن شعیب ابو عبدالرحمن النسائی انا عمرو بن یزید ابو یزید الجرمی حدثنا سیف بن عبیداللہ حدثنا ورقاء عن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ ان النبی ﷺ قال السجود علی سبعۃ اعضاء الیدین و القدمین والرکبتین و الجبھۃ ورفع الایدی اذا رائت البیت و علی الصفاء و المروۃ و بعرفۃ وبجمع و عند رمی الجمار و اذا اقیمت الصلوۃ (طبرانی کبیر ص452 ج11 وطبع دوم ص358 ج11) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سجدہ سات اعضاء پر ہے دونوں ہاتھوں پر، دونوں قدموں پر دونوں گھٹنوں اور پیشانی پر اور رفع الیدین کرنا جب بیت اللہ شریف کو دیکھے اور پہاڑی صفا و مروہ پر اور عرفتہ کے موقعہ پر اور مزدلفہ میں اور رمی الجمار کے

وقت اور جب نماز شروع کی جائے۔ اس حدیث کی سند میں عطاء بن السائب ہے جسکا آخری عمر میں حافظہ خراب ہوگیا تھا لیکن اس سے روایت کرنے والے ورقاء بن عمر ہیں جو امام شعبہؒ کے ہم عصر ہے اور امام شعبہؒ نے عطاء بن السائب سے تغیر حفظ سے پہلے سنا ہے پس یہ سند قوی ہے (نیل الفرقدین ص 119) اس کے علاوہ مختلط الحدیث راوی کی روایت متابعتہ سے بھی درست ہوجاتی ہے اور طبرانی کی پہلی روایت لاترفع الایدی والی میں حکمؒ عطاء بن السائب کے متابع ہیں اسی طرح موقوف روایت میں بھی حکمؒ عطاء بن السائب کے متابع ہیں۔ اعتراض: پہلی حدیث کی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ ضعیف ہے اور الحکم مدلس ہے اور عمران بن ابی لیلیٰ مجہول الحال ہے صرف ابن حبان نے ثقہ کہا ہے (نور العینین ص 82)

الجواب: نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں من حدیث ابن عباس بسند جیّد .....قال الهیثمی فی مجمع الزوائد فی الا سناد الاول محمد بن ابی لیلیٰ و هو سیی الحفظ و حدیثه حسن انشاء الله تعالیٰ (نزل الابرار ص 44) کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی کھری سند سے مروی ہے اور علامہ ھیثمیؒ نے فرمایا کہ پہلی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ ہے جو کہ خراب حافظہ والا ہے اور حدیث اس کی حسن ہے انشاءاللہ تعالیٰ۔ محدث منذریؒ لکھتے ہیں الا نصاری الکوفی صدوق امام ثقة ردی الحفظ کثیرا کذا قال الجمهور فیه الخ (الترغیب والترھیب ص 535 ج 5 طبع مصر بابی حلبی) یہ انصاری الکوفی ہے سچا ہے امام ہے ثقہ ہے حافظہ بہت خراب ہے جمہور محدثین کرامؒ نے یہی فیصلہ دیا ہے پھر یہ اکیلا

نہیں اور متابعات بھی اس کے موجود ہیں تو اس کی حدیث جیّد اور صحیح ہے۔ باقی رہی حکمؒ کی تدلیس کی بات تو حکمؒ طبقہ ثانیہ کا مدلس ہے جس کی تدلیس مضر نہیں۔ پھر اکیلا بھی نہیں دوسرے مقامات موجود ہیں اور عمران بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو صرف ابن حبانؒ نے ہی ثقہ نہیں کہا بلکہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں مقبول من الثامنۃ (تقریب ص225) کہ یہ آٹھویں طبقہ کا ہے اور مقبول ہے۔ مدونہ کبری للمالکیہ عن ابن وھب و ابن القاسم عن مالک عن ابن شھاب عن سالم عن ابیہ ان رسول اللّٰہ ﷺ کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلوٰۃ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ رفع الیدین اپنے کاندھوں کے برابر اس وقت کرتے تھے جب نماز شروع کرتے۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں اس روایت کو کسی مستند مالکی نے رفع الیدین کے خلاف پیش کیا اور نہ کوئی عقل مند اسے پیش کرسکتا ہے (نور العینین ص74)

الجواب: مدونہ کبریٰ والوں نے یہ روایت دلائل ترک رفع الیدین میں بیان کی ہے اور یہ مالکیوں کی مستند کتاب ہے اس میں عبدالرحمٰن ابن القاسمؒ نے امام مالکؒ سے رفع الیدین تکبیر تحریمہ کے سوا ضعیف ہونا امام مالک سے نقل کیا ہے چنانچہ حافظ ابن عبدالبر المالکی لکھتے ہیں واختلف العلماء فی رفع الیدین فی الصلوٰۃ فروی ابن القاسم وغیرہ عن مالک انہ کان رفع الیدین فی الصلوٰۃ ضعیفاً الا فی تکبیرۃ الاحرام وحدھا وتعلق بھذہ الروایتہ عن مالک اکثر المالکین. (التمہید ص212 ج9) اور علماء نے اختلاف کیا ہے نماز میں رفع

الیدین کے کرنے پر پس امام ابن القاسمؒ وغیرہ نے امام مالکؒ سے روایت کیا ہے ۔کہ امام مالکؒ نماز میں رفع الیدین کرنا ضعیف سمجھتے ہیں مگر تکبیر تحریمہ میں صرف اور اس روایت کے ساتھ اکثر مالکیوں نے تعلق پکڑا ہے ۔اور مدونہ کبری ص 68 ج 1 میں ہے قال مالک لا اعرف رفع الیدین فی شئی من تکبیر الصلوٰۃ لا فی خفض ولا فی رفع الا فی افتتاح الصلوٰۃ قال ابن القاسم و کان رفع الیدین عند مالک ضعیفاً الا فی تکبیر الا حرام ۔امام مالک نے فرمایا کہ رفع الیدین میں نہیں پہچانتا کسی شئی میں نماز کی تکبیر میں نہ نیچ میں نہ اونچ میں مگر نماز کی ابتداء میں ابن القاسم فرماتے ہیں کہ رفع الیدین کرنا امام مالکؒ کے ہاں ضعیف ہے مگر تکبیر تحریمہ میں عبداللہ بن عون الخراز والی روایت کا حال ۔حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ ڈیروی کہتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رفع الیدین اس وقت کرتے تھے جب نماز شروع کرتے پھر رفع الیدین کرنے کیلئے نہ لوٹتے تھے ۔اس روایت سے استدلال کئی لحاظ سے باطل ومردود ہے امام ابو عبداللہ الحاکم نے کہا ہذا باطل موضوع..... یہ روایت باطل موضوع ہے (نور العینین ص 75)

الجواب: شیخ محمد عابد سندھیؒ محدث مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً و کرامۃ فرماتے ہیں قلت تضعیف الحدیث لا یثبت بمجرد الحکم وانما یثبت ببیان وجوہ الطعن فیہ و حدیث ابن عمر الذی رواہ البیھقی فی خلافیاتہ رجالہ رجال الصحیح فما اریٰ لہ ضعفا بعد ذالک اللھم الا ان

یکون راوی عن مالک مطعونا لکن الا صل العدم فهذا الحدیث عندی صحیح لا محالته (بحوالہ معارف السنن ص498ج2) میں عابد سندھی کہتا ہوں کہ حدیث کا ضعف ہونا محض کسی کے حکم لگانے سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اسباب جرح کے بیان کرنے سے ہوتا ہے اور یہ حدیث (ترک رفع الیدین) کی جو امام بیہقیؒ نے خلافیات میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اس کے رجال صحیح (بخاری و مسلم کے ہیں) پس اس حدیث کا ضعف مجھے نظر نہیں آتا مگر یہ امام مالکؒ سے راوی مجروح ہو لیکن ایسا بھی نہیں پس یہ حدیث میرے نزدیک بالیقین صحیح ہے۔ اور اس حدیث کی سند بقول علامہ مغلطائی امام بیہقیؒ نے الخلافیات میں محمد بن غالب عن احمد بن محمد البرتی عن عبداللہ بن عون الخراز سے روایت کیا ہے علامہ البانیؒ غیر مقلد لکھتے ہیں قلت و ھذا سند ظاھرہ الجودۃ و قداغتر بہ بعض الحنفیۃ فقال الحافظ مغلطائی لاباس بسندہ (سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ ص347ج2) میں البانی کہتا ہوں کہ یہ سند ظاہراً کھری ہے اس لئے بعض حنفیہ دھوکہ کھا گئے ہیں پس حافظ مغلطائیؒ نے فرمایا کہ اس کی سند میں جرح نہیں ہے باقی اس سند میں حافظ مغلطائیؒ واقع نہیں ہے زبیر علیزئی اپنی بدفطرت کی بناء پر لکھتا ہے الکنجری کی عدالت نامعلوم ہے (نور العینین ص79) ہاں حافظ مغلطائیؒ کی تردید یوں ممکن تھی کہ امام بیہقیؒ نے خلافیات میں محمد بن غالب عن احمد بن محمد بن البرتی عن عبداللہ بن عون الخراز کی سند سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ مگر اس کے ثبوت یا تردید میں زبیر علیزئی خاموش ہیں زبان پر تالے لگے ہوئے اور قیامت تک انشاء اللہ زبان پر تالہ لگا رہے گا۔ باقی لفظ الکنجری نہیں بلکہ الکجری ہے جیسا کہ اکمال تہذیب الکمال

فی اسماء الرجال کے باہر والے ٹائٹل میں ہے۔

حضرت جابر بن سمرةؓ کی روایت کا حال: **خرج علینا رسول اللہ ﷺ فقال مالی اراکم رافعی ایدکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ** (صحیح مسلم ص 181 ج 1، نور الصباح ص 76 تا ص 77) حضرت جابرؓ بن سمرةؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ گھر سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے کیا ہو رہا ہے کہ میں تمہیں مست گھوڑوں کی طرح رفع الیدین کرتا دیکھ رہا ہوں جیسا کہ ان کی دمیں اٹھی ہوئی ہوتی ہیں نماز میں سکون کرو۔ اعتراض: حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں تمام محدثین کا اس پر اجماع ہے کہ اس حدیث کا تعلق تشھد کے ساتھ ہے.... مثلاً درج ذیل محدثین نے اس حدیث پر سلام کے ابواب باندھے ہیں (نور العینین ص 116 طبع دوم)

الجواب: یہ دو الگ الگ حدیثوں کو خلط ملط کر کے ایک حدیث بنانا درست نہیں ہے اس حدیث پر امام ابوداؤد نے یوں باب باندھا ہے باب النظر فی الصلوٰۃ (ابوداؤد ص 138 ج 1) امام عبدالرزاقؒ نے یوں باب باندھا ہے باب رفع الیدین فی الدعاء (مصنف عبدالرزاق ص 252 ج 2) اور امام بخاریؒ کے استاد ابوبکر بن شیبہ نے بھی اس پر باب من کرہ رفع الیدین فی الدعا کا باب باندھا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ص 486 ج 2) معلوم ہوا کہ اس حدیث سے اشارہ بوقت سلام مراد لینا درست نہیں ہے اور محدثین کا اس پر حقیقی اجماع نہیں بلکہ یہ حافظ زبیر علیزئی کا خالص جھوٹ ہے۔ اور قاضی عیاض المالکیؒ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں۔ و قد

ذكر ابن القصار هذا الحديث حجة في النهي عن رفع الا يدى على رواية المنع من ذالک جملة (لاكمال المعلم بفوائد مسلم ص 344 ج 2) اور بے شک المالکیؒ نے اس حدیث کو رفع الیدین نماز میں منع کرنے پر حجت کے طور پر پیش کیا ہے۔ مولانا تقی عثمانی سے گفتگو: مولانا عثمانی نے مدرسہ اشرف العلوم گوجرنوالہ میں جمعہ کی نماز پڑھائی تو ایک مجلس میں راقم الحروف کی موجودگی میں سید مشتاق علی شاہ صاحب نے مولانا تقی عثمانیؒ صاحب سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے درس ترمذی میں حضرت جابرؓ بن سمرہ کی حدیث مالی اراکم رافع ایدیکم الخ سے ترک رفع الیدین پر استدلال نہیں کیا جبکہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے فتح الملہم شرح مسلم میں اس سے استدلال کیا ہے اور حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی نے نور الصباح میں اس سے استدلال کیا ہے تو مولانا تقی عثمانی نے فرمایا کہ علامہ انور شاہ صاحب دامت مجدھم نے نیل الفرقدین میں اس سے استدلال نہیں کیا اگر آپ چند اکابر کی عبارات پیش کر دیں جنہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے تو میں رجوع کرلوں گا اور آئندہ اس کو درس ترمذی میں بطور ترک رفع الیدین کی دلیل کے ذکر کروں گا اس سلسلہ میں اس مجلس والوں نے راقم الحروف حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی کو مقرر کیا کہ اکابر کی عبارات آپ پیش کریں گے۔ چنانچہ راقم الحروف نے پہلا خط جو مولانا تقی عثمانی صاحب کو بھیجا اس میں یہ عبارات تھیں:

(۱) فلا يرفع يديه عندا لركوع و لا عند الرفع منه ولا في تكبيرات الجنائز بحديث ابى داؤد عن البراء بن عازب (الى) و بحديث جابر ابن سمرة قال خرج علينا الخ (البحر الرائق ص 322 ج 1)

(۲) و عن جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول الله ﷺ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ص 120 ج 1)

(۳) ملا علی قاریؒ شرح نقایہ ص 78 ج 1 میں لکھتے ہیں رواہ مسلم و یفید النسخ

(۴) اور شرح مشکوٰۃ جو مرقات کے نام سے ملا علی قاریؒ نے لکھی ہے اس میں ہے و لیس فی غیر التحریمة رفع یدیه عند ابی حنیفة لخبر مسلم عن جابر بن سمرة قال خرج علینا رسول الله ﷺ (الحدیث) حاشیہ مشکوٰۃ ص 75)

(۵) بدائع الصنائع والے نے بھی ترک رفع الیدین عند الرکوع پر استدلال کیا ہے

(۶) علامہ زیلعیؒ نے نصب الرایہ میں دو حدیثیں بنائی ہیں ایک ترک رفع الیدین عند الرکوع پر ایک اشارہ بالسلام پر اور پھر اس کے دلائل ذکر کئے ہیں

(۷) مولانا محمد ہاشمی سندھیؒ المتوفی 1174ھ بھی اپنے رسالہ کشف الرین میں حدیث مالی اراکم رافعی ایدیکم سے رفع الیدین عند الرکوع کی منسوخیت پر دلیل پکڑی ہے

(۸) مبسوط سرخسی ص 14 ج 1) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ کرامؓ کو رفع الیدین عند الرکوع کرتے دیکھا تو کرہ ذالک فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم الخ

(۹) مولانا محمد زکریا صاحب بھی حدیث مالی اراکم الخ سے ترک رفع الیدین پر استدلال کیا ہے (تقریر بخاری ص 106 ج 3) امید ہے کہ جناب مولانا تقی عثمانی صاحب اب آپ رجوع کریں گے۔

مولانا تقی عثمانی کا جواب

محمد تقی عثمانی

سابق رکن اسلامی نظریاتی

کونسل پاکستان و نائب مہتمم دارالعلوم کراچی 14

فون 131217 رہائش 312788

مورخہ 18 رمضان 1406ھ

۷۸۶

محترمی ومکرمی السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ ملا حدیث مالی اراکم الخ کے بارنے میں آپ کے دلائل پر غور کیا ان سے بات تو ثابت ہوتی ہے کہ اس حدیث سے ترک رفع الیدین پر استدلال بہت سے حضرات نے کیا ہے لیکن اس حدیث کے رفع الیدین عندالسلام سے الگ ہونے پر اب بھی اطمینان نہیں اور اگر اس کو رفع الیدین عندالرکوع سے متعلق مانا جائے تو ایک اشکال یہ ہے کہ اس صورت میں رفع الیدین عندالرکوع ناجائز مکروہ تحریمی اور حنفیہ کے نزدیک موجب اعادہ نماز ہونا چاہیے کیونکہ حدیث میں صرف نہی ہی نہیں بلکہ تشنیع وارد ہوئی ہے جو کم از کم کراہت تحریمی کی متقاضی ہے حالانکہ حنفیہ رفع یدین کو صرف خلاف اولیٰ کہتے ہیں مکروہ تحریمی نہیں کہتے۔ حیات النبی سے متعلق آپ نے فریقین کی ایک متفق علیہ تحریر احقر کو دی تھی میری رائے فریقین اگر اس پر متفق ہو کر فضول بحث ومباحثہ بند کردیں تو بہت اچھا ہوگا اور وہ تحریر اور اس پر فریقین کے اتفاق کا واقعہ اگر آپ قلم بند کر کے بھیج دیں تو شاید البلاغ "میں اس کی اشاعت مفید ہو۔ والسلام محمد تقی عثمانی۔ نوٹ فریقین کی متفق علیہ تحریر سے مراد وہ مناظرہ حیات النبی ﷺ کی تحریر ہے جو مولانا حافظ حبیب اللہ ڈیروی حیاتی اور مولانا امیر عبداللہ مماتی کے درمیان واقع ہوا ہے۔ جس کو قہر حق کے ص میں شائع کیا گیا ہے

مولانا حبیب اللہ ڈیروی کا تحریری جواب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔۔ بخدمت اقدس حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دام مجدہ ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ ۔ بعد

ازیں گذارش ہے کہ جناب کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ یادآوری کا شکریہ۔ جناب نے یہ تو تسلیم کرلیا ہے کہ حدیث مالی اراکم الخ سے ترک رفع یدین پر استدلال بہت سے حضرات نے کیا ہے مگر جناب نے یہ اشکال پیش کیا ہے کہ اگر اس حدیث کو رفع یدین عندالرکوع کے منع پر چسپاں کیا جائے تو پھر رفع یدین عندالرکوع ناجائز مکروہ تحریمی ہونا چاہیے کیونکہ حدیث میں صرف نہی ہی نہیں بلکہ تشنیع وارد ہوئی ہے جو کم از کم کراہت تحریمی کی متقاضی ہے حالانکہ حنفیہ رفع یدین کو صرف خلاف اولیٰ کہتے ہیں مگر وہ تحریمی نہیں کہتے۔

الجواب: جناب مفتی صاحب۔ راقم الحروف کو فقہ کی کتابوں اور فتاوی کی کتابوں کا مطالعہ بہت کم ہے مگر جناب تو ماشاءاللہ خود بھی مفتی اعظم ہیں اور مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ لیکن جناب نے جو یہ فیصلہ دیا ہے۔ درست نہیں

(۱) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ فرماتے ہیں: **ثم اعلم ان الرفع قبل الرکوع وبعده غیر معمول به وغیر مندوب عندنا معاشر الحنفیة لانه مکروه ولم یصرح بالکراهت الا صاحب منیة المصلی حیث قال ویکره ان یرفع یدیه عندالرکوع وعندرفع الرأس من الرکوع الخ** (معارف السنن ص 458 ج2) حضرت مولانا بنوریؒ نے فقہ کی کتاب منیۃ المصلی سے اس رفع یدین کے مکروہ ہونیکا ذکر تو فرمادیا مگر فرمایا کہ ان کے علاوہ کسی نے بھی کراہت کا قول نہیں کیا لیکن مولانا بنوریؒ کا یہ فیصلہ درست نہیں

(۲) مولانا موصوف کے استاد محترم علامہ سید محمد انور شاہ صاحب فرماتے ہیں فـما فـی الکبیری شرح المنیته والبدائع انه مکروه تحریما متروک عندی (فیض الباری ص 257 ج2) اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ رفع یدین عندالرکوع کو صاحب کبیری اور صاحب بدائع نے بھی مکروہ تحریمی لکھا ہے منیۃ المصلّی والا اس میں متفرد نہیں۔ لیکن علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ کے فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع یدین عندالرکوع کو مکروہ تحریمی کہنے والے صرف دو حضرات ہیں حالانکہ ان حضرات کے علاوہ بھی مکروہ کہنے والے موجود ہیں

(۳) مبسوط سرخسی ص 14 ج 1 کا حوالہ بھی آپ نے ملاحظہ کرلیا ہوگا جس میں رفع یدین عندالرکوع کی کراہت کی تصریح ہے

(۴) صاحب مراقی الفلاح ص 140 مطبوعہ نور محمد کراچی میں فرماتے ہیں ویکره الرفع فی غیر هذه المواطن فلایرفع یدیه عند الرکوع ولاعندالرفع منه ولا فی تکبیرات الجنائز غیر الاولیٰ لحدیث مسلم مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس ای صعب اسکنوا فی الصلوٰة

(۵) اور صاحب طحطاوی علی مراقی الفلاح ص 177 میں فرماتے ہیں ویکره رفع الیدین عندارادة الرکوع والرفع عندنا (باب مالفسد الصلوٰة)

(٦) علامہ شامیؒ فرماتے ہیں (تتمہ) بقی من المکروهات اشیاء اخر ذکر ها المنیة ونور الایضاح وغیر هما (الیٰ ان قال) ورفع یدیه عندالرکوع والرفع منه (شامی ص 484 ج 1 مطبوعہ مصر)

(۷) نیز علامہ شامیؒ فرماتے ہیں اشار الی انہ لا یرفع عند تکبیرات الانتقالات خلافاً للشافعی فیکرہ عندنا ولایفسد الصلوۃ الافی روایۃ مکحول عن الامام (شامی ص473 ج1 فصل فی بیان تالیف الصلوۃ)

(۸) فتاوی عالمگیری ص105 ج1، ص106 میں الفصل الثانی فی ما یکرہ فی الصلوۃ ومالا یکرہ کے تحت یوں لکھا ہے ویکرہ ان یفترش ذراعیہ و ان یرفع یدیہ عند الرکوع وعند رفع الرأس من الرکوع

(۹) مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ فرماتے ہیں قلت و الحاصل ان حدیث جابر بن سمرۃ یشمل علی امور عدیدۃ احدھا کراھت رفع الایدی فی الصلوۃ والامر بالسکون (بذل المجھود ص90 ج2) جناب تو اچھی طرح جانتے ہیں کہ مکروہ کا لفظ جب بولا جاتا ہے تو اس سے مراد مکروہ تحریمی ہوتا ہے

(۱۰) قطب وقت حضرت مولانا رشید صاحب گنگوہیؒ حدیث مالی اراکم الخ کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں فیہ دلالۃ علی ان رفع الیدین فی غیر تکبیرۃ الاولیٰ لا یجوز (الحل المفھم ص79 ج1) الناشر المکتبہ الشیخ 367/3 بہادر آباد کراتشی نمبر 5)

(۱۱) خلاصہ کیدانی والے تو رفع الیدین عندالرکوع کو حرام لکھا ہے

(۱۲) علامہ امیر کاتب اتقانیؒ رفع یدین عندالرکوع کرنے والے کی نماز کو فاسد شمار کرتے ہیں۔ دیگر احناف میں سے امام طحاویؒ حافظ ابن ہمام علامہ عینیؒ ملا علی قاریؒ حضرت شیخ الہند (تقریر ترمذی میں) وغیرہم رفع الیدین عندالرکوع کو منسوخ شمار

کرتے ہیں اور مفتی حضرات خوب جانتے ہیں کہ منسوخ چیز پر عمل کرنا کیا حکم رکھتا ہے
فقط والسلام حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی مدرس نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
26 ذوالقعدہ 1406ھ 3 اگست 1986ء۔ امید ہے کہ جناب خط کا جواب جلد از
جلد عنایت فرمائیں گے۔ مگر مولانا محمد تقی عثمانی نے حسب وعدہ نہ رجوع فرمایا اور نہ
اس خط کا جواب عنایت کیا راقم الحروف ایک زمانہ میں دارالعلوم کراچی میں مولانا
اشرف سیفی صاحب سے ملاقات کی اور اس خط کا ذکر کیا تو مولانا سیفی صاحب نے
فرمایا کہ خط انکو پہنچ گیا ہے مگر جواب دینے سے وہ عاجز ہیں میں نے کہا کہ میں اس تحریر
کو شائع کروں گا تو مولانا سیفی نے فرمایا آپ اس کو شائع نہ کریں مولانا عثمانی کی بے
عزتی ہے۔ قال عبداللہ بن مسعودؓ الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ ﷺ
فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ (سنن ترمذی ص 59 ج 1) وقال
حدیث حسن والمحلی ابن حزم ص 87 ج 4 تا ص 88) وقال ان ھذا الخبر
صحیح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھاؤں
پھر آپ نے نماز پڑھی اور ہاتھ نہیں اٹھائے سوائے پہلی دفعہ کے۔ امام ترمذی نے
فرمایا اس حدیث کی سند حسن ہے اور ابن حزمؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ علامہ
ناصر الدین البانی غیر مقلد فرماتے ہیں و الحق انہ حدیث صحیح و اسنادہ
صحیح الا شرط مسلم ولم نجد لمن اعلہ حجۃ یصلح التعلق بھا
ورد الحدیث من اجلھا۔ تعلیقات مشکوۃ (حدیث نمبر 809) اور حق بات یہی
ہے کہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور ہم کوئی ایسی علت نہیں
پاتے جس کی وجہ سے اس حدیث کا رد کیا جاسکے۔ علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں ابن مسعودؓ

کی حدیث کی سند صحیح ہے (مرعاۃ شرح مشکوٰۃ ص 293 ج 2) لعبید اللہ غیر مقلد)
حکیم محمود صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں کہ مولانا لکھنویؒ نے موطا کے حاشیہ ص 89 میں
فرمایا.... پھر عدم رفع یدین کی حدیثوں کی سندیں بھی صحیح نہیں سوائے حدیث ابن
مسعود کے (شمس الضحیٰ ص 118) علامہ احمد محمد شاکر غیر مقلد لکھتے ہیں و ھــــذا
الحدیث صححه ابن حزم فی المحلی و غیره من الحفاظ و ھو
حدیث صحیح وما قالو ھو فی تعلیله لیس بعلة (تعلیقات ترمذی
ص 41 ج 2) اور یہ حدیث اس کو ابن حزم نے محلی میں صحیح قرار دیا ہے اور دوسرے
حفاظ حدیث نے بھی اور یہ حدیث صحیح ہے اور جو معترضین نے اس میں علتیں بیان کیں
ہیں وہ کوئی علت قابل اعتماد نہیں ہے اور یہی بات علامہ احمد محمد شاکر کے دو شاگردوں
علامہ شعیب الارناؤط غیر مقلد اور علامہ محمد زھیر الشاویش غیر مقلد نے حاشیہ شرح السنہ
ص 24 ج 3 مطبوعہ مصر میں فرمائی ہے۔ علامہ ابن دقیق العید المالکی الشافعی فرماتے
ہیں کہ اس حدیث کا دارومدار عاصب بن کلیب پر ہے امام ابن معینؒ نے اس کو ثقہ قرار
دیا ہے (بحوالہ نصب الرایہ ص 359 ج 1) مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد ایک
حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں امام ترمذی نے اس حدیث کے متعلق یہ لکھی ہے کہ یہ
حدیث حسن ہے اور حدیث حسن مقبول و قابل عمل ہوتی ہے (واضح البیان ص 399)
اعتراض: لا یعود کی زیادت صحیح نہیں ہے امام دار قطنیؒ نے فرمایا کہ سند اس کی صحیح ہے
مگر اس میں ایک لفظ ہے لا یعود وہ محفوظ نہیں ہے ابو حذیفہؒ نے اپنی حدیث میں سفیان
ثوری سے ذکر کیا ہے اور وہ قول لم یعد ہے (کتاب العلل لدار قطنی
ص 172 ج 5 تا ص 173) زھیر بن حرب نے امام وکیعؒ سے لا یعود نقل کرتے ہیں (

محلی ابن حزم ج 3 ص 235 اور ج 4 ص 87) امام احمدؒ بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ لا یعود کی زیادۃ امام وکیعؒ اپنی طرف سے کہتے ہیں (مسائل الامام احمد بن حنبل روایة ابنه عبدالله ص 70) امام احمدؒ نے اپنے شیخ پر خوب اعتماد کیا ہے ماشاء اللہ حدیث کے طالبعلم ایسے ہی ہوں جن کو اپنے اساتذہ پر اعتماد بھی نہ ہو۔ حالانکہ عبداللہ بن مبارکؒ نے بھی وکیعؒ کی متابعت کی ہے اور نسائی ص 158 ج 1) میں سفیان ثوریؒ سے ثم لم یعد روایت کیا ہے اور مولانا ارشاد الحق الاثری حاشیہ جلاء العینین ص 87 میں لکھتے ہیں و تابعه معاویة و خالد بن عمر و وابو حذیفة ایضاً عندابی داؤد (ص 273 ج 1) کہ امام وکیعؒ کے متابع معاویہ خالد بن عمرو اور ابو حذیفہؒ نے بھی ابوداؤد میں متابعت کی ہے۔ اور نعیم بن حماد اور یحیی بن یحیی نے بھی اما م وکیعؒ سے ثم لا یعود روایت کیا ہے (طحاوی ص 132 ج 1) باقی فصلی فلم یرفع یدیه الامرة کے الفاظ سے مروی ہے یہ امام دار قطنیؒ ابن قطان فاسیؒ امام احمدؒ امام ابو بکر بن ابی شیبہؒ وعثمان بن ابی شیبہ محمد بن اسمعیل احمسیؒ محمود بن غیلانؒ حناد بن السریؒ روایت کرتے ہیں اور یہ الفاظ ان حضرات کے ہاں صحیح ہیں اور اس کا معنی لا یعود والا بنتا ہے امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمہ سے مروی ہے اور ثوریؒ اسکو عاصم بن کلیب سے روایت کیا ہے اور اسی طرح ابو بکر النھشلی نے عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن ابیہ وعلقمۃ عن عبداللہ روایت کی ہے اور اسی طرح عبداللہ بن ادریس نے عاصم بن کلیب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمۃ عن عبداللہ روایت کی ہے واسنادہ صحیح اور سند اسکی صحیح ہے (کتاب العلل ص 176 ج 5) مولانا محمد ظہیر احسن محدث شوق نیمویؒ لکھتے ہیں اور

اگر کوئی یہ کہے کہ زیادت ثمالا یعود کی غیر محفوظ ہونے کا دعویٰ غلط ہے اور محض غلط ہے۔نسائی ص168 میں یہ روایت بسند صحیح بطریق عبداللہ بن مبارک عن سفیان مروی ہے جس سے وکیع کا تفرد باطل ہوتا ہے اور سفیان کی متابعت ابوبکر نہشلی اور ابن ادریس نے کی ہے دار قطنی کی کتاب العلل ص143 میں ہے و سئل عن حدیث علقمته عن عبدالله قال الا اریکم صلوة رسول الله ﷺ فرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لم یعد فقال (ای الدارقطنی) یرویه عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة حدث به الثوری عنه و رواه ابو بکر النشهلی عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن ابیه و علقمة عن عبدالله و کذالک رواه ابن ادریس عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبدالله و اسناده صحیح دیکھو اس عبارت سے تفرد سفیان باطل ہو گیا جب تفرد باطل ہے تو غیر محفوظ ہونے کا دعویٰ بھی باطل ہوگا اس حدیث کو جس کی ترمذی نے تحسین کی ہے ابن حزم نے المحلّٰی میں صحیح کہا ہے اور علامہ ہاشم سندھی نے کشف الرین ص 11 میں لکھا ہے۔سند ابی داؤد صحیح علی شرط الشیخین یعنی ابوداؤد کی سند امام بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے (جلاء العین فی رفع الیدین قومی پریس لکھنو ص 6 تا ص 7)۔حافظ زبیر علیزئی صاحب اعتراض کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا لم یثبت حدیث ابن مسعود (سنن ترمذی ص59 ج1 واسنادہ صحیح)(نورالعینین ص119 تا 120)

الجواب: حضرت عبداللہ بن مبارک سے حدیث ترک رفع الیدین ایسی سند سے

ثابت ہے جس کے صحیح ہونے پر شبہ نہیں چنانچہ سند یوں ہے اخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبداللہ بن المبارک عن سفیان الخ امام نسائیؒ عظیم ثقہ ہیں اور سوید بن نصر بھی اعلیٰ درجہ کے ثقہ ہیں اور عبداللہ بن مبارکؒ تو عبداللہ بن مبارک ہی ہیں جو بالاتفاق ثقہ ہیں۔اب اس روایت کی سند پر نظر کر لیں جو عبداللہ بن المبارک سے جرح نقل کی ہے۔امام ترمذی فرماتے ہیں حدثنا بذا لک احمد بن عبدۃ الآملی حدثنا وھب بن زمعۃ عن سفین بن عبدالملک عن عبداللہ بن المبارک۔اس میں امام ترمذیؒ کا استاد احمد بن عبدۃ کے حالات معلوم نہیں یہاں تک کے اس کی تاریخ ولادت اور وفات بھی معلوم نہیں اندازہ یہ ہے کہ یہ تیسری صدی میں فوت ہوا ہے اس زمانہ میں نہ تو کسی شاگرد نے اس کی توثیق وتعریف کی ہے اور نہ کسی اور معاصر نے بلکہ آٹھویں صدی تک کسی محدث نے اس کی تعریف نہیں کی سوا علامہ ذھبیؒ کے کہ انہوں نے اس کو صدوق (سچا) کہا ہے (الکاشف ص 23 ج 1 وتھذیب ص 59 ج 1) اور علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ راوی کی توثیق جو صدوق کے لفظ سے کی جاتی ہے اس کا درجہ ثقہ اور متقن کے الفاظ سے کم ہے اور صدوق کے ساتھ ضعیف کا لفظ بھی مل سکتا ہے چنانچہ علامہ ذھبیؒ ایک راوی کے بارے میں فرماتے ہیں قلت ھو صدوق و لیس بمتقن (میزان ص 65 ج 3) کہ یہ راوی صدوق ہے لیکن متقن نہیں ہے امام ابو حاتمؒ حماد بن ابی سلیمان کے بارے میں لکھتے ہیں صدوق لا یحتج بہ (التعلیق المغنی ج 3 ص 269) کہ یہ راوی صدوق ہے مگر اس کے ساتھ حجت نہ پکڑی جائے۔تو اعلیٰ درجہ کی حدیث جو ترک رفع یدین میں مروی ہے اس کو گھٹیا درجہ کی سند سے رد کرنا انصاف کے خلاف ہے اس لیے امام ترمذی نے ابن المبارکؒ کی جرح کو ذکر کرنے

کے باوجود حدیث کو حسن کہا ہے۔ پھر سفین بن عبدالملک محدثین کرامؒ سے حدیث بیان نہیں کرتے یہ صرف عبداللہ بن المبارک سے روایت کرتے ہیں (دیکھئے خلاصہ تھذیب الکمال ص 445) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ ۲۰۰ھ سے بھی پہلے فوت ہوا ہے عبداللہ بن المبارکؒ سے قدیم السماع ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے (مجہول کے صیغہ سے) کہ سفیان عبدالملک نے ابومعاویہ الضریر سے بھی روایت کی ہے (تھذیب التھذیب ص 116 ج 4) اور دارقطنی ص 239 ج 1 اور بیہقی ص 79 ج 2) میں اس جرح کی ایک سند عبداللہ بن محمود حدثنا عبدالکریم بن عبداللہ عن وھب بن زمعہ عن سفین بن عبدالملک عن عبداللہ بن المبارکؒ۔ اس میں راوی عبدالکریم بن عبداللہ السکری مجہول ہے اس کا ترجمہ کتب اسماء الرجال سے ہمیں نہیں مل سکا۔ فلھذا ایسی مجہول سند کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور حضرت عبداللہ بن المبارک سے صحیح سند کے ساتھ ترک رفع الیدین کی حدیث ثابت ہو چکی ہے (والحمدللہ)۔ حافظ زبیر علیزئی فرماتے ہیں (۱۳) یحیی بن معین واللہ تعالیٰ اعلم بھی اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں حاشیہ جلاء العینین ص 28 نور العینین ص 123)۔

الجواب: یہ خالص جھوٹ ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ حافظ زبیر علیزئی لکھتے ہیں (۹) ابوبکر احمد بن عمر (و) البزار نے کہا و ھو حدیث لا یثبت و لا یحتج به (التمھید ص 220 ج 9 تا ص 221) یعنی یہ حدیث ثابت نہیں اور حجت نہیں (نور العینین ص 122)

الجواب: پہلے تو اس کو امام بزارؒ کی طرف نسبت کرنا غلط ہے کیوں کہ محشی کہتا ہے

فی الاصل عمرو البراء والصواب ما اثبتہ اصل میں عمرو البراء تھا اور بہتر وہ ہے جس کو میں نے بنایا پھر دوسرے نمبر پر امام بزارؒ کی جرح یزید بن ابی زیاد کی روایت پر ہے (عمدۃ القاری للعینی ص 273 ج5 والتلخیص الحبیر ص 221 ج1) نور العینین ص14 علامہ محمد انور شاہ صاحب فرماتے ہیں ثم رایت عبارۃ التمہید نقلھا بعضھم و قد نقل فیھا کلام البزار فی حدیث ابن مسعودؓ وھو فی العمدۃ و التلخیص فی حدیث یزید فیحتاط فی النقل فقد کثر التصحیف (نیل الفرقدین ص63) پھر میں نے تمہید کی عبارت دیکھی جس کو بعض نے نقل کیا ہے اور اس میں امام بزارؒ کی کلام عبداللہ بن مسعود کی حدیث کے بارے میں نقل کی ہے حالانکہ عمدۃ القاری اور التلخیص میں یہ جرح یزید بن ابی زیاد کے بارے میں ہے۔ پس نقل میں احتیاط ہونی چاہیے کیوں کہ تحریف بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے اس حدیث کو رد کر دیا کہ یہ ثابت نہیں (شرح الزرقانی علی موطا مالک ص 158 ج1 سبل السلام ص168 ج1 فتح الباری ص 175 ج2، نور العینین ص 120) اس جرح کی سند منقطع ہے ان میں سے کسی صاحب کی امام شافعیؒ سے ملاقات نہیں ہے فلھذا مردود ہے۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں احمد بن حنبل نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے (التمہید لمافی الموطا من المعانی والاسانید ص219 ج9) امام احمدؒ کی تعلیل کے لیے ملاحظہ ہو ہے۔ العلل ومعرفۃ الرجال ص116 ج1 تا ص117) مسائل احمد بروایۃ ابنہ ص 71 تلخیص الحبیر ص222 ج1، نور العینین ص120) الجواب امام احمدؒ نے ثم لا یعود کی زیادت پر

کلام کیا ہے اور باقی حدیث کو مسند احمد ص 388 ج 1 میں فلم یرفع یدیہ الا مرۃ کے الفاظ سے خود روایت کیا ہے امام احمد کی جرح پیش کر کے گڑ بڑی کرنا مسلمان کا کام نہیں بلکہ منافق کا کام ہے پھر یہ بات بھی گذر چکی ہے کہ امام وکیع ثم لا یعود کے روایت کرنے میں اکیلے نہیں ہیں بلکہ عبداللہ بن المبارک ابو حذیفہ وغیرہ بھی متابع ہیں حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں ابو حاتم الرازی نے کہا ھذا خطاء یقال و ھم الثوری فقد رواہ جماعۃ عن عاصم و قالو اکلھم ان النبی ﷺ افتتح فرفع یدیہ ثم رکع فطبق و جعلھما بین الرکبتین و لم یقل ماروی الثوری (علل الحدیث ص 96 ج 1) مفہوم یہ حدیث خطاء ہے کہا جاتا ہے کہ سفیان ثوری کو اس کے اختصار میں وہم ہوا ہے کیوں کہ ایک جماعت نے اس کو عاصم بن کلیب سے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے نماز شروع کی پس ہاتھ اٹھائے پھر رکوع کیا اور تطبیق کی اور اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھا کسی دوسرے نے ثوری والی بات بیان نہیں کی ہے الجواب عاصم بن کلیب سے ایک جماعت نے روایت تطبیق کی کی ہے یہ روایت یہ غلط اور محض غلط ہے بلکہ عبداللہ بن ادریس کے علاوہ کسی نے بھی بیان نہیں کی۔ جبکہ سفین ثوریؒ کی طرح ابو بکر النھشلیؒ اور ابن ادریسؒ نے بھی بیان کیا ہے (کتاب العلل لدار قطنی) فلھذا ابو حاتمؒ کی جرح مردود ہے۔ حافظ زبیر علیزئی فرماتے ہیں (۵) الامام الدار قطنی نے کہا لم یثبت (تلخیص الحبیر ص 222 ج 1) یہ روایت ثابت نہیں نیز ملاحظہ فرمائیں کتاب العلل للدار قطنی ص 346 ج 1۔ نور العینین ص 121)۔

الجواب: امام دار قطنی نے اپنی کسی کتاب میں یہ نہیں فرمایا کہ یہ حدیث ثابت نہیں بلکہ وہ کتاب العلل میں فرماتے ہیں اسنادہ صحیح جیسا کہ حوالہ گذر چکا ہے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں و کذا قال الدارقطنی انه صحیح الا ان هذه اللفظة (الدرایہ ص150 ج1) اور اسی طرح امام دار قطنیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے مگر لا یعود کا لفظ صحیح نہیں ہے۔ مگر ثم لم یعد کا لفظ صحیح ہو چکا ہے امام وکیعؒ امام عبداللہ بن المبارکؒ ابوحذیفہؒ وغیرہ کی روایت میں۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب فرماتے ہیں حافظ ابن حبان نے کتاب الصلوٰۃ میں کہا ھو فی الحقیقة اضعف شئی یعول علیه لان له عللا تبطله (تلخیص الحبیر ص222 ج1) مفہوم یہ روایت حقیقت میں سب سے زیادہ ضعیف ہے کیوں کہ اس کی علتیں ہیں جو اسے باطل قرار دیتی ہیں (نور العینین ص121)

الجواب: ابن حبانؒ کی کوئی کتاب کتاب الصلوٰۃ کے نام سے مرتب نہیں ہوئی یہ محض حافظ ابن حجرؒ کی کارروائی کا نتیجہ ہے ورنہ ابن حبان کی کتاب الصلوٰۃ دنیا کی سطح پر موجود ہی نہیں ہوئی آج کی دنیا نے بہت سی نایاب چیزوں کو یاب بنا دیا ہے مگر ابن حبان کی کتاب الصلوٰۃ نایاب ہی رہی اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک نایاب ہی رہے گی۔ حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں امام ابوداؤد السجستانی نے کہا هذا حدیث مختصر من حدیث طویل و لیس هو بصحیح علی هذا اللفظ (ابوداؤد نسخہ حمصیہ ص478 ج1 و مشکوٰۃ المصابیح۔ نور العینین ص121) چودھویں صدی میں بعض لوگوں نے امام ابوداؤد کی اس حدیث پر جرح کا انکار کیا ہے اور صاحب مشکوٰۃ

کے اوھام جمع کر کے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ابوداؤد سے اس قول کا انتساب وھم ہے حالانکہ درج ذیل ائمہ حدیث نے اس قول کو امام ابوداؤد سے منسوب کیا ہے۔ جن میں ابن الجوزی ابن عبد البر ابن عبد الھادی ابن حجر العسقلانی فی تلخیص الحبیر ص222 ج1 شمس الحق عظیم آبادی نے کہا و اعلم ان ھذہ العبارۃ موجودۃ فی نسختین عتیقتین عندی و لیست فی عامۃ نسخ ابی داؤد الموجودۃ عندی ۔ معلوم ہوا یہ عبارت امام ابوداؤد کی ہی ہے اسی حدیث پر (نور العینین ص122)

الجواب: شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد نے تحریف سے کام لیا ہے اور وہ دونوں نسخے پرانے صرف دنیا میں ان کے پاس ہیں اور کسی کے کتب خانہ میں نہیں (سبحانک ھذا بہتان عظیم) پھر ابن عبد البر کی التمھید میں بھی غیر مقلد محشی نے تحریف کا ارتکاب کیا ہے مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ نے پہلے سے خبردار کر دیا ہے کہ التمھید میں تحریف واقع ہو چکی ہے اور وہاں سے نقل بڑی احتیاط سے کرنی چاہیے باقی ابن الجوزی ابن عبد الھادی اور ابن حجر کو اشتباہ ہو گیا کہ امام ابوداؤد نے حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث پر جرح کی ہے تو انہوں نے سمجھا کے امام ابوداؤد نے حضرت ابن مسعود کی حدیث پر جرح کی ہے حالانکہ یہ حقیقت کے برخلاف ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ابن الجوزی اور ابن عبد الھادی کی عبارت میں غیر مقلد نے تحریف کا ارتکاب کر دیا ہو اور ابن حجر تخلیص الحبیر میں نقل کرنے میں محتاط نہیں ہیں ابن حجر نے خود کہا ہے کہ تلخیص الحبیر پر میں راضی نہیں ہوں۔ (9) حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں یحی

بن آدم ملاحظہ فرمائیں تلخیص الحبیر ص222 ج1۔نورالعینین ص122)۔

الجواب: یحیی بن آدم نے بھی جرح نہیں کی صرف امام احمد بن حنبل نے یوں کہا ہے کہ عبداللہ بن ادریس کی حدیث میں یحیی بن آدم فرماتے ہیں کہ میں نے نظر کی تو اس میں ثم لم یعد نہیں تھا (جز رفع الیدین ص14) اب حافظ ابن حجرؒ کا اس کو یہ رنگ دینا کہ قال احمد وشیخ یحی بن آدم ھو ضعیف کہ امام احمدؒ اور اس کے شیخ یحی بن آدم کے ہاں یہ حدیث ضعیف ہے۔ بہت بری بات ہے (اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے) (10) حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں محمد بن وضاح نے اس قسم کی حدیث کو ضعیف کہا ہے (التمھید ص221 ج9۔نورالعینین ص122)

الجواب: محمد بن وضاح یقول الاحادیث التی تروی عن النبی ﷺ فی رفع الیدین ثم لا یعود ضعیفة کلها (التمھید)۔ کہ محمد بن وضاح نے کہا کہ وہ احادیث رسول اللہ ﷺ سے ثم لا یعود سے روایت کیا ہے ضعیف ہیں۔ اول تو اس کی سند کی صحت ثابت کریں وثانیاً لا یعود کے علاوہ والی روایات تو صحیح ہیں۔ فلھذا زبیر علیزئی کا یہ بھی دھوکہ ہے اور مردود ہے۔ (11) حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں کہ امام بخاری نے بحوالہ تلخیص الحبیر حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے (نورالعینین ص123)۔

الجواب: امام بخاری سے جرح منقول کرنا صحیح نہیں اور جزء رفع الیدین ان کی طرف منسوب ہے جیسا کہ بحث آرہی ہے۔ نیز حافظ ابن قیمؒ نے تھذیب السنن ص368 ج1 میں فرمایا ہے و ضعفه الدارمی والدارقطنی و البیھقی کہ اس

حدیث ابن مسعود کو امام دارمی دارقطنیؒ وبیہقیؒ نے ضعیف قرار دیا ہے۔حالانکہ التلخیص الحبیر ص 221 ج 1 میں یزید بن ابی زیاد والی روایت کے بارے میں ہے ضعفہ البخاری واحمد و یحی والدارمی والحمیدی۔اللہ تعالیٰ حافظ ابن قیمؒ کو معاف فرمائے آمین) حالانکہ الدارمیؒ یا الدارقطنی یا بیہقیؒ نے حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کو ضعیف قرار نہیں دیا۔اور سفین ثوریؒ کی تدلیس کی بحث گذر چکی ہے کہ اس کی تدلیس مضر نہیں کیوں کہ یہ طبقہ ثانیہ کا مدلس لکھا ہے جبکہ محمد یحی گوندلوی غیر مقلد نے اپنی کتاب کے اندر اس کی تدلیس کو غیر مضر قرار دیتے ہوئے اس سے حجت پکڑی ہے۔

حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث کی تحقیق: **عن البراء بن عازب قال کان النبی ﷺ اذا کبر لا فتتاح الصلوٰۃ رفع یدیه حتی یکون ابهاماه قریباً من شحمتی اذنیه ثم لا یعود (معانی الآثار للطحاوی** ص 224 ج 1) نبی ﷺ شروع نماز میں رفع الیدین تھے یہاں تک کے آپ کے انگوٹھے کانوں کی لو تک ہو جاتے تھے پھر آپ دوبارہ نہیں کرتے تھے (نور العینین ص 134)

الجواب: حافظ زبیر علیزئی نے یہ حدیث طحاوی شریف سے پیش کی ہے حالانکہ صحاح ستہ کے مرکزی مؤلف امام ابوداؤد نے اس کو سنن ابی داؤد میں روایت کیا ہے ۔(۲) دوسری دلیل سنن ابی داؤد ص 109 ج 1 میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے طریق سے ایک روایت یوں آتی ہے۔حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں رأیت **رسول الله ﷺ رفع یدیه حین افتتح الصلوۃ ثم لم یرفعهما حتی**

انصرف ۔

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ رفع الیدین کیا جس وقت نماز شروع کی پھر نماز میں دوبارہ رفع الیدین نہ کیا حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو گئے ۔ امام ابوداؤد نے اس حدیث کو لیس بصحیح فرمایا یعنی کہ یہ صحیح نہیں لیکن حافظ زبیر علیزئی صاحب فرماتے ہیں نصب الرایہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید بن ابی زیاد بھی حکم نے متابعت کی ہے لہٰذا اس سند کے حسن ہونے میں شک نہیں ہے واللہ اعلم (جرابوں پر مسح تحریری مناظرہ زبیر علیزئی وعبدالرشید انصاری طبع اول ص 41) یعنی پہلی حدیث میں یزید بن ابی زیاد ہے اور اس نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے اور دوسری حدیث میں حکم اور عیسیٰ بن عبدالرحمٰن، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کر رہے ہیں تو صرف یزید حکم کے متابع نہ ہوئے بلکہ عیسیٰ بن عبدالرحمٰن کے بھی متابع ہوئے تو اس سند کے حسن ہونے میں شک نہیں ہے۔ تیسری حدیث مسند ابوحنیفہ بروایتہ ابو نعیم الاصبھانی ص 156 مطبوعۃ الریاض) میں حضرت امام ابوحنیفہ نعمانؒ بن ثابت سے روایت ہے قال سمعت الشعبی یقول سمعت البراء بن عازب یقول کان رسول اللہ ﷺ اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یحاذی منکبیہ و لا یعود لرفعھما حتی یسلم من صلوتہ. امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں میں نے امام شعبیؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے براء بن عازب سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول ﷺ جب نماز شروع کرتے تھے تو رفع الیدین کاندھوں کے برابر کرتے تھے پھر نماز میں رفع الیدین کرنے کیلئے نہ لوٹتے حتیٰ کہ نماز سے سلام پھیرتے تھے ۔ اس سند میں نہ یزید بن ابی زیاد ہے نہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہے۔

چوتھی حدیث: حدثنا القاضی ابو احمد محمد بن احمد بن ابراهیم حدثنا محمد بن جعفر بن محمد حدثنا رجاء بن صهیب سمعت الحسین بن حفص عن ابی یوسف و عن ابن ابی لیلیٰ عن الحکم عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراءؓ قال رأیت رسول الله ﷺ حین افتتح الصلوٰة کبر حتی رأیت ابهامیه حذاء اذنیه ثم لم یرفعهما حتی سلم (کتاب ذکر اخبار اصبهان تالیف الامام الحافظ ابی نعیم احمد بن عبداللہ الاصبهانی طبع لیدن باب الراء ص315 ج1) حضرت براءؓ فرماتے ہیں میں نے رسول ﷺ کو دیکھا جس وقت نماز شروع کی تو اللہ اکبر کہا حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ اپنے دونوں انگوٹھوں کو کانوں کے برابر کیا پھر دونوں ہاتھ نہ اٹھائے حتیٰ کہ سلام پھیرا۔ اس سند میں امام ابو یوسفؒ۔ محمد بن ابی لیلیٰ کا متابع ہے۔ پہلی حدیث جو طحاوی کے حوالے سے مذکور ہوئی ہے اسکی سند یوں ہے حدثنا ابو بکرۃ قال حدثنا مؤمل قال حدثنا سفیان الثوری قال حدثنا یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلیٰ عن البراء بن عازب الخ اس سند میں سفیان ثوریؒ نے یزید بن ابی زیاد سے لایعود کا جملہ نقل کیا ہے اور سفیان قدماء اصحاب یزید سے ہے۔

پانچویں حدیث: اخبرنا علی ابن احمد بن عمر المقرئی حدثنا ابراهیم بن احمد القرمیسینی حدثنا بشر بن موسی الاسدی واخبرنا عبدالباقی ابن محمد بن احمد الطحان اخبرنا محمد بن احمد الحسن الصواف حدثنا بشر بن موسی حدثنا موسی بن داؤد حدثنا عافیه بن

یزید عن ابن ابی لیلیٰ عن الحکم عن بن ابی لیلیٰ عن البراءؓ عن النبی ﷺ مثل حدیث قبلہ انہ کان اذا فتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ ثم لا یعود (تاریخ بغداد ص 307 ج 12) حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ جب نماز شروع کرتے تھے تو رفع یدین کرتے تھے پھر نہ لوٹتے تھے۔ ’’نوٹ عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا واسطہ کتابت کی غلطی کیوجہ سے گر گیا ہے‘‘

چھٹی حدیث: حدثنا احمد بن علی بن العلاء حدثنا ابو الاشعث حدثنا محمد بن بکر حدثنا شعبۃ عن یزید بن ابی زیاد قال سمعت ابن ابی لیلیٰ یقول سمعت البراءؓ فی ھذا المجلس یحدث قوماً منھم کعب بن عجرۃ قال رأیت رسول ﷺ حین افتتح الصلوٰۃ یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ (سنن الدارقطنی ص 110 ج 1 تحتی کلاں) عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں سنا میں نے حضرت براءؓ سے اس مجلس میں ایک قوم کو حضرت براءؓ حدیث بیان کر رہے تھے جس میں کعبؓ بن عجرۃ صحابی بھی تھے کہ دیکھا میں نے رسول ﷺ جسوقت نماز شروع کی تو رفع یدین کر رہے تھے پہلی تکبیر میں اب اس روایت میں یزید بن ابی زیاد کا سماع کا ذکر بھی ہے اور روایت بھی امام شعبہؒ سے ہے جو یزید کے قدیم اصحاب میں سے ہیں اور پہلی تکبیر میں رفع الیدین کا بیان کر رہا ہے۔

ساتویں حدیث: حدثنا اسحق حدثنا ابن ادریس قال سمعت یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلیٰ عن البراءؓ قال رأیت رسول اللہ ﷺ رفع یدیہ حین استقبل القبلتہ حتی رأیت ابھامیہ قریباً من اذنیہ ثم لم یرفعھما

(مسند ابو یعلی ص 291 ج 2) عبداللہ بن ادریس فرماتے ہیں کہ میں یزید بن ابی زیاد سے سنا عن ابن ابی لیلیٰ عن البراءؓ سے حضرت براءؓ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے رسول ﷺ کو رفع یدین کیا جسوقت قبلہ کا استقبال کیا حتی کہ دیکھا میں دونوں انگوٹھوں کو کانوں کے قریب کیا پھر رفع یدین نہ کیا۔ عبداللہ بن ادریس بھی قدماء اصحاب یزید سے ہیں اور وہ پھر یہ لم یرفعہما روایت کررہا ہے۔

آٹھویں حدیث: حدثنا اسحٰق حدثنا هشيم عن يزيد بن ابى زياد عن عبدالرحمن بن ابى ليلىٰ عن البراء قال رأيت رسول الله ﷺ حين افتتح الصلوٰة كبر ورفع يديه حتى كادتا تحا ذيا ن اذنيه ثم لم يعد (مسند ابو یعلی ص 290 ج 2) حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ جسوقت نماز شروع کی تو اللہ اکبر کہا اور رفع الیدین کیا حتی کہ دونوں ہاتھ کانوں کے برابر تھے پھر نہیں لوٹے۔ (نوٹ) امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ہشیم نے یزید بن ابی زیاد سے نہیں سنا۔ حالانکہ ہشیم یزید سے تحدیث کرتا ہے مثلاً ترمذی ص 171 ج 1) باب ماجاء مايقتل المحرم من الدواب میں ہے حدثنا احمد بن منيع حدثنا هشيم حدثنا يزيد ابى زياد. اور ابن ابی شیبہ ص 222 ج 1 میں ہے حدثنا ابوبكر قال حدثنا هشيم قال حدثنا يزيد بن ابى زيادالخ۔ معلوم ہوا کہ صرف کوئی رواۃ ہی ثم لم یعد روایت نہیں کرتے بلکہ دوسرے حضرات بھی یہ الفاظ نقل کرتے اور ہشیم واسطی ہیں اور ہشیم کا سماع یزید سے اول عمر میں ہوا ہے سنن بیہقی ص 76 ج 2)

نویں حدیث: حدثنا محمد بن الصباح البزار حدثنا شریک عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراء ان رسول اللہ ﷺ کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود (ابوداؤد ص 109 ج 1) حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تھے تو رفع الیدین کرتے کانوں کے برابر پھر نہیں لوٹتے تھے۔ اس میں شریک نے یزید بن ابی زیاد سے لا یعود روایت کیا ہے۔

دسویں حدیث: حدثنا عبدالوارث بن سفیان قال حدثنا قاسم بن اصبغ قال حدثنا احمد بن زھیب قال حدثنا ابو نعیم قال حدثنا موسی بن محمد الانصاری عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراء بن عازب قال صلیت خلف النبی ﷺ فکبر فرفع یدیہ حتی حاذی اذنیہ فی اول مرۃ لم یزد علیھا (التمہید لابن عبدالبر ص 214 ج 9) حضرت براءؓ بن عازب سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی پس اللہ اکبر کہا پس رفع یدین کیا حتیٰ کہ ہاتھ کانوں کے برابر کئے پہلی مرتبہ میں اس اس پر زیادہ نہ کیا۔ اس روایت کی سند میں موسی بن محمد الانصاریؒ نے یزید بن ابی زیاد سے لا یعود کے ہم مثل روایت کیا ہے۔

گیارہویں حدیث: سفیان بن عیینہ المصنف عبدالرزاق ص 71 ج 2 یزید بن ابی زیاد سے لا یعود کے الفاظ سے روایت کرتے ہیں اصل الفاظ عبدالرزاق عن ابن عیینہ عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراء بن

عازب مثله و زاد قال مرۃ واحدۃ ثم لا یعود لرفعھما تلک الصلوٰۃ ۔ تو سب حضرات یزید بن ابی زیاد سے ثم لا یعود سے روایت کرتے ہیں محدث ابن عدیؒ فرماتے ہیں و رواہ ھشیم و شریک وجماعتہ معھما عن یزید باسنادہ و قالوا فیہ ثم لم یعد (کامل ابن عدی ص 2730 ج 7) کہ اس حدیث کو ہشیم اور شریک نے اور ان دونوں کے ساتھ ایک جماعت ہے جو یزید بن ابی زیاد سے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس میں انہوں نے لم یعد کہا ہے۔ یزید بن ابی زیاد کی ثقاہت کے دلائل نور الصباح حصہ اول ص 158 تا ص 165 ملاحظہ کریں۔ البتہ چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں ویزید فیہ ضعف یسیر (التلخیص الحبیر ج 2 ص 117) اور یزید میں تھوڑا سا ضعف ہے علامہ ذھبیؒ فرماتے ہیں وھو حسن الحدیث (العبر) (بحوالہ شذرات الذھب ص 106 ج 1) یزید حسن حدیث والا ہے علامہ عراقیؒ بھی فرماتے ہیں ہذا حدیث حسن ویزید بن ابی زیاد کو امام مسلم نے متابعات میں اخراج کیا ہے اور حافظ ابن حجرؒ یزید بن ابی زیاد کی ایک سند کو اسنادہ مقارب لکھتے ہیں (الدرایہ ص 6 ج 2) اعتراض: سفین بن عیینہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یزید بن ابی زیاد نے مکہ میں حدیث سنائی تو اس میں ثم لا یعود نہیں تھا پھر کوفہ میں آیا تو میں نے ان سے سنا کہ ثم لم یعد کہتا تھا (نور العینین ص 136 و 137)

الجواب: یزید بن ابی زیاد کی ولادت 47ھ میں ہوئی۔ یزید بن ابی زیاد سفیان بن عیینہ سے ساٹھ سال پہلے پیدا ہوئے۔ اب سفین مکہ میں 163ھ میں منتقل ہوا اور یزید کوفہ میں 136ھ میں وفات پاچکا تھا تو محال بات ہے کہ یزید اول زمانہ میں مکہ

میں سفیان بن عیینہ کو حدیث بغیر لا یعود کے روایت کرتا ہے پھر سفین جب کوفہ میں آتا ہے تو لا یعود کی زیادتی سے روایت کرتا ہے اور محدث حمیدی مخالفین اہل کوفہ خصوصاً امام ابو حنیفہ کے ہیں انکی بات مخالف معتبر نہیں ہے جب کہ محدث عبد الرزاقؒ ابن عیینہ سے لا یعود کی زیادت سے یزید سے روایت کرتے ہیں اور کوئی تلقین کی بات نہیں کرتے۔ اور ابن عیینہ نے یزید سے خود سماع کیا ہے۔

حدیث محمد بن جابر السحیمی : محمد بن جابر عن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبداللہ قال صلیت مع النبی ﷺ و مع ابی بکر و مع عمر رضی اللہ عنهما فلم یرفعوا ایدیهم الا عند التکبیرة الا ولیٰ فی افتتاح الصلوٰة (سنن الدار قطنی ص295 ج1) محمد بن جابرؒ نے اپنی سند سے عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کے سوا ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں یہ حدیث موضوع ہے اسے کسی امام نے بھی صحیح نہیں کہا بلکہ بے شمار ائمہ نے اسے صاف طور پر ضعیف و موضوع قرار دیا ہے (نور العینین ص 141)

الجواب: محدث ابن عدیؒ فرماتے ہیں **قال الشیخ و لمحمد بن جابر من الحدیث غیر ما ذکرت و عندا اسحق بن ابی اسرائیل عن محمد بن جابر کتاب احادیث صالحته و کان اسحق یفضل محمد بن جابر علی جماعته شیوخ هم افضل منه و اوثق الخ** (کامل ص2163 ج6) شیخ محدث ابن عدی نے فرمایا کہ محمد بن جابر کے لئے حدیثیں اور بھی ہیں جو میں نے ذکر

نہیں کیں اور اسحٰق بن اسرائیل کے پاس محمد بن جابر کی کتاب تھی جس میں صحیح حدیثیں موجود ہیں اور الکامل لابن عدی ص 6158 ج 6) میں ہے قدم عبداللہ بن المبارک علی محمد بن جابر و هو یحدث بمکته فی سنته ثمان و ستین و مائته فقال حدث یا شیخ من کتبک قال من هذا قیل عبداللہ بن المبارک فارسل الیه بکتبه و کان عبدالرحمن یسأله من حدیث حماد و عبداللہ ساکت ۔ عبداللہ بن المبارک محمد بن جابر کے پاس آیا اور محمد بن جابر مکہ مکرمہ میں حدیث بیان کررہا تھا۔ 168ھ میں تو عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا اے شیخ اپنی کتابوں سے حدیث بیان کریں محمد بن جابرؒ نے کہا یہ کون ہے تو کہا گیا کہ عبداللہ بن مبارک ہیں تو محمد بن جابرؒ نے اپنی کتابیں عبداللہ بن المبارکؒ کے ہاں بھیج دیں اور محدث عبدالرحمٰن (بن مھدیؒ) محمد بن جابرؒ سے حضرت حمادؒ کی حدیث پوچھتے تھے اور عبداللہ بن المبارک خاموش تھے۔ پس معلوم ہوا کہ محمد بن جابر کی حدیثیں جو انکی کتابوں میں ہیں وہ صحیح ہیں اور جو حافظہ سے ہیں ان میں گڑبڑ ہے اور حمادؒ کی حدیث بھی صحیح ہے کیوں کہ عبدالرحمٰن بن مھدی محمد بن جابر سے حماد کی حدیث کے بارے میں سوال کرتے تھے اور عبداللہ بن المبارک خاموش تھے یہ خاموشی رضا کی دلیل ہے ۔ پس یہ حدیث ترک رفع یدین کی ان احادیث میں سے ہے۔ جو امام اسحٰق بن ابی اسرائیل کے پاس محمد بن جابر کی کتاب تھی اور اس میں صحیح حدیثیں تھیں اس لئے محدث اسحٰق بن ابی اسرائیل فرماتے ہیں۔ و به نا خذ (الدار قطنی ص 111 ج 1) اور ہم بھی ترک رفع یدین پر عمل کرتے ہیں۔ محمد بن جابرؒ پر کذب کی جرح نہیں ہے کہ اس کی روایت کو معاذ اللہ موضوع قرار دیا جائے جیسا کہ بعض ناعاقبت اندیش لوگوں نے

کہا باقی محمد بن جابرؒ کی توثیق نور الصباح حصہ اول میں کر دی گئی ہے۔

عباد بن زبیر کی روایت کا حال: عن عباد ابن الزبیر ان رسول اللہ ﷺ کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ فی اول الصلوۃ ثم لم یرفعہما فی شئی حتی یفرغ (نصب الرایہ ص404 ج1) بحوالہ خلافیات بیہقی: کہ حضرت عباد بن الزبیر فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ رفع الیدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے تھے ابتداء نماز میں پھر رفع الیدین نہ کرتے حتی کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔ اعتراض: حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں اسی طرح عباد بن الزبیر نامی کسی شخص سے ایک روایت منسوب کی گئی ہے جس میں اول تو انقطاع ہے (بشرط توثیق روای وتسلیم ارسال الزاماً) دوم عباد بن الزبیر نا معلوم ہے (یاد رہے کہ یہ عباد بن عبداللہ بن الزبیر نہیں ہے) سوم اسکے بعض راویوں میں نظر بھی ہے حافظ ابن قیم نے اس روایت کے بارے میں کہا وھو موضوع یعنی یہ روایت موضوع ہے (المنار المنیف فی الصحیح والضعیف ص 139۔ نور العینین ص 147)

الجواب: یہ راوی عباد بن عبداللہ بن الزبیر ہی ہے اور اس کے بعض راویوں پر نظر بھی نہیں ہے راقم الحروف نے نور الصباح حصہ اول کے ص 80 تا ص 81 میں ان راویوں کی توثیق نقل کی ہے باقی رہی حافظ ابن قیمؒ کی بات تو اس کتاب میں انہوں نے صحیح حدیثوں کو موضوع کہا ہے مثلاً ایک حدیث ہے العجوۃ والصخرۃ من الجنۃ (مسند احمد ص 31 ج5 و ص 65 ج5) کہ عجوہ اور صخرۃ (پتھر) جنت سے ہیں اس روایت کی علامہ ذہبیؒ و امام حاکمؒ نے تصحیح کی ہے (مستدرک ص 120 ج4 مع التلخیص و

ص 203 ج 4) لیکن حافظ ابن قیم صاحب نے المنار المنیف ص 87 میں اس کو بے اصل کہا ہے حالانکہ العجوۃ من الجنۃ یہ روایت بخاری میں موجود ہے۔ المنار المنیف ص 60 میں ہے و کل حدیث فیه یا حمیراء او ذکر الحمیراء فهو کذب مختلق۔ کہ ہر وہ روایت جس میں یا حمیراء ہے یا ذکر حمیراء کا ہے وہ جھوٹ ہے گھڑا ہوا ہے حالانکہ کئی سندوں سے صحیح ہے دیکھئے مستدرک حاکم ص 119 ج 3 و ص 471 ج 4) ونسائی کی سنن کبریٰ میں دو حدیثیں ہیں دونوں صحیح ہیں (بحوالہ فتح الملہم ص 439 ج 2) اور مشکل الآثار طحاوی ج 1 ص 117۔ میں یا حمیراء ہے طبرانی اوسط ص 91 ج 2) میں یا حمیراء ہے اور الترغیب والترھیب بالمنذری ج 4 ص 241 میں یا حمیراء ہے وقال ایضاً هذا مرسل جید وغیرہ وغیرہ۔

حضرت عمرؓ کا اثر: ابراهیم عن الاسود کان عمر بن الخطاب یرفع یدیه فی الاول تکبیرۃ ثم لا یعود (الطحاوی و البیهقی) بقول ابراهیم عن اسود میں انہوں حضرت عمرؓ کو دیکھا ہے کہ وہ شروع تکبیر میں رفع الیدین کرتے پھر دوبارہ نہیں کرتے (نور العینین ص 156) امام طحاویؒ فرماتے ہیں وھو حدیث صحیح (شرح معانی الاثار ص 111 ج 1) اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں وہذا رجالہ ثقات (الدرایہ ص 152 ج 1) اور اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اعتراض: حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں امام ابوعبداللہ الحاکم نے اس روایت پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ روایت شاذ ہے اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی (نصب الرایہ ص 405 ج 1) امام ابوزرعہ رازی نے الحسن بن عیاش کے مقابلہ میں سفیان

الثوری کی اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے جس میں پھر نہ کرنے کا ذکر نہیں ہے (علل الحدیث لابن ابی حاتم ص 95 ج 1) (نور العینین ص 157)

الجواب: امام طحاویؒ حافظ ابن حجر وغیرہ کے مقابلہ میں امام حاکم شیعہ کی بات قابل اعتماد نہیں اور امام ابوزرعہ رازی کا سفین ثوری کی روایت کو صحیح قرار دینا تو انہوں نے سفین کی تدلیس کا اعتبار نہیں کیا۔ کیا یہ روایت اب زبیر علیزئی کے ہاں صحیح ہو گئی ہے سفین ثوری کی تدلیس معاف ہو گئی ہے۔ بے حیا باش وہر آنچہ خواہی کن۔

اعتراض نمبر 2: دوسرے یہ کہ اس روایت میں ابراہیم نخعی کوفی مدلس ہیں (نور العینین ص 157)

الجواب: ابراہیم نخعی کی تدلیس مضر نہیں کیوں کہ یہ دوسرے درجہ کا ہے جس کی تدلیس کو ائمہ کرامؒ نے برداشت کیا ہے۔ اور زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں میں نے اپنے مضمون میں حضرت انسؓ نافع مولیٰ ابن عمر اور ابراہیم نخعیؒ وغیرہ ھما ائمہ مسلمین سے ثابت کیا ہے کہ جوربین وخفین ایک ہی چیز کے دو نام ہیں (جرابوں پر مسح طبع اول ص 23) اس تحریر میں ابراہیم نخعیؒ کو ائمہ مسلمین میں سے شمار کیا ہے۔

اعتراض نمبر 3: ایک علت یہ بھی ہے کہ اگر سیدنا عمرؓ رفع الیدین نہ کرنے والے ہوتے تو انکا جلیل القدر اور فقیہ بیٹا عبداللہؓ بھی رفع الیدین نہ کرتا حالانکہ معاملہ بر عکس ہے ابن عمرؓ رفع الیدین کرتے تھے بلکہ نہ کرنے والوں کو مارتے تھے (کما تقدم) لہٰذا یہ روایت صحیح نہیں ہے (نور العینین ص 157)

الجواب: کنکریاں مارنے کی روایت میں ولید بن مسلم متفرد ہے امام ابوداودؒ

کتاب الطب میں فرماتے ہیں ان الولید بن مسلم اخبر ھم عن ابن جریج ...... قال ابو داؤد ھذا لم یروہ الولید لاندری صحیح ھوام لا (ابوداؤد ص 282 ج 2۔ باب فیمن تطبب ولا یعلم منہ طب) ولید بن مسلم نے اگرچہ تصریح سماع اخبر ھم کے صیغہ سے روایت کی ہے

(i) امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ ولید بن مسلم کی یہ روایت صحیح ہے یا نہیں

(ii) ولید بن مسلم کی روایت باوجود تحدیث کے اور صحیح مسلم میں ہونے کے علاوہ نوویؒ لکھتے ہیں ضعیف بل باطل (شرح مسلم ص 90 ج 1) کہ یہ روایت ضعیف بلکہ باطل ہے

(iii) تذکرۃ الحفاظ ص 688 ج 2 میں ھشام بن عمار حدثنا الولید حدثنا الاوزاعی الخ اس سند کے بارے میں علامہ ذھبیؒ لکھتے ہیں رواتہ ثقات لکنہ منکر ۔ کہ راوی اس کے ثقہ ہیں مگر منکر ضعیف ہے۔ اس کے حاشیہ میں علامہ المعلمی غیر مقلد لکھتے ہیں علتہ ان الولید یدلیس التسویۃ و کذاھشام فیما یظھر کہ اس سند کی علت یہ ہے کہ ولید بن مسلم تدلیس التسویہ کرتا ہے اور اسی طرح ھشام جیسا کہ ظاہر ہو رہا ہے۔ تحدیث کے باوجود علامہ معلمی غیر مقلد تدلیس التسویہ کا الزام ولید بن مسلم پر لگا رہے ہیں

(iv) عن مکحول عن محمود عن ابی نعیم انہ سمع عبادۃ بن الصامت الخ کی حدیث قراءۃ خلف الامام کی سند میں ابونعیم کا اضافہ ولید بن مسلم کی غلطی ہے ۔ چنانچہ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں و قد غلط الولید بن مسلم فی اسنادہ (کتاب

القراءۃ ص 44) اور ولید بن مسلم نے اس کی سند میں غلطی کی ہے۔ ولید بن مسلم حدثنی غیر واحد منھم سعید بن عبدالعزیز التنوخی عن مکحول سے حدثنی کے کلمے سے حدیث بیان کر رہا ہے مولانا ارشاد الحق صاحب اثری لکھتے ہیں محمود عن ابی نعیم عن عبادۃ کی سند میں ابونعیم کا ذکر کرنا راوی کا وہم ہے اور یہ وہم ولید بن مسلم کا ہے مکحول کا نہیں امام بیہقیؒ فرماتے ہیں و قد غلط الولید بن مسلم فی اسنادہ (کتاب القراءۃ ص 44 اور السنن الکبری ص 165 ج 2) میں بھی امام ابن صاعد سے ولید کی غلطی قرار دیا ہے مکحول کی نہیں۔ امام دارقطنی سنن ص 319 ج 1 میں بھی امام ابن صاعد سے یہی قول نقل کیا ہے کہ یہ غلطی ولید کی ہے (توضیح الکلام ص 350 ج 1 تا ص 351) اب غیر مقلدین حضرات ولید بن مسلم کی روایت کو غلط قرار دے رہے ہیں حالانکہ ولید بن مسلم بے چارہ کلمہ حدثنی سے حدیث بیان کر رہا ہے (مولانا ارشاد الحق صاحب اثری لکھتے ہیں اگر یہ روایت معنعن ہوتی تو ہم مولانا صاحب کا اعتراض کچھ وزنی سمجھتے لیکن یہاں ان سے تحدیث ثابت ہے اور ہم اسے متابعت میں پیش کر رہے ہیں) (مولانا ارشاد الحق صاحب اثری لکھتے ہیں امام احمدؒ کا سبب بھی تدلیس ہی ہے لیکن زیر بحث روایت میں تحدیث ثابت ہے مگر مولانا صفدر صاحب کا فرمانا کہ جو اس کی مسموع اور غیر مسموع روایت کی کوئی تمیز نہیں تو پھر حدثنا وغیرہ کی آڑ لینا بے سود ہے (ملخصا احسن ص 86 ج 2) صفدر کا اپنا طرز عمل تو یہ محض حدیث سے جان چھڑانے کا ناکام بہانہ ہے جبکہ ولید بن مسلم صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا راوی ہے (توضیح الکلام ص 308 ج 1) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں بعض الرواۃ ادخل بین محمود خلف الامام فی الصلوات کلھا) بعض راویوں

نے محمود اور حضرت عبادہؓ کے درمیان ایک شخص کو داخل کر دیا ہے اور یہی روایت امام دار قطنیؒ کے ہاں ضعیف ہے (نوٹ) مولانا ارشاد الحق صاحب اثری نے ولید بن مسلم کی روایت توضیح الکلام ص 306 ج 1) میں متابعت کے طور پر ذکر کر کے کہا کہ سند حسن درجہ سے قطعاً کم نہیں مگر جب اضطراب سنن کا مسئلہ درپیش ہوا تو مولانا اثری صاحب ابونعیم کا اضافہ ولید بن مسلم کا وہم قرار دیا۔ اور ائمہ محدثین کرامؒ سے ولید بن مسلم کی غلطی کی نشاندہی کی کیا یہی ایمانداری ہے میاں ارشاد الحق صاحب اثری کی (سبحان اللہ)

(۷) ترمذی باب مسح اعلاہ واسفلہ ص 15 ج 1 وص 16 میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ بے شک نبی اکرم ﷺ موزے کے اعلی اور اسفل حصہ کا مسح کیا ہے۔ جسکی سند یوں ہے حدثنا ابو الولید الدمشقی نا الولید بن مسلم اخبرنی ثور بن یزید الخ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں وھذا حدیث معلول لم یسندہ عن ثور بن یزید غیر الولید وسألت ابازرعۃ ومحمدًا عن ھذا الحدیث فقالا لیس بصحیح اور یہ حدیث ضعیف ہے اسکو صیغہ سماع سے ولید بن مسلم کے سوا کسی نے روایت نہیں کیا اور میں نے امام ابو زرعہؒ اور امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو دونوں نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اور امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتمؒ نے اپنے باپ ابوحاتمؒ اور ابوزرعہؒ سے روایت کیا ہے کہ ولید بن مسلم کی یہ حدیث غیر محفوظ ہے اور علامہ ابن حزم نے فرمایا کہ ولید بن مسلم نے دو جگہ پر خطاء کی ہے اور امام اثرمؒ نے فرمایا کہ امام احمدؒ نے ولید بن مسلم کو ضعیف قرار دیا ہے (بحوالہ تحفۃ الاحوذی ص 99 ج 1) نوٹ: یاد رہے کہ ولید بن مسلم نے یہاں بھی صیغہ سماع

اخبرنی سے روایت نقل کی ہے مگر محدثین کرامؒ نے اس حدیث کو رد کر دیا ہے

(vi) امام بیہقیؒ فرماتے ہیں وروی من وجه آخر ضعيف عن ابی الدرداء کہ اور ایک ضعیف سند سے حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے پھر امام بیہقیؒ نے باب من كره اخذ الاجرة عليه کے تحت ایک حدیث ذکر کی ہے جو بواسطہ ولید بن مسلم حدثنا سعيد بن عبدالعزيز عن اسماعيل بن عبيد الله عن ام الدرداءؓ عن ابی الدرداءؓ ان رسول الله ﷺ قال من اخذ قوساً على تعليم القران قلده الله قوساً من نار ۔ پھر امام دحیمؒ سے نقل کیا ہے لیس له اصل کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے دیکھئے (السنن الکبریٰ ص 126 ج 6) اب ولید بن مسلم صیغہ سماع حدثنا سے روایت کر رہے ہیں۔ مگر امام بیہقیؒ ضعیف قرار دیتے ہیں اور محدث شام امام دحیمؒ اس حدیث کو بے اصل کہتے ہیں۔ علامہ ماردینی حنفیؒ کا یہ کہنا کہ سند اس کی جید ہے اور اس کے بے اصل ہونے کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ بالکل غلط ہے کیونکہ امام دحیمؒ محدث شام ہیں اور ولید بن مسلم بھی شامی ہے اور شام کی حدیثوں کے پرکھنے کے امام دحیمؒ زیادہ ماہر ہیں اور اس روایت کی بے اصل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے راوی ولید بن مسلم ہیں نیز سعید بن عبدالعزیز اختلاط کا شکار ہو گئے تھے اور ولید بن مسلم کی روایت فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں سعید بن عبدالعزیز کے طریق سے غلط ثابت ہو چکی ہے جس کا غیر مقلدین کو بھی اقرار ہے۔

الجواب نمبر ۲: ولید بن مسلم کی روایت جو امام احمد بن حنبل کے طریق سے ہے اس میں اتنا ہے کان ابن عمر اذا رأى مصلياً لا يرفع يديه في الصلوة حصبه و

امرہ ان یرفع یدیہ جب عبداللہ بن عمرؓ کسی نمازی کو دیکھتے کہ نماز میں رفع الیدین نہیں کرتا تو اس کو کنکریاں مارتے اور حکم کرتے کہ رفع الیدین کرے (مسائل الامام احمد بن حنبل روایۃ ابنہ عبداللہ بن احمد ص 70) و معرفت علوم الحدیث للحاکم ص 21.8 تاریخ جرجان ص 433)

(۲) کان ابن عمر اذارائی رجلاً لایرفع یدیہ حصبہ وامرہ ان یرفع یدیہ (التمھید لابن عبدالبر ص 65 ج 5 بحوالہ جلاء العینین ص 53) عبداللہ بن عمرؓ جب کسی شخص کو دیکھتے کہ رفع الیدین نہیں کرتا تو اس کو کنکریاں مارتے اور رفع الیدین کرنے کا حکم فرماتے۔ اس تمھید کی روایت میں نماز کا کوئی ذکر نہیں ہے جبکہ مسائل الامام احمد بن حنبل وغیرہ میں ابتداء نماز رفع الیدین کرنے کا ذکر معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ مسند حمیدی وسنن دارقطنی میں کلما خفض ورفع کے الفاظ ہیں جس کا معنی یہ کہ ہر نیچ اور اونچ میں جو رفع یدین نہ کرتا تو اس کو کنکریاں مارتے اور ہر نیچ اور اونچ میں رفع الیدین کے غیر مقلدین بھی قائل نہیں ہیں۔ اور جزء رفع الیدین المنسوب للبخاری ص 53 مع جلاء العینین میں ہے جب ابن عمرؓ کسی شخص کو دیکھتے کہ رکوع کے وقت اور رکوع کے بعد رفع الیدین نہیں کر رہا تو اس کو کنکریاں مارتے یہ بطریق حمیدی منقول ہے مگر محمود بن اسحٰق الخزاعی جزء رفع الیدین کے راوی نے اپنی طرف سے الفاظ میں تبدیلی کر دی ہے جو کہ قابل اعتماد نہیں فلھذا ولید بن مسلم کی بیان کردہ یہ روایت باوجود تحدیث کے قابل قبول نہیں کیونکہ وہ اس میں منفرد ہے اور کسی راوی نے یہ روایت بیان نہیں کی جس سے اس کی متابعت ثابت ہوتی ہو اور بغیر متابعت کے اس شیر ببر کی روایت قابل قبول نہیں ہے۔

حضرت علی سے منسوب اثر: عن ابی بکر النهشلی حدثنا عاصم بن کلیب عن ابیه ان علیاً کا ن یرفع یدیه فی اول تکبیرة من الصلوة ثم لا یعود (معانی الآثار للطحاوی ص 225 ج 1، نصب الرایہ ص 406 ج 1) یعنی حضرت علی نماز میں پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے سفیان ثوری نے اس اثر کا انکار کیا ہے (جزء رفع الیدین للبخاری ص 47) امام عثمان بن سعید الدارمی نے اس کو واہی یعنی کمزور کہا (السنن الکبری ص 80 تا 81 ج 2) امام احمد نے گویا اس کا انکار کیا ہے (المسائل لاحمد ص 343 ج 1) بخاری نے ضعیف کہا شرح الترمذی لابن سید الناس بحوالہ حاشیہ جلاء العینین ص 48) نور العینین ص 158)

الجواب: جزء رفع الیدین مع جلا العینین ص 47 میں ہے قال عبدالرحمٰن بن مھدی ذکرت للثوری حدیث النهشلی عن عاصم بن کلیب فانکرہ کہ عبدالرحمٰن بن مھدی نے کہا کہ میں نے سفیان ثوری کیلئے حدیث نهشلی عن عاصم بن کلیب پیش کی ہے پس سفیان ثوری نے اس کا انکار کیا ہے مگر عبدالرحمٰن بن مھدی اور امام بخاری کی ملاقات ثابت نہیں ہے اس لئے عبدالرحمٰن کی سند سے جرح منقطع ہے دوسری بات یہ کہ جز رفع الیدین محمود بن اسحٰق الخزاعی کی روایت سے ہے جو کہ مجہول ہے بلکہ کذاب ہے جیسا کہ الجرح الساری علی جزء البخاری میں اس کا ثبوت مہیا کر دیا گیا ہے۔ باقی رہی عثمان بن سعید الدارمی کی جرح تو یہ امام حاکم شیعہ کی سند سے ہے جو کہ معتبر نہیں کیوں کہ شیعہ مذہب والے رفع الیدین کرتے ہیں امام احمد نے گویا اس کا انکار کیا ہے گویا کہ بات بھی کمزور ہے حقیقتاً انکار نہیں کیا امام بخاری نے ضعیف کہا ہے یہ ابن سید الناس کا وہم ہے اس نے جز اَرفع الیدین سے یہی سمجھا ہے اور جز اَرفع الیدین کی حقیقت واضح کر دی گئی ہے حافظ ابن حجر اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں ورجالہ ثقات (الدرایہ

ص 152 ج 1) کہ حضرت علی کے اثر کے تمام راوی ثقہ ہیں امام طحاویؒ فرماتے ہیں جب ترک رفع الیدین کی روایت حضرت علیؓ سے صحیح ثابت ہو چکی ہے تو تارکین رفع الیدین کے لئے بھاری حجت ہے (طحاوی ص 110 ج 1) امام دار قطنیؒ اپنے علل میں فرماتے ہیں کہ اس روایت میں اختلاف کیا گیا ہے ابو بکر النھشلی سے پس عبدالرحیم بن سلیمان نے اس سے عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن النبی ﷺ مرفوع روایت کیا ہے اور یہ وہم ہے **و خالفہ جماعتہ من الثقات منھم عبدالرحمن بن مھدی و موسیٰ بن داؤد و احمد بن یونس و غیرھم فرووہ عن ابی بکر النھشلی موقوفاً علی علیؓ و ھو الصواب** (بحوالہ جلاء العینین ص 44) اور عبدالرحیم بن سلیمان کی ایک جماعت نے مخالفت کی ہے جو کہ ثقہ بھی ہیں ان میں عبدالرحمٰن بن مہدی اور موسیٰ بن داؤد اور احمد بن یونسؒ وغیرہ نے ابو بکر النھشلی سے حضرت علیؓ پر موقوف روایت کیا ہے اور یہی صواب (درست) ہے اس صحیح حدیث کے مقابلہ میں عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی روایت پیش کرنا سخت غلطی ہے کیوں کہ عبدالرحمٰن عندالجمہور ضعیف ہے حافظ ابن حجر ایک حدیث نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں **ابو بکر النھشلی من رجال مسلم فالحدیث صحیح بھذاالاعتبار** (فتح الباری ص 181 ج 10 کتاب الطب) کہ ابو بکر النھشلی رجال مسلم سے ہے پس حدیث اس اعتبار سے صحیح ہے اور علامہ محمد مرتضیٰ زبیدی اتحاف السادہ المتقین بشرح اسرار احیاء علوم الدین ص 55 ج 3 میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر سے ترک رفع یدین کی یہ سند صحیح ہے اور حضرت علیؓ کی حدیث جو بطریق عبدالرحمٰن بن ابی الزناد مروی ہے اس کے راوی عبدالرحمٰن پر جرح کرنے کے بعد فرماتے ہیں **وقد رواہ ابن جریج عن موسیٰ بن عقبہ ولیس فیہ الرفع عندالرکوع و الرفع منہ کما اخرجہ البیھقی ایضاً فی سننہ و لا نسبتہ بین ابن جریج و ابن ابی الزناد واخرجہ مسلم من**

حدیث الماجشون عن الاعرج بسند هذا ولیس فیه ایضاً الرفع عند الرکوع و الرفع منه الخ اور بے شک ابن جریج نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی ہے اور اس میں رفع الیدین عند الرکوع وبعد الرکوع نہیں ہے اور کوئی نسبت نہیں درمیان ابن جریج اور ابن ابی زناد کے جیسا کہ بیہقی نے اپنی سنن میں روایت کی ہے اور امام مسلم نے ماجشون سے روایت کی ہے اسی سند کے ساتھ اور اس میں بھی رفع الیدین نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا اثر درج ذیل ہے: **عن ابراهیم النخعی قال کان عبدالله بن مسعود لا یرفع یدیه فی شیء من الصلوت الا فی الافتتاح** (الطحاوی بحوالہ نصب الرایہ ص406ج1۔نورالعینین ص159) ابراہیم نخعی نے کہا ابن مسعودؓ کسی نماز میں بھی رفع الیدین نہیں کرتے تھے سوائے شروع نماز میں۔

الجواب: وہ اثر بھی صحیح تھا کہ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ و ابوبکرؓ و عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کے سوا رفع الیدین نہیں کرتے تھے اور یہ اثر بھی صحیح ہے کیوں کہ ابراہیم نخعی فرماتے ہیں جب میں روایت کو مرسل روایت کروں تو ایک جماعت نے مجھے بیان کیا ہوتا ہے جو وہ میرے نزدیک ثقہ ہیں تو پوری جماعت غیر ثقہ ہو یہ عقل نہیں مانتا اگر پوری جماعت بھی دوسرے محدثین کے ہاں غیر ثقہ ہو تو ابراہیم نخعیؒ کے ہاں ثقہ ہے تو روایت حسن درجہ کی ہوئی (وللہ الحمد) حافظ زبیر علیزئی صاحب لکھتے ہیں امام بخاریؒ نے تفصیل سے بتایا ہے کہ قدیم زمانے میں ابوبکر بن عیاش اس روایت کو عن حصین عن ابراہیم عن ابن مسعود مرسل موقوف بیان کرتے تھے اور یہ بات محفوظ ہے (نورالعینین ص163)

الجواب: حصین کی روایت عن ابراھیم عن ابن مسعود کس حدیث کی کتاب میں مروی ہے یہ محض غلط بات ہے حضرت ابن عمرؓ سے منسوب روایت: ابو بکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال صلیت خلف ابن عمر رضی الله عنهما فلم یکن یرفع یدیه الا فی التکبیرة الاولیٰ من الصلوة ۔ مجاہد سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ صرف تکبیر اولیٰ میں ہاتھ اٹھاتے تھے (نور العینین ص 161)۔

اعتراض نمبر 1: امام یحیٰ بن معینؒ نے فرمایا حدیث ابی بکر عن حصین انما هو توهم منه لا اصل له (یعنی ابوبکر کی حصین سے روایت اس کا وھم ہے اس روایت کی کوئی اصل نہیں (جزء رفع الیدین للبخاری ص 56)

الجواب: جزء رفع الیدین محمود بن اسحٰق کا ہے جو امام بخاریؒ سے روایت کرتا ہے محمود بن اسحٰق مجہول ہے اس کی کسی محدث نے توثیق نہیں کی اور یہ محمود بن اسحٰق الخزاعی جھوٹ بھی بولتا ہے جیسا کہ ذکر ہوگا امام بخاریؒ کی اپنی کتب میں امام یحیٰؒ بن معین کی یہ جرح نہیں ملتی نہ صحیح بخاری میں نہ التاریخ الکبیر میں نہ التاریخ الصغیر میں نہ ادب المفرد میں اسی طرح امام یحیی بن معین کی اپنی کتابوں میں بھی یہ جرح مذکور نہیں ہے معلوم ہوا کہ محمود بن اسحٰق الخزاعی نے یہ جھوٹ بولا ہے محمود بن اسحٰق نے پہلی حدیث جزء رفع الیدین کی امام بخاری سے یوں بیان کی ہے اخبرنا اسمعیل بن ابی یونس حدثنی عبدالرحمن بن ابی الزناد الخ۔ حالانکہ امام بخاریؒ کا کوئی استاد بھی اس نام کا نہیں ملتا۔ معلوم ہوا محمود بن اسحٰق نے امام بخاریؒ پر بہتان لگایا ہے۔ اسی طرح امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے قال البخاری و کذالک یروٗ عن سبعة عشر

نفساً من اصحاب النبی ﷺ الخ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ اسی طرح سترہ صحابہ کرامؓ سے رفع یدین عندالرکوع وعند رفع الراس من الرکوع روایت کیا گیا ہے جن میں ابوقتادہ الانصاری، ابوأسید الساعدی البدری، محمد بن مسلمہ، سہل بن سعد الساعدی، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عبداللہ بن زبیر وائل بن حجر الحضرمی، مالک بن الحویرثؓ، ابوموسیٰ الاشعری، ابوحمید الساعدی، عمر بن الخطاب، علی بن ابی طالب، ام الدرداء رضی اللہ عنہم (جزء رفع الیدین) اب عبداللہ بن عمرو بن العاص سے یہ رفع الیدین کسی کتاب میں جو حدیث کی کتاب ہو اس میں مروی نہیں ہوا یہ خالص محمود بن اسحٰق الخزاعی کا جھوٹ ہے امام بیہقیؒ نے عبداللہ بن عمرو کا نام ذکر کر دیا جزء رفع الیدین کی وجہ سے اور علامہ زیلعیؒ بھی نصب الرایہ میں بے سند ذکر کر دیا مولانا بدیع الدین الراشدی السندھی غیر مقلد لکھتے ہیں و اما عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص فلم اقف علی روایتہ عنہ (جلاء العینین ص 21) کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سے میں واقف نہیں ہوا۔ اسی طرح ام الدرداء کو صحابیہ بتانا یہ بھی محمود بن اسحٰق الخزاعی کا جھوٹ ہے بلکہ یہ ام الدرداء تابعیہ ہے راقم الحروف نے مقدمہ نور الصباح طبع دوم کے ص 22 تا ص 24 میں اس پر بحث کی ہے ملاحظہ کریں بہر حال محمود بن اسحٰق الخزاعی بہت جھوٹا راوی ہے راقم الحروف نے اس راوی پر مزید بحث الجرح الساری علی جزء البخاری میں کر دی ہے جو کہ شمس الضحیٰ کے جواب کے ساتھ متصل ہے۔

اعتراض نمبر 2: اسکا مرکزی راوی ابوبکر بن عیاش ضعیف ہے

اعتراض نمبر 3: ابوبکر بن عیاش آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے (نصب

الرایہ ص409ج1)

الجواب: ابو بکر بن عیاش جب آخری عمر میں آئے تو ان سے وہم واختلاط ہو ا ہے لیکن یہاں ابو بکر بن عیاش سے روایت کرنے والے قدماء اصحاب ہیں مثلاً احمد بن یونس عن ابی بکر بن عیاش بخاری نے کتاب التفسیر ص725ج2 میں احتجاج کیا ہے اور امام طحاویؒ احمد بن یونس کے واسطہ سے ابو بکر بن عیاش سے ترک رفع الیدین بیان کیا ہے اور امام ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں ابو بکر بن عیاش سے روایت ترک رفع الیدین کی بیان کی ہے فلھذا قدماء شاگرد ابو بکر بن عیاش سے روایت کرتے ہیں علامہ ناصر الدین البانی غیر مقلد فرماتے ہیں کہ ابو بکر بن عیاشؒ فانہ من رجال البخاری وحدہ و فیہ کلام لا ینزل بہ حدیثہ عن رتبۃ الحسن (سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ ص348ج1) کہ ابو بکر بن عیاشؒ صرف رجال بخاری سے ہے اور اس میں کلام ہے جس سے اس کی حدیث درجہ حسن سے نہیں گرتی حافظ زبیر علیزئی غیر مقلد نے نصب الرایہ ص409ج1 سے نقل کیا ہے کہ امام بخاریؒ نے تفصیل سے بتلایا ہے کہ قدیم زمانے میں ابو بکر بن عیاش اس روایت کو عن حصین عن ابراہیم عن ابن مسعود (مرسل موقوف بیان کرتے تھے اور یہ بات محفوظ ہے پہلی بات (یعنی متنازعہ حدیث) خطاء فاحش ہے کیوں کہ اس نے اس میں ابن عمرؓ کے اصحاب کی مخالفت کی ہے امام بخاری کا یہ قول جرح مفسر ہے جو اللہ کی قسم جو مندمل نہیں ہوسکتی (نور العینین ص134)

الجواب: علامہ زیلعیؒ کا یہ بیان امام بخاری نے فرمایا کہ قدیم زمانے میں ابو بکر بن عیاش نے اس روایت کو عن حصین الخ بیان کیا ہے اور یہ بات محفوظ ہے۔ یہ امام بخاریؒ کا قول نہیں امام بخاریؒ کے رسالہ جزء رفع الیدین جو منسوب ہے امام بخاری

کی طرف اس میں بھی یہ قول موجود نہیں۔ ہاں ابو بکر بن عیاش کے اصحاب ابن عمرؓ کی مخالفت کی ہے یہ قول امام بخاریؒ کی طرف جزء رفع الیدین میں منسوب ہے جبکہ امام بخاریؒ کی اپنی تالیف میں یہ قول بھی موجود نہیں ہے اب حافظ زبیر علیزئی غیر مقلد کا یہ لکھنا کہ امام بخاریؒ کا یہ قول مفسر ہے جو اللہ کی قسم مندمل نہیں ہوسکتی یہ بے حیائی ہے اور زبیر علیزئی غیر مقلد کو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ جلاء العینین ص 57 میں ہے

قال البیھقی و ھذا الحدیث فی القدیم کان یرویہ ابو بکر بن عیاش عن حصین عن ابراھیم عن ابن مسعود مرسلاً ۔ امام بیہقیؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کو ابو بکر بن عیاشؒ قدیم زمانے میں عن حصین عن ابن مسعود مرسلاً بیان کرتے تھے۔ مگر امام بیہقی نے اس کتاب کا نام نہیں لیا جس میں ابو بکر بن عیاش کی یہ حدیث موجود ہو اسلئے یہ محض تک بندی ہے حقیقت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمد و علی آله و اصحابه اجمعین

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین